[illegible]

محمد سراج الدین ... [illegible]

[illegible]

اردو میں ترجمہ کرکے شائع کیا

سنہ ١٨٩٨

روزانہ اخبار پیسہ دہلی میں ... [illegible]

صاحب مہتمم مطبع ہو کر شائع ہوئی

طبع اول ... ہزار جلد

[illegible]

محاربہ فرانس و پروشیا

جسکو

محمد مصباح الدین خلف حافظ محمد یوسف صاحب رئیس قلعہ رہتک حال مقیم
بھینسوال تحصیل پانی پت ضلع کرنال نے ایک انگریزی تاریخ سے برائے واقفیت عام
اردو میں ترجمہ کرکے شایع کیا

۱۸۹۸ع

روزانہ اخبار پریس دہلی میں بہ اہتمام منشی میر محمد
صاحب منیجر طبع ہوکر شایع ہوئی

طبع اول ایک ہزار

قیمت فی جلد ایک روپیہ عہ علاوہ محصولڈاک



فہرست مضامین جنگ فرانس و پرشیا

ڈیڈیکیشن

یہ ناچیز ترجمہ جب مرتّب ہو چکا تو مجکو خیال ہوا کہ کسی ایسے نامور اور مربّی علوم و فنون کے نام کے ساتھ اسکو منسوب کیا جاوے جو بلحاظ اس خصوصیت کے شہرۂ آفاق ہو

بناءً علیہ

یہ حقیر ترجمہ

محض از راہ عقیدت مُستمندانہ و خُلوص محبّت غائبانہ عالی جناب مُستطاب معلّے القاب نوّاب علی یار خاں بہادر مؤتمن جنگ عماد الدولہ عماد الملک مولٰنا سیّد حسین صاحب بلگرامی ڈایرکٹر سررشتہ تعلیمات ریاست حضور نظام دکن دام اقبالہٗ کے نام نامی کے ساتھ صرف جناب موصوف کے عام شہرت فضائل و برگزیدگی اخلاق کے باعث مُعنوَن اور منسوب کیا جاتا ہے۔

مصباح الدین احمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

اللہ تعالیٰ بطفیل اپنے حبیب پاک کے میرے والد ماجد کو صد دوسی سال کی عمر عطا فرمائی انہوں نے مجھ کو زمانہ حال کی ضرورت کے موافق بڑی محنت و جانفشانی سے تعلیم دلائی۔

میرے والد معظم جس وقت میں میر منشی ریاست ٹونک المخاطب بہ دبیر الملک تھے میں ہیچمدان چند سال تک پرائیویٹ سکرٹری ہز ہائینس نواب صاحب بہادر ٹونک کا رہا اُس وقت سے ابتک میں اپنی تعلیم انگریزی اور معلومات تجربہ کو بڑھاتا رہا۔ ایک روز والد بزرگوار نے مجھ خاکسار سے یہ ارشاد فرمایا کہ اگر کسی تاریخ انگریزی کتاب کا ترجمہ عام فہم سلیس اُردو زبان میں کرو تو اصحاب اُردو خواں کو اُس کے مطالعہ سے بڑا فائدہ اور اُس کے مضامین سے عام واقفیت حاصل ہوگی میں نے بموجب ارشاد آنجناب کسی عمدہ کتاب کو ترجمہ کے لئے تلاش کیا۔ انقلابات و تغیرات زمانہ پر لحاظ کر کے مجھ کو کوئی کتاب اس جنگ فرانس و پرشیا سے بہتر ترجمہ کے لئے پسند نہ آئی۔ یہ جنگ ان ہر دو ممالک میں ۱۸۷۰ و ۱۸۷۱ء میں ہوئی تھی بلحاظ اِن کثرت فوج کے جو میدان کارزار میں لائی گئی اور اُن بڑے واقعات مختلف لڑائیوں کے جو اس معرکہ میں ہوئیں یہ ایک ایسی عظیم الشان جنگ ہوئی ہے کہ اگر تمام دنیا کی تاریخ کے ورق گردانی کی جائے تب بھی اس جنگ کی نظیر بہت ہی کم ملے گی اس مشہور معاملہ جنگ میں پرشیا ۱۰ لاکھ اور فرانس ۱۵ لاکھ فوج میدان کارزار میں لایا فاتحان نے پانچ لاکھ سے زیادہ اسیران جنگ گرفتار کئے ۲۲ جنگ اور ۱۵۰ چھوٹے چھوٹے معرکے اس جنگ کے دوران میں واقع ہوئے فرانس کے ۲۳ قلعے جس میں دنیا کا سب سے پہلا بنا ہوا قلعہ یعنے پیرس کا قلعہ بھی شامل تھا فتح کئے گئے اور بیشمار سامان جنگ اور توپیں اور بندوقیں اور

نشان و جھنڈے وغیرہ وغیرہ مال غنیمت فاتحان کے ہاتھ لگا مزید براں تقریباً تین ارب ۵۳ کروڑ ۴۳ لاکھ ۵۰ ہزار روپیہ خرچہ جنگ علاوہ اُس ملک مفتوحہ کے جو کہ دوام کے لئے سلطنت جرمن میں شامل ہو گیا اور جسکی آبادی ۱۵۰۰۱۴۵ کی ہے سلطنت فرانس کو ادا کرنا پڑا انپولین شہنشاہ فرانس نے معہ اسی ہزار فوج مسلح کے اپنے تئیں سپرد کر کے شاہ پرشیا کے قدموں پہ اپنی تلوار رکھدی اس جنگ کے واقعات مثل قصہ کے پیچ در پیچ ہیں اس کے مطالعہ سے بڑی عبرت اور خداوند تعالے کی قدرت نظر آتی ہے کہ ادھر چندہی روز میں ایک شاہ کا نام اوّل درجہ کے شہنشاہوں کی فہرست میں اُس کے حکم سے بڑھا کر لکھا گیا اور اُدھر ایک زبردست سلطنت کے شہنشاہ کا درجہ ذلت و گمنامی سے بدل کر شہنشاہی تاج اُس سے چھین لیا گیا سچ ہے وہ چاہے جسکو عزت دے چاہے جسکو ذلت دے

یہ کتاب دلپر بڑا اثر پیدا کرتی ہے اور حقیقتاً بڑا ہی عبرتناک سچا فسانہ ہے۔

یکم نومبر سنہ ۱۸۹۸ء
مطابق
۱۶ جمادی الثانی سنہ ۱۳۱۶ ہجری قدسی

نیازمند محمد مصباح الدین متوطن قلعہ رہتک
خوش باش شہر پانی پت

شہر پانی پت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

آغاز سنہ ۱۸۷۰ء میں یورپ کی کُل سلطنتوں کی گورنمنٹوں میں کسی قسم کا عناد اور فساد نہ تھا اور تمام ملکوں میں دوستانہ تعلقات تھے اہنیت اور اتحاد کُل برّ اعظم میں پھیلا ہوا تھا۔ ایسے پرامن زمانہ کی خوشنما تصویر میں ایک تاریک دھبہ نظر آتا تھا اور یہ ملک ہسپانیہ تھا۔ سنہ ۱۸۶۸ء میں ہسپانیہ والوں نے اپنے فرمانروا ملکہ اسابلا کو معزول کر دیا تھا اور یہ ملکہ اسپین سے بھاگ کر کسی دوسرے ملک میں چلی گئی تھی۔ اس وقت اسپین میں طوائف الملوکی ہو رہی تھی۔ سازشوں کا بازار گرم تھا۔ ایسے پرآشوب زمانہ میں انتظام ملک کے واسطے جو گورنمنٹ قایم ہوئی اس میں ہر شخص کی یہ خواہش تھی کہ مجھ کو ہی سرکاری عہدہ ملے اور نہ ملنے پر فساد اور شورش مچا دی جاتی تھی یہاں تک کہ اگر موقعہ ملجاتا۔ تو حریف عہدہ دار کو قتل کرنے سے بھی دریغ نہ کیا جاتا تھا[1]۔ ایسے پرخطر زمانہ میں اسپین کی بادشاہت پر کسی غیر ملک کے شہزادے کو تخت پر بٹھانے کی تجویز ہوئی اور کئی لائق لائق شہزادوں سے درخواست کی گئی کہ وہ تخت ہسپانیہ پر جلوہ افروز ہوں۔ لیکن ہر ایک شہزادہ نے تخت پر بیٹھنے اور بادشاہ بننے سے انکار کر دیا۔ آخر کار جون سنہ ۱۸۷۰ء میں ہوہنزولرن کے شہزادہ لیوپولڈ نے جو شاہ پرشیا کا بھتیجا تھا اسپین کی بادشاہت منظور کر لی۔ جونہی کہ اس شہزادہ کے تخت اسپین کے منظور

[1] ۔ جنرل پریم عارضی گورنمنٹ کے پریزیڈنٹ کو میڈرڈ کے شارع عام میں ۲۷۔ دسمبر سنہ ۱۸۷۰ء کو گولی مار دی گئی جو دو دن کے بعد ۳۰۔ دسمبر کو زخم شدید کی وجہ سے راہی ملک بقا ہوئے ۱۲۔

کر لینے کی خبر فرانس کی گورنمنٹ کو پہنچی تو وہاں کے سرآوردہ لوگوں کو بڑا غصہ آیا۔ ڈیوک ڈی گریمونٹ اور ایم اولیویئر نے دوران بحث میں نہایت سخت الفاظ زبان سے نکالے اور اسی پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ سلطنت پرشیا کو دھمکی بھی دی گئی کہ اگر شہزادہ لیوپولڈ آف ہوہنزولرن کو تخت اسپین کے منظور کرنے کی اجازت دیگئی تو بہتر نہیں ہوگا۔ فرانس کے اس مخوفانہ رویہ نے تمام یورپ میں ایک بے انتہا جوش پھیلا دیا۔ اور یہ بات زبانزد عام ہوگئی کہ فرانس اور پرشیا میں اب کھٹکنے والی ہے۔ مگر برٹش گورنمنٹ کی عاقلانہ اور معقول صلاح سے یہ معاملہ اصلاح پر آگیا یعنے پرنس ہوہنزولرن نے تخت اسپین سے کنارہ کشی اختیار کرلی۔ اور عوام کو اطمینان ہوگیا کہ اب یورپ میں جنگ کے خطرہ کا احتمال جاتا رہا۔ مگر افسوس یہ اُن کو دھوکا ہوا۔ فرنچ گورنمنٹ کے ایک جلسہ میں جس میں شہنشاہ نپولین والئے فرانس بھی شریک تھے یہ رائے قرار پائی کہ بادشاہ پرشیا سے اسبات کا اقرار لیا جاوے کہ وہ شہزادہ لیوپولڈ کے تخت اسپین کی امیدواری کو آئندہ بھی کبھی منظور نہ کرے گا۔ ایم بینی ڈیٹی فرانسیسی سفیر متعینہ دربار پرشیا کو اسبات کی ہدایتیں فوراً روانہ کی گئیں کہ وہ مفصلہ بالا تجویز کو شاہ پرشیا کے حضور میں گذرانے۔ ایم بینی ڈیٹی نے ہدایتوں کے بموجب یہ تجویز شاہ پرشیا کے حضور میں پیش کی۔ بادشاہ موصوف اس درخواست کو سنکر نہایت غصہ ہوا اور ایسی درخواستوں کے منظور کرنے سے بالکل انکار کردیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایم بینی ڈیٹی دوبارہ بادشاہ کے حضور میں گیا اور بادشاہ کو اس درخواست کے قبول کرلینے کی ترغیب دی۔ اس پر شاہ پرشیا کو بے انتہا غصہ آیا اور اُس نے فرانسیسی سفیر کو حکم دیا کہ ہمارے سامنے سے چلا جاوے۔ ایم بینی ڈیٹی نے اپنی فضول کوششوں کے نتیجہ سے فرانسیسی گورنمنٹ کو اسیوقت فوراً اطلاع دی اور ۱۵ جنوری ۱۸۷۰ء کو فرانس نے پرشیا کے برخلاف اعلان جنگ دیدیا۔

برٹش گورنمنٹ نے نہایت کوشش کی اور دونوں سلطنتوں کو ہر ایک طور سے سمجھایا کہ کسیطرح سے جنگ نہ ہو اور آپسمیں سمجھوتہ ہوجاوے۔ مگر اس کوشش میں کامیابی نہیں ہوتی۔ دونوں سلطنتوں نے جنگ کی تیاری شروع کردی عموماً خیال کیا جاتا تھا کہ یہ ایک سخت ہی خوفناک جنگ ہوگی۔ یہ لڑائی ایسی ہی ثابت ہوئی۔

لے ماہ دسمبر ۱۸۷۰ء میں اسپین کی (کورٹس) پارلیمنٹ نے شہزادہ اموڈیس پسر بادشاہ اٹلی کو اسپین کا بادشاہ منتخب کیا اور یہ نیا منتخب بادشاہ ۲۔ جنوری ۱۸۷۱ء کو میڈرڈ میں داخل ہوا۔ عوام نے نہایت جوش اور تپاک سے اُس کا استقبال کیا۔

۱۹-جولائی ۱۸۷۰ء کو شاہ ولیم نے نارتھ جرمن پارلیمنٹ افتتاح کیا اور تخت کی جانب سے مفصلۂ ذیل اسپیچ خود ادا کی -

" شمالی جرمنی متحدہ کے معزز جنٹلمین -

جبکہ تمہارے گذشتہ جلسہ میں متحدہ گورنمنٹ کی جانب سے ہم نے تمہارا خیر مقدم کیا تھا - اُس وقت بڑی خوشی اور شکر کا مقام تھا - چونکہ یورپ کے امن و امان میں کسی قسم کی خلل اندازی ڈالے بغیر تہذیب کے پھیلانے میں اور ہماری رعایا کے خواہشات کے مطابق جو دلی کوششیں ہم نے کی تھیں اُسکے صلہ میں کامیابی کا انعام ہم کو خداوند کریم کی مدد سے ملگیا تھا - باوجود ایسی طمانیت کے اب متحدہ گورنمنٹوں کو جنگ کا خوف اور اُنپر اُسکا بار ڈالا گیا ہے - آپ کو ایک غیر معمولی اجلاس کے لئے طلب کیا گیا ہے اس سے آپ کو مثل ہمارے اس بات کا یقین ہو جاوے گا کہ شمالی جرمنی متحدہ نے قومی فوجوں کی درستی اسقدر محنت سے جو کی ہے تو اس سے کسی کو خطرہ اور خوف میں ڈالنے کا منشا نہیں تھا بلکہ ایک امن عام کی زیادہ تر حفاظت کی وجہ سے ایسا کیا گیا تھا - اور اب جبکہ ہم اپنی قومی فوجوں کو اپنی آزادی کے بچاؤ کے لئے طلب کرتے ہیں تو یہ صرف ہم اپنی عزت اور فرض کے احکام کی تعمیل کے بموجب کرتے ہیں - ایک جرمنی شہزادہ اسپین کے تخت کے لئے نامزد ہونے سے جسکی نامزدگی اور کنارہ کشی سے متحدہ گورنمنٹوں کو کوئی تعلق نہیں ہے شہنشاہ فرانس کو جنگ کرنے کیلئے ایک بہانہ ہاتھ لگ گیا ہے - اور یہ معاملہ سفراء کے ذریعہ سے اس طرح سے کہلایا گیا کہ سفارت کی تاریخوں میں آجتک ایسی کوئی نظیر نہیں ملسکتی ہے اور جبکہ یہ باعث جنگ ہی جاتا رہا یعنے اُس شہزادہ نے کنارہ کشی بھی کرلی تب بھی امن عام میں خلل اندازی ڈالنے کی نیت سے اُسی کے متعلق گفتگو جاری رکھی اور اسی طرح فرانس کے ایک حاکم سابق کے امن میں خلل اندازی کرنے کی بہت سی نظیریں ملتی ہیں - اگر جرمنی نے گذشتہ صدیوں میں اپنے حقوق کے تلف ہونے پر خاموشی اختیار کرلی تھی تو اُس کا سبب یہ تھا کہ جب جرمنی کی طاقت بٹی ہوئی تھی - اور منتشر ہو رہی تھی اب جبکہ آجکل جرمنی کی کُل قومیں آزادی کے جنگ کے زمانہ سے متفق ہوتی جاتی ہیں اور اب جرمنی کی فوج ہر طرح سے مکمل اور تیار ہے اور دشمن کے آنے کے لئے کوئی گوشہ فوج سے خالی نہیں چھوڑا ہے لہذا جرمن قوم کی یہ خواہش ہے کہ فرانس کے حملے کی پوری مدافعت کرے - یہ الفاظ ہم نے ازرہ تکبّر اور گھمنڈ نہیں کہے ہیں - تمام متحدہ گورنمنٹوں اور ہم کو اس بات کا یقین کامل ہے کہ فتح اور شکست اُسی واحد کے ہاتھ میں ہے جو لڑائیوں کی قسمت کا فیصلہ کرتا ہے -

سے حاکم سابق نپولین اوّل ۱۲

حشر کے دن خداوند کریم اور تمام مردمان کے روبرو وہ شخص اس بات کا ذمہ دار ہوگا جس نے کہ یورپ کے درمیان دو ملکوں کی صلح جو قوموں کو آپس میں ایک خونریز جنگ میں بھڑوا دیا ہے۔ امید ہے کہ شمالی اور جنوب کی سب گورنمنٹیں حفظ حقوق اور آزادی کے لئے پورے طور سے اور جانبازی سے حملہ آوروں سے مقابلہ کرینگی۔ خداوند کریم ہمارے ساتھ ہوگا جسطرح کہ اس نے ہمارے بزرگان کی مدد کی تھی۔" منصلہ بالا تخت کی اسپیچ کے جواب میں شمالی جرمن پارلیمنٹ نے جو ایڈریس دیا وہ حسب ذیل ہے۔

"جس مبارک زبان سے حضور نے ہم کو مخاطب کر کے تقریر فرمائی اس تقریر نے جرمن قوم میں ایک گونج پیدا کر دی ہے اور تمام جرمنیوں کے دلوں میں ایک خیال دوڑ گیا ہے۔ فرانس کی تکبرانہ درخواست کو حضور نے جس طور سے مسترد فرمایا اس سے تمام قوم کو بڑی خوشی اور بڑا فخر حاصل ہوا۔ جرمن قوم کو اسی قوم کے ساتھ امن سے رہنا چاہتے ہے کہ جو ہماری آزادی کی عزت کرے۔ فرانس جو خراب بیج بو رہا ہے اسکا اثر فرانسیسی قوم کو بعد میں معلوم ہوگا۔ ہم اپنے فوجی بھائیوں کی بہادری پر بھروسہ کر کے کہتے ہیں کہ وہ ایک غیر حملہ آور کے آگے کبھی سر نہیں جھکائینگے۔ ہم اپنے بہادر بادشاہ پر بھروسہ رکھتے ہیں کہ جسطرح سے وہ اپنے ایام جوانی میں لڑا ہے خدا کی مرضی یہی ہے کہ وہ اپنی ضعیفی عمر میں اس جنگ کو اختتام پر پہنچا دے۔ آخر میں ہم کو خداوند کریم پر بھروسہ ہے کہ وہ حملہ آور کی اس خراب جرأت کا اسکو بدلہ دیگا۔ عوام میں بڑا جوش ہے اور تمام دنیا نے اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ حق بجانب ہمارے ہے۔ کل جرمن قوم میدان جنگ میں ایک دل ہو کر لڑیگی۔ اور عزت اور آزادی اور یورپ کا امن اور عوام کی خوشحالی اسی پر منحصر ہے۔"

۲۰ جولائی کے پیرس کے اخبار آفیشل جرنل میں ہفتہ وار ملکی معاملات پر مفصلۂ ذیل آرٹیکل شایع ہوا جس کے پڑھنے سے فرنچ گورنمنٹ کے سرکاری رویہ کا اندازہ معلوم ہوتا ہے۔

"ہمارے شہنشاہ اور چیمبر اور وزارت اور ملک میں جسقدر دلی اتحاد اور اتفاق ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ کسی قوم کو اپنے شہنشاہ پر اسقدر بھروسہ نہ ہوگا اور نہ شہنشاہ کو اپنی رعایا سے ایسی وابستگی ہوگی جیسے کہ آجکل ہمارے ملک میں ہے۔ فرانس اپنے حقوق سے واقف ہے اور حب الوطنی کی خوشی میں اس نے اپنی قسمت اپنی بہادر فوج کے ہاتھ میں دیدی ہے۔ وزیر صیغہ خارجہ نے ۱۵ جولائی کو جو بیان سینیٹ کے روبرو کیا اور وزیر عدالت عالیہ نے جو بیان مجلس واضعان قانون کے روبرو کیا۔ اس سے بڑا اثر ہوا۔ عوام کی رائے نے ایک لمحہ کے واسطے بھی اس امر کی تمیز کرنے میں تامل نہیں کیا کہ اس جنگ کی ذمہ داری ان لوگوں پر

نہیں ہے جنہوں نے اپنی عزت کے بچاؤ کے لئے اعلان جنگ دیا ہے۔ بلکہ اس کے ذمہ دار وہ لوگ ہیں کہ جو بوجہ حرص کے غیر قوم کو خطرہ میں ڈالتے ہیں اور جنہوں نے کہ گورنمنٹوں اور قوموں کے عام فائدوں میں خرابی ڈالی ہے۔ شاہ پرشیا نے اس بات کا خود اقرار کر لیا تھا کہ اس نے شہزادہ ہوہنز ولرن کو تخت اسپین قبول کر لینے کے لئے اختیار دیدیا تھا۔ اس نے اس خفیہ طور سے ایک ایسا اتحاد کرنا چاہا تھا جو ہمارے اقتدار اور آئندہ حکمت عملیوں کا منافی ہوتا پچھمبر کی راستے ہی کہ ہمارے اعتراضات جائز تھے۔ پرشیا کا رویہ جو ڈنمارک کے ساتھ رہا جو کہ اب تک اضلاع شلیسوگ طلب کر رہا ہے۔ اس پر بھی ہم نے اعتراض نہیں کیا اور جو بموجب عہد نامہ پریگ ڈنمارک کو ملنے چاہئیں اور گذشتہ چار سال سے وہ جنوبی جرمنی سلطنتوں میں جس طرح سے دخل دے رہا ہے اس پر بھی ہم نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ ہم میں جو سلامت روی کی عادت ہے اس وجہ سے ہم ایسی بحث کو نہیں چھیڑتے ہیں جس سے دوسری قومیں دق ہوں۔ گو عہد نامجات اور شرائط کے بموجب ہم کو ایسا کرنے کا حق حاصل ہے۔ ہم ملک اسپین سے کچھ نہیں چاہتے اور نہ اس کی آزادی میں دخل دہی کرنا چاہتے ہیں۔ ہم نے تو صرف پرنس آف ہوہنز ولرن کے بارہ میں جبکہ ہم جانتے ہیں کہ شاہ پرشیا کا مطیع ہے گفتگو کی تھی اور شاہ پرشیا کو اس بارہ میں ہمارے سفیر نے جائز درخواست دی تھی۔ اور ہمارے مطالبہ زائد نہ تھے۔ ہم نے تو صرف اس بات پر قناعت کر لی تھی کہ پرنس آف ہوہنز ولرن نے تخت اسپین سے جو کنارہ کشی کی ہے اس کی ضمانت دیدیا دے اور جس حادثہ نے کہ ہم کو واجبی طور سے ایسا مشتعل کر دیا تھا اس کا آئندہ وقوع نہ ہووے۔ چونکہ ڈنمارک کی ڈچیولہ (جاگیرات) کے بارہ میں جو معاملہ گذرا ہے وہ اس قابل نہیں ہے کہ فراموش کیا جا سکے۔ فرنیک فورٹ میں ۳۰ نومبر ۱۸۵۲ء کو جو عہد نامہ ہوا تھا اس کے ذریعہ سے گسٹنبرگ خاندان کے سرگروہ نے ایک شہزادہ کے ایمان اور عزت پر بعوض پندرہ لاکھ ڈالر کے جو ڈنمارک سے اس نے وصول پائے ڈچیوں کے تمام حقوق چھوڑ دئے تھے۔ مگر چند سالوں کے بعد اس شہزادہ کے بیٹے نے ان ڈچیز کی وراثت کا دعویٰ کیا لیکن جو روپیہ اس حقوق چھوڑنے کے عوض میں لیا تھا اس کو واپس دینے کیلئے کچھ نہیں کہا

لہ۔ شہنشاہان آسٹریا خاندان اگسٹنبرگ سے ہیں۔ اسی خاندان کے ایک شہزادہ نے یہ ڈچی ڈنمارک کو بیع کر دی تھی۔ مگر قاعدہ ہے کہ شہنشاہوں میں ہوس زیادہ ہوتی ہے۔ شہنشاہ آسٹریا نے پرشیا کی معاونت سے ۱۸۶۴ء میں بزور ڈنمارک سے انکو فتح کر لیا۔ پرشیا کی نیت بد لگی اُس نے ان پر قبضہ کرنا چاہا۔ مگر بمقابلت بیہ آسٹریا ہی کو دلائیں اسباب سے آزردہ ہو کر پرشیا نے ۱۸۶۶ء میں آسٹریا کو شکست دی گر اس سے یہ صوبے لیلئے۔ اس تمثیل کو بیان کر کے فرانس والے یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ پرشیا بڑا غاصب اور بدعہد ہے۔ مصباح مترجم ۱۲ ۔

خلاصہ یہ کہ تنازعہ حال اس وجہ سے پیدا ہوا ہے کہ ایک غیر طاقت نے اپنی عزت و قوت بڑھانے کیلئے جس سے ہماری عزت اور ہمارے فوائد کو نقصان پہنچے۔ یورپ کی موازنہ قوت میں خلل اندازی کرنا چاہا۔ ہم نے تو صرف ایک چیز چاہی تھی۔ کہ ہمارا اس بات سے اطمینان کر دیا جاوے کہ آئندہ پھر یہ بات نہو گی۔ ہمارے شہنشاہ کا ابتدا سے یہی خیال ہے اور اس سے زیادہ بالکل نہیں ہے۔ ہمارے سفیر کو جو ہر اسلئے بھیجا گیا جو مقام امیس میں شاہ پرشیا سے گفتگو کرنے گیا ہوا تھا اُس کا آخری فقرہ یہ تھا۔ تاکہ کنارہ کشی موثر ہو اسلئے یہ ضروری ہے کہ شاہ بھی اس میں شامل ہوں اور تم کو اس قسم کا اطمینان دلا دیں کہ وہ آئندہ بھی ایسی نامزدگی کا اختیار نہ دینگے۔ اسطرح سے یہ سوال جو ابتدا ہی میں بیان کر دیا گیا تھا۔ ہمارے اس سوال کا جواب کیا دیا گیا یہی کہ کانفرنس یعنے سفارتی گفتگو بند کر دیگئی۔ کونٹی بنیڈیٹی نے مرسولہ ہدایات پر عمل کر کے ایک لفظ بھی زبان سے ایسا نہیں نکالا تھا کہ جو پرشیا کے لئے مزیل حیثیت ہو۔ نہایت ادب سے اُس نے شاہ ولیم سے صرف یہ درخواست دی کہ اگر تخت اسپین کیا کو پھر دیا جاوے تو آپ پرنس ہہنزولرن کو اُس کے منظور کرنیکا اختیار نہ دیں۔ شاہ نے اس بات کو نامنظور کر کے فرانس کی عزت کو نقصان پہونچایا اور اسی پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ اپنے ایک ایڈیکانگ کی معرفت ہمارے سفیر کو کہلا دیا کہ ہم سفیر فرانس کو رکھنا نہیں چاہتے اور اس طرح سے ہماری عزت کو صدمہ پہنچایا۔ علاوہ ازیں شاہ پرشیا نے جنگی تیاری شروع کر دی ہے اور برلن کی کیبنیٹ نے اپنے تمام سفیران ممالک غیر کو اس مضمون کے تار بھیجے اُس میں فرانس کی نسبت سخت توہینی کلمات استعمال کئے ہیں۔ غصے سے لرزتے ہوئے فرانسیسیوں نے اب اپنا ہاتھ تلوار کے قبضہ پر رکھا ہے سینٹ اور مجلس وضعان قانون نے اپنی حب الوطنی کا پورا پورا ثبوت دیا ہے جسطرح سے کہ سینٹ کے پریزیڈنٹ نے کہا تھا فرانس اب صرف خدا ہی سے امید رکھتی ہے اور اپنی بہادری سے اپنی فتحمندی کی اُمید ہے"

۲۱- جولائی کے آفیشل جرنل اخبار میں مفصلہ ذیل شہنشاہی اعلان تمام فرانسیسی قوم کے نام شایع ہوا۔

"اے فرانسیسی قوم!"

"انسان کی زندگی میں کچھ ایسے موقع بھی ہوتے ہیں جبکہ قوم کی عزت کو نقصان پہنچایا جاوے تو تمام قوم اُسکو نظر انداز کر کے جان و مال سے ملک کو فائدہ پہنچانا چاہتے اور وہ موقع اب فرانس میں آگیا ہے سلطنت پرشیا نے جسکی جانب ہم نے دوران جنگ سنہ ۱۸۶۶ء سے اور بعد ختم جنگ سے ہم نے نہایت دوستی کا رویہ اختیار کر رکھا ہے۔ ہماری عمدہ خواہشوں اور تحمل کی کچھ قدر نہیں کی۔ اور خوفناک رویہ اختیار کر لینے

اسے اُس نے ہر چہار جانب بے اطمینانی پھیلادی ہے اور اپنی حفاظت کے لئے اسوجہ سے سلطنت کو اپنی فوج زیادہ کرنے پر مجبور کردیا ہے اور اپنی طرز عمل سے یورپ کو اُس نے لشکرگاہ بنا دیا ہے۔ جہانکہ ہر روز غیر قابل اطمینان حالت ہے اور ہر روز آئندہ کا خوف کیا جاتا ہے کہ ہمارا جانے کل کیا ہوگا۔ یہ آخری واقعہ جو ہوا ہے اس سے بین الاقوام تعلقات کی کمزوری ظاہر ہے اور اب حالت نازک ہوگئی ہے۔ پرشیا کے اس آخری طرز عمل پر ہم نے اعتراض کیا۔ ہمارے عذرات کی پرشیا نے کچھ پروا نہیں کی۔ اور ہمارے واسطے حقارت آمیز کارروائی شروع کی۔ ہمارے کل ملک کو اس رویہ پر بہت غصہ ہے اور فرانس کے ایک گوشہ سے دوسرے گوشہ تک ایک ہی آواز جنگ جنگ کی گونج رہی ہے۔ اب ہمارے لئے صرف یہ بات باقی ہے کہ ہم اپنی قسمتوں کو ہتھیاں کے فیصلے پر چھوڑ دیں۔"

"ہم جرمنی سے جنگ نہیں کرتے جسکی آزادی کا ہم ادب کرتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ وہ لوگ جنکو قوم جرمنی کہا جاتا ہے اُنہیں اختیار ہے چاہے وہ اپنی قسمتوں کا فیصلہ کسیطرح کریں۔ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ ہم اپنے تئیں مضبوط اور اپنی آئندہ حفاظت کو زیادہ مستحکم کریں۔ عوام کے فوائد مدنظر رکھکر ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمیشہ کو امن نصیب ہوجاوے اور اس خطرہ کی حالت کا خاتمہ ہوجاوے جسکے خوف سے تمام قومیں اپنی تمام آمدنی کو فوج اور ہتھیار کی درستی پر صرف کررہے ہیں۔"

"اے فرنچ قوم۔ ہم اب اپنے تئیں اپنی بہادر فوج کی اعلےٰ افسری پر مقرر کرتے ہیں جو اپنے فرض کی ادائگی اور حب الوطنی کے جوش سے بھری ہوئی ہے۔ وہ اپنی قدر خود خوب جانتی ہے چونکہ دنیا کی ہر چہار جانب جدھر اُس نے رُخ کیا فتح اُسکے ساتھ ساتھ رہی ہے۔ گو ہمارا فرزند ابھی نوعمر ہے لیکن ہم اُسکو بھی اپنے ہمراہ رکھینگے وہ اپنے فرائض سے بخوبی واقف ہے جو اُسکے نام نے اُسپر مقرر کئے ہیں اور جو لوگ کہ اپنے ملک کی حفاظت کے لئے لڑتے ہیں اُن کے خطروں میں شریک ہونے کا اُس کو فخر ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہماری کوششوں میں برکت دیوے۔ وہ بڑی قوم جو اپنے واجبی حق کی حفاظت کرتی ہے وہ کبھی شکست نہیں پاتی۔"

راقم۔ نیپولین

شاہ پرشیا کی جانب سے ۲۱۔ جولائی کو اسٹاٹس انزیگر اخبار میں حسب ذیل شاہی اعلان مشتہر ہوا۔

"ہم معہ کل جرمنی افواج کے ایک خودغرضانہ حملہ کے مدافعت کے لئے تلوار کھینچنے کے لئے مجبور کئے گئے ہیں۔ خداوند کریم اس بات سے خوب آگاہ ہے اور عوام الناس بھی جانتے ہیں کہ ہم نے اپنی جانب سے جنگ

نہیں چھیڑا ہے اور اس خیال سے ہم کو بڑی تسلی ہوتی ہے۔ ہمارا دل طمانیت دیتا ہے کہ خداوند کریم واجبی حق کو فتح کریگا۔ گو لڑائی بڑے پیمانہ پر ہوگی اور جرمنی کے بہت آدمی ضایع ہونگے اب ہم اُس عالم الغیب کے بھروسہ پر میدانِ جنگ میں جاتے ہیں اور اُس سے بعاجزی التجا کرتے ہیں کہ وہ ہماری مدد کرے۔ ہم خداوند کریم کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جنگ کا اعلان ہوتے ہی تمام جرمنی قوم کے دلوں میں جوش بھر گیا اور اس خود غرضانہ حملہ پر اُنہوں نے علانیہ اپنی ناراضگی ظاہر کی اور خداوند کریم پر اُن کو خوشی کے ساتھ یہ بھروسہ ہے کہ وہ فتح اُسی قوم کو دیگا جو راہ راستی پر ہوگی۔ ہماری رعایا ہمارے ساتھ ہمراہ ہو کر اُسیطرح لڑے گی جسطرح کہ ہمارے والد مرحوم کے زمانہ میں لڑی تھی یقین ہے کہ رعایا ہمارے ہمراہ ہو کر جانبازی سے لڑکر قوم کے لئے امن کا زمانہ پھر کریگی۔ ہم کو اپنے بچپن ہی کے زمانہ سے اس بات کا یقین ہوتا گیا ہے کہ تمام امور کا انحصار اور خاتمہ خداوند کریم کی مدد پر موقوف ہے۔ ہم کو اُسی پر بھروسہ ہے اور ہم اپنی رعایا سے بھی کہتے ہیں کہ وہ بھی اپنا بھروسہ اُسی معبود پر رکھیں۔ ہم خداوند کریم کے آگے اُس کے رحم کے لئے سر جھکاتے ہیں اور اپنی رعایا اور ہم وطنوں سے ہم کو امید ہے کہ وہ بھی ایسا ہی کرینگے۔ اس لئے ہم حکم دیتے ہیں کہ ۲۷ جولائی بدھ کا دن ہم نے دعا اور عبادت کیلئے مقرر کیا ہے اُسدن سرکاری اور خانگی سب امور سے الگ ہو کر ہمارے ملک کے تمام گرجاؤں میں دعا مانگی جاوے اور جب تک جنگ جاری رہے ہمیشہ عبادتوں میں فتح کے لئے دعا مانگی جایا کرے۔ اور ہم کہ ہم اپنے دشمنوں سے بھی مثل سچے عیسائیوں کے سلوک کریں۔ اور ہم کو خداوند کریم ایک ہمیشہ کے امن کا زمانہ نصیب کرے جسکی بنیاد جرمنی کی عزت اور آزادی پر مبنی ہو۔

دستخط۔ ولیم

مقام برلن۔ مورخہ ۲۱ جولائی۔ ۔ دن سوہلر۔

۲۲ جولائی کو پرشیا والوں نے شہر کیل کے قریب جو پل تھا اُس کو بارود سے اُڑا دیا اور پل پر جو برجیاں بنی ہوئی تھیں وہ اُڑ کر دریائے رائن کے پرلے کنارے پر فرانسیسی علاقہ میں جا کر گریں۔

۲۷ جولائی کے اسپیز گزٹ میں ایک معاہدہ کا مسودہ شایع ہوا جو کچھ عرصہ گذرا کونٹ بنیڈیٹی نے کونٹ بسمارک کو دیدیا تھا۔ اخبار مذکور کو اس معاہدہ کے شایع کرنے کی اجازت دیدی گئی تھی اصل مسودہ جو کونٹ بنیڈیٹی کے ہاتھ کا لکھا ہوا وہ اب برلن کے سرکاری دفتر میں موجود ہے۔ وہو ہذا۔

"شاہ پرشیا اور شہنشاہ فرانس کو یہ بات قرین مصلحت معلوم ہوتی ہے کہ ان ہر دو سلطنتوں میں جو رشتہ اتحاد

اور دوستی ہے وہ اور زیادہ مستحکم کیا جاوے اور ماسوا اِس کے دنیا کے امن وامان کے قیام کی حفاظت کے لئے یہ امر ضروری ہے کہ دونوں ملکوں میں آپس میں ایسا سمجھوتہ ہو جاوے کہ اُن کے درمیان جو امر آئندہ رنجش کا باعث ہو واقع ہو بآسانی فیصلہ ہو جایا کرے۔ اِس غرض سے دونوں سلطنتوں نے ایک معاہدہ کرنے کی خواہش کی ہے اور اِس امر کے کرنے کے لئے چند آدمیوں کو اپنی جانب سے ہر ایک سلطنت نے اپنا مختار باختیار کامل مقرر کیا ہے اور اُن کے اتفاق سے حسب ذیل شرائط معاہدہ کے ٹھہرے ہیں۔"

"شرط اوّل۔ آسٹریا اور اُس کی مددگار سلطنتوں سے پرشیا نے جسقدر قطعات ملک جنگ میں حاصل کئے ہیں شہنشاہ فرانس اُسکو منظور کرکے اُس کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور شمالی جرمنی تعہد کے قیام کے لئے اُن مفتوحہ ممالک میں جو محکمہ جات یا انتظامات کہ شاہ پرشیا نے تعمیر یا مقرر کرے ہیں یا آئندہ مقرر کرینگے اُس کو شہنشاہ فرانس منظور کرتے ہیں۔ اور اُس کے قیام کے لئے بوقت ضرورت شہنشاہ فرانس شاہ پرشیا کی مدد کے لئے اقرار کرتے ہیں۔"

"شرط دویم۔ شاہ پرشیا اقرار کرتے ہیں کہ فرانس اگر موبکسمبرگ کو فتح کرے یا اپنی سلطنت میں ملا دے تو شاہ پرشیا اُس کی مدد کرینگے۔ اِس مقصد کے حصول کے لئے شاہ پرشیا شاہ نیدرلینڈ سے عہد وپیماں کرکے شاہ نیدرلینڈ کو اِس بات کی ترغیب دینگے کہ وہ ڈچی مذکور کے شاہانہ حقوق شہنشاہ فرانس کو دیدیں اور اُس کے عوض کوئی معقول معاوضہ لیلیں۔ اِس کارروائی میں جسقدر روپیہ صرف ہوگا وہ شہنشاہ فرانس ادا کرنے کا اقرار کرتے ہیں۔"

"شرط سوم۔ اگر شمالی جرمنی تعہد کا جنوبی جرمنی ریاستوں سے پھر دوبارہ اتحاد ہو جاوے تو بشرطیکہ اِس اتحاد سے آسٹریا الگ رہے۔ شہنشاہ فرانس کو اِس اتحاد پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ اِس اتحاد کے بعد ایک مشترک پارلیمنٹ سب ریاستوں کی ہوگی اور ریاستہائے مذکورہ کے شاہی اختیارات کا پورا لحاظ ہوگا۔"

"شرط چہارم۔ اگر شہنشاہ فرانس ملک بلجیم پر قبضہ کرنا یا اُس کو فتح کرنا چاہینگے تو شاہ پرشیا فرانس کو اپنی فوج سے مدد دینگے۔ اور ایسی حالت میں اگر کوئی دیگر سلطنت فرانس سے جنگ کریگی تو شاہ پرشیا فرانس کو برخلاف ایسی کسی دوسری سلطنت کے بحری اور برّی فوج سے مدد دینگے۔"

"شرط پنجم۔ شاہ پرشیا اور شہنشاہ فرانس آپس میں معاہدہ کرتے ہیں کہ اگر کسی ملک پر حملہ کرینگے تو شامل ہو کر حملہ کرینگے اور اگر کوئی حملہ کرے تو ہر دو سلطنتیں شامل ہو کر اُس حملہ کی مدافعت کرینگی اور اِس معاہدہ کے قیام کیلئے

اقرار کرتے ہیں او رمفصلہ بالا معاہدہ کے بموجب وہ اپنی اپنی سلطنتوں کے اغراض کی حفاظت باہم ملکر کیا کرینگے ؛؛

اس مسودۂ معاہدہ کے شایع ہونے سے - انگلینڈ اور دوسری یورپین سلطنتوں میں بڑا جوش عظیم پھیل گیا اور برٹش وزیر صیغۂ خارجیہ نے ایک یادداشت اپنے ہر دو سفیران متعینۂ پیرس اور برلن کے پاس ارسال کی اور اس میں دریافت کیا کہ کونسی سلطنت نے اول یہ مسودۂ معاہدہ لکھا ہے - مگر اس بات کا ٹھیک پتہ نہ لگ سکا کیونکہ فرانس نے کہا کہ پرشیا نے اسے اوّل شایع کیا اور پرشیا نے یہ بیان کیا کہ کونٹ بینی ڈیٹی نے اس کو تحریر کیا تھا -

جرمنی فوج کی تقرری خاص حسب ذیل عمل میں آئیگی -

شاہ پرشیا کل فوجی اختیار شاہ نے اپنے ہاتھ میں رکھا - گویا اپنی فوج کا کمانڈر انچیف مقرر ہوا اور جنرل مولٹکی کو اپنے ہمراہ رکھا - اور ملک کی کل فوج کو تین بڑے بڑے حصوں میں منقسم کرکے ایک حصہ پر اپنے ولیعہد کو افسر اعلے مقرر کیا اور دوسری فوج پر ہز رائل ہائنس پرنس فریڈرک چارلس کو افسر اعلے متعین کیا اور تیسرے حصے پر جنرل سٹائن مٹز کو افسر اعلے مقرر کیا - اور شمالی جرمنی اتحاد کی کل ریاستوں کی فوجیں اس میں شامل تھیں -

جولائی کے تیسرے ہفتے کے ختم پر ایک بڑی مضبوط فرانسیسی فوج سرحد پر مثل محراب کے تھیون ویلی سے تنیسی سویلی اور بلفورٹ ہوتی ہوئی ووسجز کے جنوبی پہاڑیوں تک مقیم ہوگئی - اوّل فوج جو زیر کمان مارشل میکموہن کی تھی اور جس میں خاصکر الجیریا کی فوج تھی وہ کچھ عرصہ پہلے ہی جنوب سے روانہ ہوگئی تھی اور اسٹراسبرگ میں اور اس کے نواح میں جمع ہوگئی تھی - پانچویں اور دوسری (کورز) فوجیں جو زیر کمان جنرل فیلی اور جنرل فروسارڈ کی تھیں جس میں سے پہلی فورس سے آئی تھی اور دوسری چالنز سے آئی تھی بیچی اور سینٹ اوالڈ پر مقیم تھیں - جو رہینش پراونس کے کنارہ کنارہ پر ہے - چوتھی کورز کا کمانڈر لاڈ میرالٹ تھا اور تیسرے کورز کا کمانڈر بزین تھا جو منز کے قلعہ کے پاس مقیم تھا - چھٹی کورز کنروبرٹ کے ماتحت تھی جو چالنز سے نانسی کو آرہی تھی اور امپیریل گارڈ کی فوج پیرس سے سرحد کو آرہی تھی - اور جنوب مشرق میں جو ساتویں کورز تھی وہ زیر کمان ڈوے شہر بلفورٹ کے قریب مقیم تھی اور اسجگہ فرانس کی طاقت بہت کم تھی -

فرانس کی فوجوں کی یہ حالت تھی اور جس طریقہ سے کہ وہ جمع ہوئیں سرحد جرمن کی جانب تدریج

بڑھی جا رہی تھیں۔ اور بعض جگہ تو ماہ جون کے ختم سے پہلے ہی جمع ہو گئی تھیں اس سے یہ بات معلوم ہوتی
ہے کہ اعلانِ جنگ سے پیشتر ہی فرانس نے پرشیا پر حملہ کرنے کا ارادہ کر رکھا ہوگا۔ دن پہ دن گذرتا گیا مگر فرانسیسی
فوج اُسی طرح خاموش رہی اور فوج کے ڈویژن بھی حملہ کرنے کے لئے باہم نہیں ملیں اور ابھی تک یہ سونچا ہی جا رہا
تھا کہ کس طرح اور کہاں پر حملہ کیا جاوے۔ اس بات کا سبب یہ بیان کیا گیا کہ شہنشاہ فرانس کو اب معلوم ہوا
کہ فرانس کی فوج جیسا کہ اُس کو خیال کیا گیا تھا اُس سے بہت کمزور پائی گئی اور کمسریٹ اور رسد رسانی کا انتظام
نہایت ناقص اور خراب تھا یہی وجہ تھی کہ جنگ کا اعلان دیتے ہوئے تین ہفتے گذر گئے اور کوئی حملہ نہیں کیا گیا
اور اس عرصہ میں دشمن کو خاصی مہلت سرحد تک آنے کی مل گئی۔ جبکہ شہنشاہ فرانس سار[1] کے کنارے پر آرام میں
پڑا ہوا تھا اُس کے دشمن لڑائی کے لئے خوب تیاری کر رہے تھے۔ جنگ کا اعلان ہوتے ہی تمام جرمنی ریاستوں
کو یہ حکم بھیجا گیا تھا کہ وہ اپنی اپنی فوجوں کو لڑائی کے لئے تیار رکھیں اور تمام فوجیں حب الوطنی کے جوش میں لڑائی
کے لئے تیار ہو گئیں بحیرۂ شمالی سے دریائے ڈینوب تک اور راین سے نیمن تک پرانے دشمن کے مقابلہ کیواسطے
کل فوج اور عوام لوگ بڑی خوشی سے لڑنے کیلئے تیار ہو گئے۔ اور غیر ممالک میں جو جرمنی آباد تھے۔ وہ بھی لڑائی
میں شامل ہونے کو آمادہ بخوشی ہو گئے۔ اور ہر دیہہ اور شہر میں عام لوگ مسلح ہو کر تجربہ کار افسروں کی ترتیب
میں قواعد وغیرہ کرنے لگے اور لڑائی کے لئے سب تیار ہو گئے۔ اور اس طرح سے باقاعدہ فوج کی مدد کو ایک
اور بڑی فوج تیار ہو گئی اور مغرب کی جانب تمام فوج سرحد فرانس پر ریلوں میں جلد جلد جانے لگی عینی شاہدوں کا
بیان ہے جولائی کے دوسرے ہفتے سے اخیر جولائی تک جرمنی کی ریلوے لائن پر بے شمار جرمنی فوجیں ہر روز
برابر چلی آتی تھیں۔ اور ہر فوج کے لئے جو جو مقامات مقرر کر دیئے گئے تھے وہاں باقاعدہ فوج چلی جا رہی تھی۔
اور اسی طرح سے جرمنی کے صوبہ رہائن کے قلعوں میں برابر فوج قلعہ بند الگ ہوتی جاتی تھی۔ دمدمے اور فصیلوں
کی مرمت کی جاتی تھی۔ خندقیں پانی سے بھری جاتی تھیں۔ اور توپیں قلعوں کے برجوں پر چڑھائی جاتی تھیں
تاکہ حملہ آور کا خوب مقابلہ ہو سکے۔ گذشتہ اول دنوں میں ان تینوں بڑی بڑی جرمن فوجوں نے اُس قطعہ
ملک پر قبضہ کر لیا جو رہائن اور موسلی کے درمیان واقع ہے اور جو مدتوں تک جرمنی اور فرانسیسی قوم کے درمیان
جنگ گاہ رہا ہے۔ اول وہ فوج جس میں ساتویں اور آٹھویں اور کچھ حصہ دسویں کور کا شریک تھا اور جو زیر
کمان جنرل اشٹائن مٹز تھے۔ شمال سے روانہ ہو کر وادی موسلی کی جانب چلی گئی تھی اور شہر بنجن سے جو ریلوے
لائن آئی تھی اُس کے متوازی مقیم تھی اور اب وہ سار تک خیمہ زن ہو گئی تھی جہاں سے اُس کا پچھلا

[1] سار نام دریا ہے

ڈویژن کچھ دور فاصلہ پر تھا۔ فوج دوم جسکے افسر پرنس فریڈرک چارلس تھے اور جو برلنے نام شاہ کے زیر کمان تھے۔ اُس نے دریائے رہائن کو مینہیم اور بنیس پر عبور کر کے۔ اُس قطعہ ملک پر قبضہ کر لیا جو شمالی وسیجز اور ہیچ ڈملبر کے درمیان واقع ہے مگر جسقدر فوج اوّل بڑھگئی تھی یہ تمام فوج اس قدر ملک کے اندر نہ بڑھی تھی۔ مگر اس کا مقدمہ الجیش سٹائن مٹز کی فوج کے ساتھ شریک ہو گیا تھا اور رہائن لینڈ کا راستہ فوج دوم کے قبضہ میں تھا۔ اس فوج میں سات کورز شریک تھیں۔ یہ فوج دوم جرمن افواج کی مرکز تھی اور حملہ کرنے اور حملہ روکنے دونوں باتوں کیلئے یہ تیار تھی تیسری فوج ولیعہد کے زیر کمان تھی جس نے بھی دریائے رہائن کو عبور کر لیا تھا اور اسمیں تین کورز تھیں اور اُس کے ہمراہ بویریا کی دو کورز اور بیڈن اور ورٹمبرگ کی کنٹنجنٹ بھی تھیں۔ اور یہ فوج لاٹر تک پہنچ گئی تھی معلوم ہوتا ہے کہ ال ساس کی سرحد پر فرانسیسی فوج بہت کمزور تھی۔ جنگ کے اعلان کے وقت فرانسیسی فوج کی آٹھ کورز کی تعداد تین لاکھ پچاس ہزار آدمیوں کی بتلائی جاتی تھی اور توپوں اور گھوڑوں کی تعداد بھی مناسب تناسب سے ظاہر کیگئی تھی۔ مگر کہتے ہیں کہ ان آٹھ کورز میں مشکل سے تین لاکھ جوان ہونگے اور مٹیز پر اولنسز کے قریب صرف ۱۰ کورز ہی قابل جنگ تھیں۔ چونکہ ڈوئے اور کنزوبرٹ کی فوجیں ابھی بہت فاصلہ پر تھیں۔ اسلئے یہ بات مشتبہ ہی کہ فرانسیسی فوج جو تھیون ویلی۔ مٹز اور اسٹراسبرگ کے درمیان خیمہ زن تھی اُس کی تعداد آیا دو لاکھ بیس ہزار جوان کی ہوگی۔

لیکن یہ بات پایہ تحقیق کو پہنچگئی کہ اگست کی ۲ اور ۳ تاریخ تک جرمنی کی دو لاکھ فوج دریائے سار اور لاٹر کے پیچھے سرحد فرانس پر پہنچگئی تھی اور مٹیز پر اولنسز سے جو شارع عام ملک فرانس میں آتے ہیں اُس راہ سے اور دو لاکھ جرمنی فوج سرحد فرانس پر آرہی تھی اور اگلی فوج اور اس فوج میں ہر بات کے متعلق گفتگو ہوا کرتی تھی۔ فرانس کی جانب سے جو توقف ہوا اس سے جرمنی نے فائدہ اُٹھا کر رہائن لینڈ میں اپنی اس قدر فوج لاڈالی کہ فرانس کی فوج سے اُسکا تناسب ۲ اور ایک کا ہو گیا۔ یہ بات فرانسیسی کمانڈروں کی غفلت اور جرمن کمانڈروں کی ہشیاری اور چالاکی سے عمل میں آئی کہ جرمن کی فوج اور زیادہ مضبوط ہو گئی۔ نقشہ پر اگر نظر ڈالی جاوے تو معلوم ہو کہ تھیون ویلی سے اسٹراسبرگ کے شمال تک جو فرانسیسی فوج بطور مقدمہ الجیش پڑی ہوئی تھی وہ بالکل منتشر اور بکھری ہوئی تھی اور مٹز سے جو مدد متوقع پہنچتی یہ اُس سے بھی الگ ہو گئی تھی۔ پس اگر دشمن اُسپر آپڑتا۔ تو اس فوج کا ایک آدمی بھی جاں بر نہ ہوتا۔ دوسری جانب جرمنی کی فوج سار لوس اور ویسمبرگ کے درمیان جمع تھی اور اُسکی مدد کے لئے دیگر فوجیں بہت قریب مقاموں میں موجود تھیں

اور تین ریلوے لائن اور بے شمار سڑکوں پر منقسم تھیں۔ اور حملہ کرنے کیوقت اس طرح بہت جلد ایک بڑی فوج جرمنی کی فرانس میں داخل ہو سکتی تھی۔ اس بات سے جرمنی کمانڈروں کی لیاقت اور بہادری اور قوت اور عزم کا پتہ لگتا ہے جو کہ فوجی کارروائی میں ضروریات سے ہیں۔

ناظرین کو مختصر طور سے دونوں قوموں کے حالات سے آگاہ کرکے آئندہ اُن لڑائیوں کا ذکر کیا جاتا ہے جو دونوں قوموں میں ہوئیں۔ اور اُن کے کیا کیا بڑے نتیجے نکلے۔ اس سے آگاہی دی جاوے گی۔

فصل اوّل

آغازِ جنگ

۲۔ اگست ۱۸۷۰ء کو فرانسیسوں کی جانب سے جنگ کا آغاز ہوا۔ جنرل فروسارڈ کے کور کے ایک دستہ فوج نے شہر ساربروک سے ایک چھوٹی سی پرشیا کی فوج کو ہٹا دیا۔ فرنچ فوج نے پہاڑیوں پر مقیم ہوکے جہاں سے ساربروک پہنچے کی جانب علین اُن کی زد میں تھا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں پرشیا کی فوج کو پسپا کیا تقابلہ بھی بہت ذراسا ہوا۔ اور حملہ آور کیونکہ آگے نہیں بڑھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ انہوں نے صرف حملہ کا آغاز کر دیا اور نوئن کرچن کی اس مفید جنگ قصبہ قبضہ کرکے اُن کی یہ خواہش تھی کہ اسجگہ جو مشرق اور مغرب سے ریلیں آتی ہیں اُن دونوں لائن کا سلسلہ توڑ دیا جاتے اور زیادہ تر یہ بات تھی کہ پرنس امپیریل ولیعہد فرانس کو جو شہنشاہ فرانس کے ہمراہ اس لڑائی کے اخیر میں یہاں موجود تھا جنگ کی نقل یعنے چھوٹی سی لڑائی کرکے دکھا دیجاوے۔ فرنچ فوج کی جانب سے اسموقعہ پر خونخوار آلہ حرب میٹرلیوز سے بھی اوّل ہی اول کام لیا گیا (میٹرلیوز ایک قسم کی کئی نال والی توپ تھی جنمیں سے گولی اور گولیاں مثل بوچھاڑ کے نکلتی تھیں) اور پرنس امپیریل نے ایکدفعہ اپنے ہاتھ سے اس خونخوار توپ کو فیر کیا۔ تو شہنشاہ فرانس نے شہنشاہ بیگم یوجینی کو ایک تار بھیجا اور اسمیں تحریر کیا کہ لوئس (نام ولیعہد فرانس) نے توپ چلانے کا بپتسمہ لیا ہے (مجازاً ابتدائی کام یا آغاز کرنے کو کہتے ہیں) دوسرے روز اس فرنچ لائن میں بالکل خاموشی رہی۔ فوجیں اپنی سابقہ جگہوں پر ہی مقیم رہیں اور کہتے ہیں کہ فرنچ فوج نے ساربروک اور سارلاوس کے درمیان قطعہ ملک کے ایک حصہ میں دشمن کی فوج کی دیکھ بھال بھی کی مگر کسی فرانسیسی جنرل کو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ دشمن کے تینوں لشکروں کے کمانڈر سامنے سرحد پر پہنچ ہی چکے

فاصلہ پر پڑے ہوتے ہیں۔ اور دوسرے روز اُن کو اس کا خمیازہ اُٹھانا پڑا۔

جنگ وِیسمبرگ

۴۔ اگست کی صبح کو ولیعہد پرشیا کی فوج نے دریائے لاٹر کو عبور کرکے جرنیل میکمہن کی فوج کے ایک حصہ پر جو اپنی کل فوج سے آگے بڑھ آیا تھا اور ویسمبرگ کے پرانے شہر کے نزدیک خیمہ زن تھا حملہ کر دیا۔ شہزادہ پرشیا نے مثل ایک عاقل کمانڈر کے کل فوج اکٹھی کرکے حملہ کیا اور اُسکی خواہش تھی کہ دشمن پر یہ ایسا حملہ کیا جاوے کہ قطعی ہوا اور دشمن کو کامل شکست ہو۔ کیونکہ جنگ کے موقعہ پر ایسا ہونا بہت مفید ہوتا ہے شاہزادہ نے ریاست بیڈن کی فوج کے ڈویژن کو اپنے میسرہ پر مقرر کرکے تین ڈویژن فوج سے فرانسیسی فوج پر حملہ کر دیا۔ فرنچ فوج بالکل بےخبر تھی اور اُسکو دشمن کے یکایک آ پڑنے سے تعجب ہوا۔ پرشیا کی فوج چالیس ہزار تھی اور فرانسیسی فوج دس یا بارہ ہزار ہوگی۔ اور نتیجہ وہی ہوا جو ایسی حالت میں ہونا چاہیئے تھا یعنی جبکہ تین گنا زیادہ فوج یکایک دشمن پر حملہ کرے جو لڑائی کے لئے تیار نہ ہو۔ فرانسیسی فوج بے پرواہی سے اپنے کیمپ میں ادھر اُدھر پڑی ہوئی تھی اور کہتے ہیں کہ صبح کا ناشتا کھا رہی تھی کہ یکایک پرشیا کی فوج نے جنگل میں سے برآمد ہوکر جہاں کہ وہ چھپی ہوئی تھی فرانسیسیوں پر حملہ کر دیا۔ اور فرانسیسی فوج کو بالکل منتشر کر دیا۔ اور گو فرانسیسی فوج نے تھوڑی دیر تک دلیری سے حملہ کو روکا اور ویسمبرگ کے قریب احاطوں اور مکانوں کی آڑ میں سے لڑتی رہی لیکن دشمن کی فوج کی زیادتی کیوجہ سے وہ گھبرا گئی اور جبکہ پرشیا والوں نے گیس برگ کو اُڑا دیا تو بہت سی فرانسیسی فوج گھبراہٹ میں بھاگ نکلی اور جبکہ جنرل ڈوئے اس فوج کا کمانڈر بھی مارا گیا تب باقیماندہ فوج نے بھی راہ گریز اختیار کی۔ اور بھاگتے ہوئے ایک توپ بھی چھوڑ گئے۔ جو پرشیا والوں کے ہاتھ لگی اور پانسو فوج فرانسیسی قید ہوکر پرشیا والوں کے پاس مقید ہوئے۔

گو ویسمبرگ کی لڑائی سے کوئی مفید نتیجے تو نہیں نکلے لیکن فاتح قوم کے ہتھیاروں کو کامیابی کا وہ خطاب ملگیا جو ابتدائی معرکہ میں بڑے شوق سے دیکھا جایا کرتا ہے۔ ۵۔ اگست کا تمام دن ولیعہد نے اُن فوجوں کے جمع کرنے میں گذارا جو ویسمبرگ سے آگے بڑھ گئی تھیں اور شام ہونے سے پہلے پہلے ایک لاکھ بیس ہزار پرشیا کی فوج ایک جگہ جمع ہو گئی اور سرحد سے اسٹراسبرگ کو جو سڑک اعظم جاتی تھی اُسکے قریب یہ فوج جمع تھی اور بیڈن کی فوج اُس سڑک پر خیمہ زن تھی جو پہلی سڑک کے متوازی لاٹر برگ سے جاتی ہے۔ اگر ڈی فیلی پانچویں فرانسیسی کور ز

کے ساتھ دیگر فرانسیسی فوج کو ملا کر جو سامنے پڑی ہوئی تھی جرمنی کی فوج پر حملہ کرتا تو پرشیا کی فوج کو آگے بڑھنے سے روک ہو جاتی۔ مگر ڈی فیلی نے صرف ایک ڈویژن فوج پہاڑیوں کی پرلی طرف بھیجی جس سے بہت کم فائدہ ہوا اور اپنی تمام فوج لیتے ہوئے ایک ہی جگہ پڑا رہا۔ اور اُدھر جرمنی فوج سب ایک جگہ جمع ہو گئی۔

اس اثنا میں مارشل میکمہن نے جو اول فوج کورز کے ساتھ جنہیں تھوڑی تھوڑی کمک آکر شریک ہوتی جاتی تھی شہر ہیگنا کے قریب مقیم تھا اور لڑ جانے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ ولیمبرگ میں فرانسیسی فوج کی شکست سنکر اپنی تمام فوج کو بغیر توقف کے جمع کر لیا اور لڑائی کے لئے تیار ہو گیا۔ اُس نے ایک مضبوط اور بلند مقام تلاش کرکے اپنی فوج کو دریائے سار کے کنارے شہر ریچ شوفن سے الساس شاس تک پھیلا دیا۔ فرانسیسی میمنہ کی فوج قصبہ ریچ شوفن پر مقیم تھی جو قرب شہر اور پہاڑیوں کی وجہ سے محفوظ جگہ تھی۔ اور قلب کی فوج اُس مقام میں خیمہ زن تھی جو فروش ویلر اور شہر وارتھ کے درمیان واقع ہے اور میسرہ الساس ہاسن تک پھیلی ہوئی تھی اس کے قریب ایک گاؤں اور ایک پہاڑی تھی ان پہاڑیوں کی مغرب کی جانب جو میدان پڑا ہوا تھا میکمہن کی مقدمۃ الجیش یہاں بہت مضبوط تھا اور میمنہ اور میسرہ کی فوج محفوظ جگہ پر تھی اور میکمہن کی فوج ایسی جگہ مقیم تھی کہ اگر دشمن حملہ کرتا۔ تو ہر ایک قسم کی روک اُس کو حائل ہوتی مثلاً احاطہ اور دیہات اور باغات اور ندیاں وغیرہ۔ پس میکمہن اسی مقام پر دشمن کے حملہ کرنے کا منتظر ہو کر مقیم ہوا۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ بندوبست جنگ کے واسطے لائق کمانڈر کو کرنا چاہئیں وہ اُس نے سب کر لیے میکمہن کی فوج سینتالیس ہزار تھی اور اُس نے اس فوج کو دو قطاروں میں صف آرا کیا۔ اور سواروں کی فوج الگ محفوظ طور پر علیحدہ رکھی۔

ولیعہد پرشیا کے پاس بھی دشمن پر حملہ کرنے کے لئے بہت فوج موجود تھی۔ اُس نے قلب میں دو کورز بویریا کی فوج کے اور دو کورز پرشیا کی فوج کے رکھے۔ اور ایک ڈویژن ورٹمبرگ کی فوج کی تھی۔ غرضکہ ایک لاکھ بیس ہزار فوج اور چار سو توپیں لیکر ولیعہد پرشیا فرانسیسی سپہ سالار میکمہن کے مقابلہ کے واسطے روانہ ہوا۔ پرشیا کی فوج نے مجبوراً اپنا رُخ اب دہنی جانب پھیرا اور اسٹراسبرگ کو جو سڑک جاتی ہے اُس سے وہ ذرا علیحدہ کر دیئے گئے۔ اس وجہ سے ۶۔ اگست کی صبح کو جرمنی کی فوجیں ذرا دور دور ہو گئی تھیں۔ اور جبکہ پرشیا کی قلب اور میمنہ فوج کی فرانسیسی فوج سے مڈبھیڑ ہوئی پرشیا کی فوج کے بہت سے ڈویژن بہت فاصلہ پر دور رہ گئے۔

جنگ وُوارتھ

۶۔ اگست کو دن نکلنے کے دو گھنٹے کے بعد پرشیا کی قلب و میمنہ کی سپاہ نے لڑائی شروع کردی فرانسیسی فوج نے بھی اسکا سختی کے ساتھ جواب دیا جسکی وجہ سے پانچویں پرشیا کورز نے اپنی توپیں بغرض حفاظت آگے کیں جرمنی کے کمانڈر ابھی تک اپنی فوج کے بڑھکر حملہ کرنے کے منتظر تھے ۔ بویریا کی فوج نے آگے آگے بڑھکر فرانسیسی میسرہ فوج پر حملہ کرکے انہیں پریشان کردیا مگر دس بجے کے قریب یہ بویریا کی فوج واپس ہٹنے پر مجبور ہوتی ۔ جب یہ فوج پیچھے ہٹ گئی تو پرشیا کی پانچو کورز فرانسیسی فوج کی زد میں آگئی ۔ میکمہن نے اس موقع کو پاکر اپنی فوج سے دشمن کی اس تنہا فوج پر حملہ کرکے اس کو نیست و نابود کرنا چاہا اور ووارتھ کے قریب دو گھنٹے تک نہایت خونریز لڑائی رہی ۔ دونوں فوجیں نہایت بہادری سے لڑیں لیکن پرشیا کی گیارہویں کورز کے آجانے سے ۔ فرانسیسی فوج جو اب کم تعداد تھی مجبوراً پیچھے اپنے مرکز پر ہٹ آئی ۔ اب جرمنی فوج کے آگے بڑھنے کی باری آئی اور پرشیا کی دو کورز نے فروشن ویلر کے نزدیک بلندیوں پر بہادری کے ساتھ حملہ کیا اور بویریا کی ایک فوج نے فرانسیسی میسرہ فوج پر حملہ کردیا ۔ حملہ اور اس کی مدافعت دونوں بڑی بہادری سے کی گئی ۔ جرمنی کی فوج جبکہ وہ پہاڑیوں پر چڑھنے کا ارادہ کرتی تھی کئی دفعہ بھاری نقصان کے ساتھ پیچھے ہٹادی گئی ۔ فرانسیسی فوج گو تعداد میں بہت کم تھی مگر اپنی بلند جگہ کی وجہ سے بہت فائدے میں رہی ۔ دو بجے جرمنی کی کل فوج لائن میں آگئی اور اب ولیعہد پرشیا نے دشمن کے قطعی مقابلہ کی ٹھان لی ۔ ولیعہد کی فوج میکمہن کی فوج سے ادھر لڑتی رہی اُدھر بویریا کی فوج کو فرانسیسی میمنہ کی فوج پر حملہ کرنے کو روانہ کیا ۔ اور بویریا کی دوسری فوج اور ورٹمبرگ کی فوج کو دشمن کی میسرہ فوج پر روانہ کیا ۔ فرانسیسوں نے جرمنی کی فوج قلب پر نہایت دلیری سے حملہ کیا کہ جرمنی کی فوج کچھ منتشر ہوگئی لیکن آخرکار فرانسیسی فوج ویلر پر پسپا ہوئی ۔ میکمہن نے اب سب حصہ فوج کو اپنی قلب فوج میں ملا یا ۔ مگر جرمنی فوج اب حملہ کرتی ہوئی بڑھی آتی تھی یہاں تک کہ فرانسیسی قلب اور میمنہ فوج کے دو دو الگ الگ حصے ہوگئے ۔ جرمنی فوج نے فرانسیسی میسرہ فوج بھی پیچھے ہٹادی یہاں تک کہ شام کے چھ بجے سے پہلے پہلے وہ فرانسیسی فوج جو ووارتھ کے قریب پہاڑیوں پر بڑی مضبوطی سے مقیم تھی اب جی چھوڑ کر بھاگنے لگی ۔ اور ہیڈر برون اور سیورن اور اسٹراسبرگ کو جو سڑکیں جاتی ہیں ۔ اُن سڑکوں پر ہوکر فرانسیسی

فوج نے راہ گریز اختیار کی۔ جب یہ فرانسیسی فوج بھاگ نکلی تو جرنیل ڈی فیلی کی فرانسیسی فوج نے جو پیچھے سے آگئی تھی جرمنی فوج کا تھوڑی سی دیر تک مقابلہ کیا۔ لیکن فرانسیسی فوج کو یہ کامل اور فاحش شکست ہوئی۔

بیس ہزار سے زیادہ فرانسیسی فوج مقتول اور مجروح اور قیدی ہونے سے کم ہوگئی۔ تیس توپیں اور چھ سٹریلیوز جرمینوں کے ہاتھ آئیں۔ اور تھوڑے عرصہ کے لئے میکمہن کی فوج گویا بالکل معدوم ہوگئی۔ لڑائی کا نقشہ اور فرانسیسی اول کور کا خزانہ فاتح فوج کے ہاتھ لگا اور بہت سا مال نقد اور لیڈیوں کی پوشاکیں اور زیورات جرمنی فوج کو ہاتھ لگے جنکو فرانسیسی فوج بھاگتے ہوئے چھوڑ گئی تھی۔ ایک روزنامہ اخبار کے نامہ نگار نے لڑائی کے ایک دن کے بعد یہ موقع جنگ جا کر دیکھا اور وہ حسب ذیل حالات بیان کرتا ہے۔

"میں نے یہ جنگ گاہ ایسے وقت میں دیکھا کہ مقتول ابھی تک دفن نہیں کئے گئے تھے اور اُن کی تعداد دیکھ کر یہ خیال ہو سکتا ہے کہ لڑائی کیسی خونخوار ہوئی ہوگی۔ شہر ووارتھ ایک زرخیز وادی میں واقع ہے اور اس کے قریب جہاں فرانسیسی فوج مقیم تھی ایک بڑا جنگل ہے جسمیں درخت کثرت سے ہیں۔ دریائے بروڈر قصبہ ووارتھ میں ہو کر بہتا ہے جسکے کناروں پر بھی بہت درخت اُگے ہوئے ہیں اور یہ دریا وادی کے مشرق کی طرف ہے۔ اس جگہ جرمنی فوج مقیم تھی جو چپ و راست بہت دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ سڑک کے کنارے پر سپاہیوں کی نوکدار ٹوپیوں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے اور ایک درخت کے نیچے بندوقوں کا انبار لگا ہوا تھا۔ فرانسیسی توپخانہ نے اس لڑائی میں خوب کام دیا۔ اور گو مختلف جماعتیں جرمنی کشتگان کو ووارتھ کے مشرقی جانب دفن کرنے میں مصروف تھیں۔ مگر اُس کے مغربی جانب بندوقوں کی آواز دو ایک دفعہ آئی۔ یہاں پرشیا اور بویریا کی فوج بہت مضبوطی سے آگے بڑھتی چلی گئی اور فرانسیسیوں کا بہت نقصان ہوا۔ فرانسیسی فوج دشمن کو آگے بڑھنے سے جبر روکنے آتی تو اُس کی تمام کی کمپنیاں کٹ جاتی تھیں۔ اس مقام پر جرمنی کی فوج بہت ضایع ہوئی کیونکہ جرمنی کشتگان بھی بہت پڑے ہوئے تھے۔ مگر فرانسیسی مقتولان بکثرت تھے۔ جس راہ سے فرنچ فوج بھاگ کے گئی تھی وہاں فولادی سینہ بند اور برنجی کلاہ کثرت سے پڑی ہوئی تھیں اور ہر طرف سینکڑوں گھوڑوں کی نعشیں پڑی ہوئی تھیں۔ اور مغربی جانب جنگل کی طرف یہ خوفناک نظارہ اور زیادہ زہیب تھا۔

افسروں اور سپاہیوں کی نعشیں پڑی ہوئی تھیں۔ خون کے گڑھے بھرے ہوئے تھے۔ قبور اور رائفل اور کپڑے پڑے ہوئے تھے۔ فرانسیسی بہت گھبراہٹ سے بھاگے تھے کیونکہ جدھر سے وہ بھاگے تھے وہاں گاڑیاں الٹی ہوئی پڑی ہوئی تھیں اور اسباب سڑک پر پڑا ہوا تھا اور سپاہیوں کے تھیلے پڑے ہوئے تھے۔ معلوم ہوا کہ اس جگہ فرانسیسی فوج کا بہت نقصان ہوا۔ گو اس وقت تک بہت سے زخمی اٹھا کر لے گئے تھے تاہم ٹھیک ٹھیک نقصان کا پتہ لگانا ناممکن ہے۔ مگر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس لڑائی میں دس ہزار فرانسیسی اور سات ہزار جرمنی فوج ماری گئی اور جرمنی والوں نے سات ہزار فرانسیسی فوج کو گرفتار کیا۔ چار ہزار کو لڑائی میں اور تین ہزار کو تعاقب کرکے اسیر کر لیا۔ علاوہ ازیں بہت سی توپیں اور جھنڈے جرمنی والوں کے ہاتھ لگے۔ غرضکہ یہ جنگ واقعہ فرانس کے حق میں بہت خراب ہوئی۔ جب ولیعہد جرمنی اس میدان میں سے گزرا۔ تو جرمنی کے زخمی خوشی سے اٹھے اور خوشی سے چلائے کہ ملک جرمنی ہمیشہ محفوظ رہے۔"

یہ لڑائی فاتح اور مفتوح دونوں کے لئے قابل فخر تھی۔ جرمنی کی فوج تو بے شمار تھی لیکن دوپہر تک اس کو کچھ زیادہ فائدہ نہ ہوا اور کئی گھنٹوں تک فرانسیسیوں کی جگہ بہت مضبوط رہی۔ فرانسیسیوں نے نہایت بہادری اور استقلال سے مقابلہ کیا اور باقاعدہ اور چست اور اعلے درجہ کی فوج ہونے کا ثبوت دیا لیکن آخر لڑائی میں ان میں خوف کے آثار پائے گئے اور دشمن کی فوج کی بے شمار تعداد دیکھ کر وہ بڑی گھبراہٹ میں بھاگ نکلے۔ شروع شروع میں جرمنی فوج کا حملہ اچھے طور سے نہ تھا۔ فوج الگ الگ ہو گئی تھی اور اگر ڈی فیلی کی فوج بھی میکمہن کی فوج کی شریک ہو جاتی۔ تو میکمہن کو جرمنی کی قلب فوج پر دو دفعہ حملہ کرنے کا موقع مل گیا تھا اگر وہ حملہ کر دیتا تو اس لڑائی کا نتیجہ اور ہی طرح کا نکلتا۔ اس بات کو جرمنی والوں نے بھی مان لیا ہے۔ کہ اگر جرمنی کے سواروں کے رسالے اس وقت اور بہادری سے لڑتے جس وقت کہ فرانسیسی فوج نے بھاگنے کا ارادہ کیا تھا تو میکمہن کی تمام فوج برباد ہو جاتی اور اگر یہ نہ ہوتا تو بیشک ماری بہت جاتی اور توپخانہ تو بالکل ہی برباد ہو جاتا۔ جس طریقہ سے ولیعہد نے اپنی فوج کو دو طرفہ فرانسیسیوں سے لڑایا وہ طریقہ بیشک قابل تعریف ہے گو خطرہ سے خالی نہیں تھا اور گو یہ بات تامل سے کہی جاتی ہے کہ اس نے احتیاط سے عمل کیا اور غالباً اس کو اتنی بڑی فتح کی امید نہ تھی مگر تاہم اس نے مثل اعلیٰ جنرل کے مضبوطی اور جرأت سے عمل کیا میکمہن نے نہایت ہشیاری اور چستی اور قواعد دانی سے اپنی فوج کو لڑایا

لیکن اس کو ذرا پہلے بھاگنا چاہئے تھا جبکہ اس کی دیگر دستہ فوج لڑ رہی تھی تاکہ اتنا نقصان نہ ہوتا۔ سٹر یلیوز کا ہکمن نے اس موقع پر استعمال نہیں کیا۔ یہ شاید اس وجہ سے تھا کہ درختوں اور جنگل کی وجہ سے اس کا موقع نہیں ہو سکا۔ ورنہ اگر موقع ہوتا تو یہ ہشیار جرنیل موقع کو کب ہاتھ سے جانے دیتا۔ مگر آخری حصۂ دن میں فرانسیسوں سے ایک غلطی ہوئی کہ چھٹی کورز کے کاریسیر بریگیڈ کو ہٹتے ہوئے جرمنی فوج سے ایسی جگہ مقابلہ کرنے کا حکم دیا گیا کہ جو جگہ رسالے کے لئے بالکل خراب تھی۔ اور اس وجہ سے یہ اعلیٰ درجہ کا رسالہ بالکل تباہ اور قتل ہو گیا۔

جنگِ فورباچ

جبکہ مفصلہ بالا خونخوار لڑائی فرانسیسی لائن فوج کے میمنہ پر ہو رہی تھی۔ ایک اور لڑائی اس کی فوج قلب کے قریب دوسرے پہلو پر ہو رہی تھی۔ ۵۔ اگست کو فرانسیسی دوسری کورز نے ساربروک کی بلندیوں کو خالی کرنا شروع کیا جن پر تین دن پہلے سے قبضہ کئے ہوئے تھی اور شام ہوتے ہوتے یہ فوج اس وادی کے قریب جو اس مقام سے فورباچ کو جاتی ہے پھیل گئی۔ اس لڑائی کا سرکاری بیان حسب ذیل ہے۔

۶۔ اگست کی سہ پہر کو ۱۴ کورز جرمن آرمی کا ایک دستہ فوج ہرتن باچ تک بڑھ گیا جو ساربروک سے بجانب شمال و مغرب ۳ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اور دریا سے سار تک جگہ جگہ اپنی تھوڑی تھوڑی فوج ڈال دی دشمن نے اس سے پہلی رات کو ساربروک کی قواعد کی جگہ خالی کر دی تھی۔

دوپہر کے قریب سواروں کی ڈویژن فوج زیر کمان جنرل رہین بین اس قصبہ میں سے گذری۔ سواروں کے دو سکواڈرن آگے لگے تھے جس وقت کہ وہ پہاڑ کے سب سے بلند موقع پر پہنچے اور جنوب کے جس وقت وہ نظر آئے تو اسپیچرن کے نزدیک کی پہاڑیوں میں سے ان پر فیر کئے گئے۔

یہ قواعد کی پہاڑی ایک وادی کے سر پر ہے جو فورباچ اور اسپیچرن تک پھیلی ہوئی ہے اور دوسری جانب اس کے وہ بلندی ہے کہ جو اسپیچرن قصبہ کی وجہ سے اسی نام سے مشہور ہے۔ یہ پہاڑیاں عمودی طور سے اس وادی سے کئی سو فیٹ بلند ہیں اور ایک قدرتی قلعہ کے طور پر ہیں۔ جو ناممکن الفتح ہے بہت سی برجوں کے طور پر یہ پہاڑ چاروں طرف نکلا ہوا ہے اور بہ حالت محصور ہونے کے یہ ناقابل التسخیر ہے۔ جو

فرانسیسی افسران کہ اسجگہ گرفتار ہوئے تھے وہ خود یہ بیان کرتے تھے کہ پرشیا والوں کی اس جگہ پر حملہ کرنیکے خیال پر ہم ہنستے تھے۔ فرانسیسی ۲ کورز میں ہر ایک کا یہ خیال تھا کہ اگر اسپیچرن پر حملہ کیا گیا تو تمام محاصرین بالکل تباہ ہو جاوینگے۔

ایک بجے اور ۲ بجے کے درمیان ۱۴ ڈویژن ساربروک پہنچے۔ فوراً جنوب کی طرف روانہ ہو کر آس ٹادی میں جو ساربروک اور اسپیچرن کے درمیان واقع ہے ایک مضبوط فرانسیسی فوج سے اُسکی مڈبھیڑ ہوئی اور فوراً فیر کرنا شروع کر دیا۔ اس وقت جنرل فروسارڈ پھر لوٹا اور اپنی کل فوج سے اسپیچرن پہاڑی پر پھر قابض ہو گیا۔ ۳ کورز کا ایک ڈویژن زیر کمان جنرل بیزین برمحق اُس کی مدد کو آگیا۔ ۱۴۔ ڈویژن کو اوّل اوّل تو بڑی تعداد فوج سے مقابلہ کرنا پڑا۔ اس وجہ سے دشمن سے صرف سامنے سے ہی لڑنا بے فائدہ تھا۔ جنرل وان کیمیکی نے اس لئے دشمن کی میسرہ فوج پر شہر اسٹرنگ کی جانب سے الگ حملہ کرنا چاہا لیکن پانچ پلٹن فوج جو اُس نے اس مقصد کے لئے علیحدہ کیں وہ فرانسیسی مضبوط فوج پر کسی قسم کا اثر ڈالنے کے لئے بالکل کمزور تھیں۔ دو دفعہ فریخ فوج میسرہ پر حملہ کیا گیا لیکن جنرل فروسارڈ نے ہر دفعہ حملہ آوروں کو پسپا کر دیا۔ ۳ بجے کے قریب جبکہ کل فوج ڈویژن مصروف کارزار تھی لڑائی بڑی تیزی سے جاری رہی۔

توپوں کے برابر شلک سے پرشیا کی فوج کے دیگر دستے جو فاصلہ پر تھے ادھر متوجہ ہوئے جنرل بارنیکو کے ماتحت جو ڈویژن تھا وہ سب سے اوّل آپہنچا۔ اُس کی فوج کے دو توپخانے اپنے ساتھیوں کی مدد کے لئے بہت تیزی سے آپہنچے۔ اس کے بعد ہی ۴۰۔ پیدل فوج زیر کمان کرنل رکس اور ۹۔ ہزار کے تین اسکوڈرن آپہنچے۔ اس وقت ۵۔ ڈویژن کا مقدمۃ الجیش ونٹربرگ پہاڑی پر مقیم نظر آیا۔ جنرل سٹوپ نگل جو اُس روز سلٹ باچھ پر مقیم تھے حسب الحکم جنرل آلون سلیبن معہ اپنے کل ڈویژن فوج کے توپوں کی آواز پر یہاں پہنچ گئے۔ دو توپخانے سڑک اعظم پر روانہ ہو کے تیزی سے یہاں آئے۔ ساربروک سی نوئن کرچن تک کچھ پیدل فوج بذریعہ ریل بھیجی گئی۔

۳ بجے جنرل گئبن کی فوج نے معہ جنرل کمیکی کے ملکی فوج کی دشمن کی فوج پر حملہ کر دیا۔ یہ حملہ پہاڑی پر جہاں جنگل زیادہ تھا وہاں پر کیا گیا۔ ۴۰۔ پیدل نے جسکے داہنی جانب ۱۵۔ ڈویژن فوج کی اور بائیں جانب چار پلٹنیں ۵۔ ڈویژن کی تھیں۔ حملہ شروع کیا۔ فوج کے پانچویں اور ۱۶۔ ڈویژنوں کو محفوظ رکھا گیا۔

حملہ نہایت کامیابی سے ختم ہوا۔ جنگل پر قبضہ کر لیا گیا اور فرانسیسی وہاں سے ہٹا دئے گئے۔ حملہ آوروں

نے اور زیادہ بلندی پر آگے بڑھ کر فرانسیسی فوج کو جنگل کی جنوبی حد تک ہٹا دیا۔ یہاں پر فرانسیسیوں نے مقیم ہو کر توپخانہ اور سوار اور پیدل ملا کر پھر مقابلہ کرنا چاہا۔ مگر جرمنی کی پیدل فوج بالکل نہیں ہٹی اس مقام پر ۵۔ ڈویژن کے توپخانہ نے بڑی بہادری سے کام کیا توپخانہ کی دو باڑیاں ایک تنگ اور خراب پگڈنڈی سے اسپیچرن کی پہاڑی پر چڑھ گئیں۔ اُن کی مدد سے دشمن کا ایک اور نیا حملہ پسپا کیا گیا۔ جرمنی کی میسرہ فوج پر السٹنگن اور اسپیچرن کی جانب سے حملہ کرنے کا ارادہ کیا گیا لیکن ۵۔ ڈویژن نے جو بطور محفوظ فوج کے مقیم تھی اس حملہ کو رد کیا۔ یہ لڑائی جو کئی گھنٹے تک دونوں جانب سے نہایت تہوّرانہ طور سے ہو رہی تھی اب اس نے اور سخت پہلو اختیار کیا۔ فرانسیسی فوج نے جو تعداد میں بھی زیادہ تھی اب کے کل فوج سے پھر حملہ کرنا چاہا جب کہ ہم نے جنگل پر قبضہ کیا تھا فرانسیسی فوج کا یہ تیسرا حملہ تھا۔ لیکن ہماری پیدل اور توپخانہ کے استقلال سے یہ حملہ بھی رد ہوا۔ جس طرح کہ لہر کسی پہاڑ سے ٹکر کھا کر پیچھے ہٹ جاتی ہے اسی طرح سے فرانسیسی پلٹنیں ہماری بہادر فوج نے منتشر کر دیں۔ اس آخری ناکامیابی پر فرانسیسی فوج میں واپس لوٹنے کا بگل ہوا۔ اس لڑائی میں فرانس کی ۲۰ پلٹنیں تھیں اور ایک پوری کور کا توپخانہ تھا اور ایک ناقابل التسخیر مقام پر مقیم تھی اور پرشیا کی ۶ پلٹنیں تھیں اور ایک ڈویژن کا توپخانہ تھا۔ اس پر بھی فرانس کو شکست ہوئی اور پرشیا والوں کے ہاتھ میں میدان رہا یہ ایک بڑی بھاری فتح ہوئی کیونکہ جرمنی والوں کی نسبت فرانس کی سب چیز زیادہ تھی۔ فوج زیادہ تھی۔ توپیں زیادہ تھیں فوج بہت مضبوط جگہ پر مقیم تھی لیکن تاہم جرمنی کی فتح ہوئی رات ہو جانے سے فرانسیسی فوج کو بھاگنے میں زیادہ سہولیت ہو گئی۔ تاکہ بھاگ جانا فوج کا معلوم نہ ہو سکے فرانسیسی توپخانہ میدان جنگ کے جنوب میں پہاڑیوں پر مقیم رہا۔ جہاں کہ وہ بہت عرصہ تک متواتر توپیں چلاتا رہا مگر اُس سے فوج جرمنی کا کچھ نقصان نہیں ہوا۔

یہ میدانِ جنگ سواروں کے رسالہ کے حملہ کے لئے بالکل کام کا نہ تھا۔ اس لئے وہ اسمیں شریک نہیں ہو سکے۔ تاہم یہ فتح بڑی مشہور فتحوں میں سے ہوئی۔ جنرل فروسارڈ کے ماتحت جسقدر فوج تھی اُسکی ہمت ٹوٹ گئی تھی۔ اس لئے وہ بالکل منتشر ہو گئی۔ جس راہ سے کہ یہ فوج جلدی سے بھاگی تھی اُس راہ کا پتہ بے شمار گاڑیوں اور سامان اور کپڑے وغیرہ سے جو وہاں پڑا ہوا تھا ملتا تھا۔ فوجی بھگوڑوں سے تمام جنگل بھرا ہوا تھا۔ بہت سا سامان رسد اور ہر قسم کی چیزیں جرمنی والوں کے ہاتھ آئیں۔

جبکہ اسپیچرن پہاڑی پر لڑائی ہو رہی تھی ۱۳۔ ڈویژن پرشیا کی فوج نے دریائے سار کو قصبہ ورڈن پر عبور کرکے فورباچ پر قبضہ کیا۔ خوراک اور رسد اور کپڑوں کے بڑے بڑے انباروں پر قبضہ کیا جنرل فروسارڈ جو اپنی فوج کو پیچھے ہٹاتے لئے جاتا تھا اور جس کی مدد کے لئے جنرل بیزین کی دو ڈویژن فوج پہاڑی پر آ گئی تھیں۔ اس فوج ۱۳۔ ڈویژن نے فروسارڈ کو جنوب مغرب کی جانب ہٹنے پر مجبور کیا اور جو سڑک کہ شہر سینٹ اوالڈ کو جاتی ہے وہ بالکل صاف کرالی۔

اس لڑائی میں دونوں جانب کا نقصان عظیم ہوا۔ صرف ۵۔ ڈویژن کے ۲۳۰۰ سپاہی مارے گئے اور ۱۸۰۰ زخمی ہوئے۔ ۱۲ پیدل کے ۱۳۲ افسر اور ۸۰۰ سپاہی قتل اور زخمی ہوئے اس کے بعد چالیسویں اور آٹھویں اور ۴۸ اور ۳۹ اور ۷۴ پلٹنوں کا بہت نقصان ہوا۔ اور توپخانوں کو بھی بڑا نقصان پہنچا توپخانوں کے مقتول اور مجروحوں کی تعداد دونوں جانب برابر تھی۔ غیر مجروح قیدی جو جرمنی والوں نے گرفتار کئے وہ ۲۰۰۰ سے زاید تھے اور بہر گھنٹے بڑھتے جاتے تھے۔ علاوہ اسکے چالیس پل پیپوں کے اور بہت خیمے جرمنی والوں کو ملے۔

اس فتح سے جرمنی فوج کی بڑی تعریف ہوئی کیونکہ وہ دن بھر اپنے سے زیادہ تعداد دشمنوں سے لڑتی رہی اور ایک مضبوط جگہ سے دشمن کو مار کر ہٹا دیا۔ گو فرانسیسی بھی تھوڑے عرصہ تک بہت بہادری سے لڑے لیکن وہ بہت قتل ہوئے اور لڑائی کے آخر میں اُن کی ہمت ٹوٹ گئی اور پیچھے ہٹ جانا اُن کے لئے شکست ہو گیا۔ اوّل جرمن ڈویژن کا آگے بڑھنا ذرا وقت سے پہلے تھا لیکن جب لڑائی شروع ہو گئی اُسوقت جنرل کمانڈروں کی تقسیم فوج بالیاقت تھی معلوم ہوتا ہے کہ حملے کے لئے انہوں نے اچھے موقع تلاش کر لئے تھے بعض علمی شاہدوں کا بیان ہے کہ جنگل کی آڑ لے کر انہوں نے بڑی عقلمندی سے فرانسیسی میمنہ فوج کو پریشان اور برباد کر دیا۔ دوسری جانب فرانسیسی فوجیں بہت بری طرح صف آرا ہوئی تھیں۔ اُنہوں نے موقع نکل جانے کے بعد حملہ کیا۔ ۶ تاریخ کی دو لڑائیاں جنکو جرمنی والوں نے ووارتھ اور فورباچ کے نام سے موسوم کیا ہے۔ ان کے نتیجے سے وہ فاش غلطی ظاہر ہوتی ہے جو فرانسیسی کمانڈر انچیف نے علم جنگ کے قاعدہ سے کی تھیں اور فرانسیسی فوج کو ایسی خراب جگہ مقیم کر رکھا تھا۔ فرانسیسیوں کا اگلا دستہ فوج دو حصے کر دیا گیا تھا۔ اور اس کے پھر آپس میں ملکر دوبارہ دشمن کی فوج سے مقابلہ کرنے کا شبہ کیا جاتا تھا۔ فرنچ فوج میمنہ زیر کمان میکمہن کوہ و سجز کے پیچھے بحالت شکستہ

ایک بد دلی کی حالت میں پڑی ہوئی تھی۔ ڈی فیلی کی فوج اُن دو فوجوں کے درمیان تھی جنکو وارتھ اور فوربا چہ پر شکست ہوئی تھی اور وہ اب دشمن کی زد میں تھی۔ فرانسیسی قلب اور میسرہ کی فوج بڑی دور اور ایک دوسری سے فاصلہ پر تھی۔ وہ اور فروسارڈ کی فوج جو قریب تھی مگر شکست یافتہ یہ سب اس قابل نہ تھیں کہ جرمنی کی فوج کو جو اب شل سیل آب کے آگے بڑھی چلی آتی تھی کامیابی سے روک سکیں۔ جرمنی کی فوجیں اب دریائے سار کو عبور کر کے بڑھی جاتی تھیں اور وسجز کی گھاٹیوں میں سے آگے گذر رہی تھیں۔

فرانسیسی فوج کی اس بربادی کی خبر نے تمام قوم میں اور خصوصاً پیرس میں جوش عظیم پیدا کر دیا لوگوں کا ہجوم جمع ہو گیا۔ لیکن کسی قسم کا فساد نہیں ہوا معلوم ہوتا تھا کہ حب الوطنی کے جوش نے تمام لوگوں کے دلوں کو بھر دیا ہے۔ ۷ اگست کی دوپہر کو شہنشاہ بیگم نے مفصلہ ذیل اعلان پیرس میں شایع کیا:۔

"پیارے فرانسیسی قوم"

جنگ کے شروع سے اب تک ہماری کوئی فتح نہیں ہوئی۔ ہماری فوج نے بہت نقصان اُٹھایا۔ ہم کو استقلال کے ساتھ اب جلدی سے دشمن کو شکست دینا چاہیے۔ اور ہم میں ایک پارٹی ہو وہ کون۔ پارٹی فرانس۔ اور ہم میں ایک جھنڈا ہونا چاہیے وہ کون سا۔ ہماری قومی عزت کا جھنڈا میں تم لوگوں کے درمیان میں ہوں۔ اور میں اپنا فرض ادا کرنے کو موجود ہوں۔ جہاں کہیں کہ خطرہ کا خوف ہوگا وہاں تم سب مجھکو فرانسیسی علم کی حفاظت کرنے کو سب سے پہلے موجود پاؤ گے میں تمام معززین شہر سے کہتی ہوں کہ وہ انتظام کو برپا رکھیں۔ اور جو شخص کہ مخل انتظام ہوگا تو وہ گویا ہمارے دشمنوں کا سازشی ہوگا۔

راقم یوجینی۔

پیرس میں ایک حالت محاصرہ کا اعلان کر دیا گیا اور وزارت نے ایک اعلان شایع کیا جس کے آخری فقرے حسب ذیل ہیں:۔

جو خبریں کہ جنگ گاہ سے موصول ہوئی ہیں اُن کے دیکھتے اب ہم سب کا فرض ہے کہ ملک کی حفاظت کریں ہم تمام لوگوں کو از راہ حب الوطنی آگاہ کرتے ہیں کہ اب وہ ہمت سے کام لیں۔ چیمبرز کے جمع ہونے کا حکم دیدیا گیا ہے۔ اب ہم کو چاہیے کہ پیرس کو محاصرہ کی حالت میں کر دیں تا کہ فوجی تیاری

کے عمل ورآمد میں آسانی ہوجاوے۔ کوئی کمزوری کا نشان یا آپس میں تفرقہ نہ ڈالا جاوے۔ ہمارے وسائل بہت ہیں۔ ہم کو قوت سے لڑنا چاہئے اور تب ملک محفوظ رہے گا۔

۸ اگست کو پیرس میں ایک حکم جاری ہوا کہ نیشنل گارڈ نامی فوج جو یہاں تیار کیگئی ہے اس میں تیس ۳۰ سے چالیس ۴۰ برس کی عمر والے آدمی جن کے جسم صحت ور ہیں اور جو اس سے پہلے شریک نہیں ہوتے ہیں شریک ہوجاویں۔

۹ اگست کو یہ خبر آئی کہ پرشیا والوں کا ایک لشکر دریائے سار کے کنارہ جمع ہورہا ہے اور فرانسیسی فوج شہر مٹز کے سامنے جمع ہونی شروع ہوئی ہے۔ اس تاریخ کو پرشیا کے سفیر نے انگلستان کے ساتھ ایک معاہدہ پر دستخط کئے اور فرانسیسی سفیر کو دستخط کرنے کی اجازت پہنچ گئی۔ اس معاہدہ کا منشا یہ تھا کہ بلجیم جو اس جنگ میں فریقین جنگجو سے علیحدہ رہا ہے اگر اس پر کسی نے حملہ کیا تو انگلستان دوسرے فریق سے بلکہ بلجیم کی حفاظت کے واسطے فریق غدار سے لڑے گا۔ لیکن جنگ کی عام کارروائیوں میں شریک ہونے کا انگلینڈ ذمہ وار نہیں ہے۔ اس روز فرانسیسی چیمبر میں بڑا تماشہ ہوا سخت سخت الفاظ بولے گئے اور بعض ممبروں میں تو گھونسہ بازی تک کی نوبت آگئی۔ ایک ووٹ پاس ہوا کہ وزارت قابل بھروسہ نہیں ہے۔ ایم اولیوئر اور اسکے ساتھیوں نے اسپر استعفا داخل کیا اور کونٹی ڈی پالیکاؤ کو نئی وزارت کے بھرتی کرنے کا کام سپرد ہوا۔

۱۰ اگست پرشیا والوں نے اسٹراسبرگ کا اوّل محاصرہ کیا اور ریلوں پر جو وہاں سے اطراف میں جاتی تھیں قبضہ کرلیا۔ باشندگان شہر نے شہر کو حوالہ کرنے سے انکار کردیا۔

اگست کو شاہ پرشیا نے فرانسیسیوں کے نام ایک اعلان شایع کیا جس کا یہ مضمون تھا کہ ہم صرف سپاہیوں اور فوج سے جنگ کررہے ہیں اور فرانسیسی شہری آدمیوں سے جو لڑائی میں شامل نہیں ہم جنگ نہیں کرتے۔ بلکہ انکی عزت مدنظر رکھی جاویگی۔

فصل دوم

فرانسیسیوں کو اور شکستیں

جنگ ووارتھ میں خوفناک شکست پاکر میکمہن کی فوج منتشر ہوگئی تھی اور اس کی فوج میمنہ کا ایک

بڑا حصہ شکستہ دل ہو کر ہیگنا اور اشٹراسبرگ کی طرف بھاگ گیا تھا۔ باقیماندہ فوج اُس کی اُن سڑکوں پر پھیل گئی تھی جو کہ وسنجز میں سے گذر کر جنوب کی جانب جاتی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ مارشل نے بیچ میں پہنچکر ڈی فیلی کی فوج سے شامل ہو جانے کا ارادہ کیا تھا اور شہر نیڈربرون پر مقیم ہو جانے کا عزم کر لیا تھا لیکن اُس کی فوج جرمنی والوں کی شکل دیکھتے ہی بھاگ گئی اور وہ جلدی سے سیورن واپس چلا آیا۔ جہاں اپنی بھاگی ہوئی فوج کو جمع کرکے اُس نے جلدی سے مغرب کی جانب کوچ کیا۔ اس عرصہ میں باقیماندہ فرانسیسی فوج نے لورین پر باہمی شریک ہونے کی کوشش کی۔ دشمن کے خوف سے یہ فوجیں اِدھر اُدھر بھاگی بھاگی پھرتی تھیں۔ مگر بوجہ فاصلہ بعید کے جو درمیان اُن کی پہلی لائن کے جو سار پر مقیم تھی اور دوسری لائن کے جو سٹز پر مقیم تھی۔ تھا۔ اس وجہ سے وہ لورین کے راہ پر سے ہٹ گئی۔ ڈی فیلی جو کہ سب سے الگ بیچ میں پڑا ہوا تھا۔ اب اُس لشکر میں پہونچنے کے ناقابل تھا۔ اب اُس نے جنوب کی طرف اس اُمید میں رُخ کیا کہ شاید میکمہن سے ملجاوے۔ بہت خوش قسمتی کی بات ہوتی اگر وہ پانچویں کورز کو جو خطرہ میں تھی بچا سکتا۔ فروسارڈ تو فوز باچھ میں شکست پاکر اپنی باقی فوج کے ساتھ مٹز کی طرف چلا گیا تھا۔ اور سینٹ اوالڈ اور دوسرے اچھے مقاموں کو خالی چھوڑ گیا تھا۔ جنرل لاڈ میرلٹ کی فوج پر ابھی تک کسی نے حملہ نہیں ہوا تھا وہ بھی مصیبت میں تھا وہ بھی معہ ۴ کورز کے تھیوں ویلی کو خالی کرکے چلا آیا تھا اور دریا موزل کے کنارے کنارے مٹز کی جانب جا رہا تھا۔ بزین کو ۳ کورز کے ساتھ مٹز سے آگے بڑھنے کا حکم دیا گیا تھا تاکہ وہ مقابلہ کے لئے لشکر کو جمع کرے اور وہ شہر نیڈ پر ایک جگہ مقیم ہوا یہ ایک ایسا مقام تھا کہ فرانسیسی فوج کو بڑا نقصان پہنچتا۔ اگر دشمن آکر اُس پر حملہ کر دیتا۔ امپیریل گارڈ فوج مٹز کے قریب اپنی جگہ پر مقیم تھی۔ کروبنرٹ کی ۶ کورز کا ایک حصہ بڑے قلعہ مٹز کی طرف جا رہا تھا اور باقی ماندہ فوج شہر نانسی میں تھی۔ ۷ کورز یعنے ڈوے کی فوج اپنی جگہ پر مقیم رہی۔ سوائے اُس ڈویژن کے جو وارتھ میں لڑا تھا اور وہ یہاں سے بہت فاصلہ پر تھا۔

فوز باچھ اور وارتھ کی لڑائیوں کے تین دن کے بعد فرانسیسی فوج کی مفصلہ بالا کیفیت تھی میکمہن اپنی شکست خوردہ میمنہ فوج کے ساتھ جسکی جانب اب ڈی فیلی آرہا تھا اصل فوج سے بہت فاصلہ پر تھا اور اُس کی میسرہ اور قلب کی فوجیں بھی آپس میں شریک نہ تھیں اور مٹز پر جمع ہوتی جاتی تھیں۔ یہ فوج جو یہاں مقیم تھی اور جس پر فرانس کی اُمیدیں وابستہ تھیں۔ اس میں تین کورز شامل تھیں یعنی دو شکست یافتہ

کورزا اور کچھ حصہ ۲۔ کوزر کا جس کی تعداد غالباً ایک لاکھ پچاس ہزار کی تھی اور جس میں چار سو یا پانسو توپیں تھیں اور یہ خوب معلوم تھا کہ بمقابلہ دشمن کی بیشمار فوج کو جو اس سے پہلے سرحد پر فتح پا چکی ہے یہ فوج دشمن کی فوج کے مقابلہ کے لیے بالکل ناکافی ہے۔ اس عرصہ میں جرمنی کی فوج نے میکمن کی منتشر شدہ فوج کے دستوں کو شکست دی اور قید کیا۔ جرمنی فوج جو تعداد میں دو لاکھ تھی سارے نیڈ کو ٹھی جا رہی تھی اور میسرہ پر ولیعہد جرمنی تھا جو وسجز کی گھاٹیوں میں سے گذر کر اس سڑک پر جا رہا تھا جو میم پہنچتی کو جاتی ہے۔ ان حالات میں یہ کوئی تعجب کی بات نہ ہوتی اگر شہنشاہ فرانس جنہوں نے نیڈ میں بہت سی فوج جمع کر لی تھی بہت جلد میٹز کو واپس لوٹ آتی اور قلعہ کی پناہ میں اپنی باقیماندہ میسرہ اور قلب کی فوج کی صف آرائی کرتے اور یہ بات بہت ہی اچھی ہوتی اگر وہ واپس بہت جلد لوٹ آتی۔ لیکن بد شگونی سے شہنشاہ اپنی تلون مزاجی اور کاہلی سے جلد نہیں لوٹے۔ اور خطرہ جو جلدی سے لوٹ آنے کی حالت میں رفع ہو جاتا پھر سر پر موجود ہوا۔ ۱۰۔ اور ۱۱۔ اگست تک میٹز پر تمام فرانسیسی فوج سوائے میکمن۔ ڈی فیلی اور ڈوے کی فوج کے جمع ہو گئی۔ اور اس جگہ قلعہ میں فوج رکھ کر باقی فوج کو براہ وردن چالنز پہ بھیجنا چاہتے تھے جہاں کہ شکست یافتہ میسرہ کی فوج اس فوج سے مل جاتی اور اگر اچھے طور سے صف آرائی کی جاتی تو مارنی اور سین کی لائن کی بھی حفاظت ہو سکتی تھی تین دن بیکار کھو دیتے۔ اس عرصہ میں شہنشاہ میٹز میں پڑے رہے۔ کبھی فوجوں کا معائنہ کرتے کبھی جنگ کے لیے کونسلیں کرتے اور کبھی لڑائی کے نقشے کی تجویزیں سوچتے رہتے۔ ۱۴۔ اگست تک کل فوجیں اپنی جگہ پر مقیم رہیں۔ صرف ۱۴۔ کو حکم دیا گیا کہ موزل کو عبور کر کے آگے بڑھیں۔ یہ معلوم نہیں ہوا کہ اس توقف کا ذمہ دار کون تھا آیا شہنشاہ تھے یا جنرل بے زین تھا جو کمانڈر انچیف ہو گیا تھا۔ یہ کہہ دینا کافی ہو گا کہ اس توقف سے فرانس پر بڑی مصیبت پڑی اور فوجوں کی بڑی بربادی ہوئی۔ اس عرصہ میں جرمن کی فوجیں بڑی تیزی سے بڑھتی آ رہی تھیں اور میٹز پہ ولیعہد کی بے شمار فوج جمع ہو گئی۔ ۱۳۔ اگست کو اشاتن میٹز کی فوج بھی آ گئی اور پرنس فریڈرک چارلس کی فوج نے موزل کو پانٹا موسن پہ عبور کر لیا اور شمال کی جانب بڑھا آ رہا تھا اور اگر فرانس کی فوج اب براہ وردن چالنز پیچھے بھی ہٹتی تو پرنس چارلس کی فوج اسکو روک سکتی تھی۔ غرضکہ جرمنی کی دو لاکھ پچاس ہزار فوج معہ آٹھ سو توپوں کے لورین کے قلعہ کے چاروں طرف ملک میں پھیلی پڑی تھی۔

فرانس کی فوج مٹز پہ چاروں طرف سے دشمن کے بیچ میں تھی اور اگر چالنز کی طرف واپس ہٹتی تو بھی دشمن کا خوف تھا اور اگر پیشتر کے آگے روانہ ہوتی تو بھی بے شمار دشمنوں کے حملہ کرنے کا اندیشہ تھا۔ ۱۴ اگست کو فرانسیسی مقدمۃ الجیش نے ورڈن جاتے ہوئے دریائے موزل کو عبور کیا اور معلوم ہوتا ہے کہ اس کے افسروں کو اس بات کا کچھ خیال نہیں رہا کہ جرمنی کی فوج پہلے ہی سے واپس ہٹنے کو روکنے کے لئے پڑی ہوئی ہے۔ شہنشاہ فرانس اس فوج کے ہمراہ تھا اور بغیر کسی قسم کے نقصان کے اس فوج نے مٹز کو خالی کر دیا لیکن مٹز سے تھوڑی دور آگے جا کر قیام کر دیا۔ اور شہنشاہ دوسرے روز آگے روانہ ہو کر چالنز میں پہنچ گئے۔ اور اس چلے جانے سے اُنہوں نے فوج کی کمانڈ چھوڑ دی۔ جو فرانس کی حالت دیکھتے یہ کہنا چاہئے کہ اُن کو یہ کمانڈ نہیں لینی چاہئے تھی۔ مگر کل فرانسیسی فوج ۱۴۔ تاریخ تک موزل پر نہیں پہنچی۔ فوج کی تیسری کور یعنی لاڈمیرلٹ کی کور ۴ اور فروسارڈ کی اور ۳ کور جو بجائے بیزین کے اب جنرل ڈنکین کے زیر کمان تھی۔ یہ سب مٹز کی مشرقی جانب مقیم رہیں اور ۱۴۔ اگست کی سہ پہر تک ان فوجوں نے کوچ نہیں کیا۔ اس فوج پر پرشیا کی ۷ کور اور لشکر دوم کی ایک کور نے زیر کمان جنرل اسٹائن مٹز حملہ کر دیا۔ فرانسیسی فوج نے دو چار دیہات کے پیچھے قیام کیا اور اپنے گرداگرد خندقیں کھود لیں۔ فرانسیسی بہت بہادری سے لڑے۔ دمدمے بنا کر اور گڑھے کھود کر اُن کی آڑ میں سے پرشیا والوں کا مقابلہ کیا۔ مگر جرمن والے جو بتدریج آگے بڑھتے جاتے تھے اُنہوں نے نہایت عمدہ طور سے آگ برسائی یعنی بندوقیں اور توپیں بہت جلد اور نشانہ باندھ کے فیر کرتے تھے جس کا ثبوت اس سے ہو سکتا ہے کہ جب ایک گڑھا اور دمدمہ پرشیا والوں نے فتح کر لیا تو باوجود اس آڑ کے وہاں پر سات سو اکیاسی فرانسیسی مقتول پائے گئے۔ تین یا چار گھنٹے تک نہایت خونخوار لڑائی رہی حملہ آوروں کا بھی بہت نقصان ہوا چونکہ وہ توپخانہ قلعہ کی زد میں آگئے تھے اور دوسری جانب فرانسیسی بہادری سے لڑتے تھے مگر شام ہوتے ہی فرانسیسی فوج پسپا ہوئی اور قلعہ کی آڑ میں پناہ لی۔ اس سے حملہ آوروں کا مقصد پورا ہو گیا یعنی فرانسیسی فوج اپنی سابقہ جگہ پہ مقیم ہو گئی اور ہر گھنٹے جرمنی کی فوج برابر چلی آتی تھی۔

دوسرے روز ۱۵ اور پرشیا کی فوجیں ورڈن کی سڑک پر سے برابر چلی آرہی تھیں اور شہر مٹز

کی چاروں جانب پھیل گئیں۔ لیکن شاہ کے مراسلوں سے یہ بات ظاہر معلوم ہوتی ہے کہ ابھی تک پوری کامیابی مشتبہ معلوم ہوتی تھی۔ اور فرانسیسی فوج کا واپس ہٹ جانا ناممکن نہ تھا۔ اس اثنا میں بے زین جس کو اب تمام کارروائیوں کا ذمہ وار سمجھنا چاہئے دریائے موزل کو عبور کر کے مٹز کی جانب آرہا تھا اور آگے روانہ ہونے کے لئے فوج کا سامان آگے روانہ کر دیا تھا اور فوج مقدمۃ الجیش سے ملکر شام کے قریب فوج کے دستے مارس لاٹور اور ڈون کورٹ تک پھیلا دئیے تھے۔ یہ دونوں شہر ان دو سڑکوں پر ہیں جو ورڈن اور ایٹین کو جاتی ہیں باقی فوج بے زین کے پیچھے کی جانب مٹز کی طرف پھیلی پڑی تھی۔ ایک ایسے جرنیل کو جس نے پوری لیاقت کا ثبوت دیا ہو الزام دینا نازیبا ہے کہ وہ استقلال کے ساتھ آگے نہیں بڑھا۔ حالانکہ اس نے ایسے خطرناک موقع پر فوج کا کمانڈ لیا تھا درحقیقت فرانس کے لئے یہ وقت بڑا خطرناک تھا اور اس جرنیل کو اس بات سے واقف ہونا چاہئے تھا کہ پرشیا کی فوج اس کی جانب چلی آرہی ہے اور اس کی فوج کے پیچھے ہٹ جانے کو وہ قطعی طور سے روک سکتی ہو اور بے زین جو ۱۲ یا ۱۵ میل اس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے چلا تو یہ فاصلہ اس کی مقصد برآری کے لئے بہت کم تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ جو خطرہ واقع ہونیوالا تھا اس سے بے زین آگاہ نہ تھا چونکہ ۱۵ تاریخ کی شب کو یا دوسری صبح اس نے یہ پیغام بھیجا کہ وہ معہ اپنی کل فوج کے ۱۶۔ تاریخ کو ایٹین میں پہونچ جاویگا یعنے وہ اپنے دشمن کی پہونچ سے باہر ہو جاوے گا۔

جنگ ویان ویلی

۱۶۔ اگست کو مٹز کے قریب یہ لڑائی واقع ہوئی۔ اور مفصلہ ذیل بیانات اس شخص نے تحریر کیے ہیں کہ جو اس لڑائی میں موجود تھا:۔

آج صبح لشکر دوم دشمن کی دیکھ بھال کے لئے نکلا تھا کہ یکایک اس کو جنگ پیش آگئی۔ صبح کے پانچ بجے ہم ویان کورٹ سے روانہ ہوئے اور ہم نے خیال کر لیا تھا کہ شکست کھانے کے بعد ہمارا یہ معمولی کوچ ہے کہ یکایک توپخانہ کی چند باڑیاں اور سواروں کا ایک سکواڈرن ہم سے الگ ہوا اور ہم کو معلوم ہوا کہ مٹز کی جانب دشمن کی دیکھ بھال کے لئے یہ جاتا ہے۔ پرشیا کی فوج

کے محافظ سوار کچھ فاصلہ پر نظر آئے۔ ہم جلدی سے کوچ کرکے ۶۔ ڈویژن کے سواروں کے کیمپ پر پہنچ گئے جو جنرل کین باربن کے زیرکمان تھی وہ بھی تیار ہوگیا اور ہم سب ایک چھوٹے سے گاؤں ویان ویلی کی جانب بڑھے تھوڑی دیر بعد سواروں کی بندوق کے فیر ہونے کی آوازیں آنے لگیں اور سوا نو بجے توپ کے چلنے سے معلوم ہوا کہ لڑائی شروع ہوگئی ہے۔ پرشیا کی فوج نے لڑائی شروع کردی اس وقت اس کی تعداد یہ تھی کہ ۶۔ رسالہ تھا اور ایک پیدلوں کا بریگیڈ تھا اور چھ باٹریاں توپخانہ کی تھیں۔ اور ہماری فوج پرشیا کی فوج سے چار گنا زیادہ تھی۔ توپوں کا چلنا اب متواتر شروع ہوگیا اور پرشیا کی فوج نے بشکل نصف دائرہ کے آگے بڑھنا شروع کیا۔ فرانسیسی فوج اپنی میسرہ کی جانب سے ذرا پیچھے ہٹ گئی اور معلوم ہوا کہ ویان ویلی پر مقیم ہوگی جہاں بلندیوں پر اُن کا توپخانہ موجود تھا اس کا جواب پرشیا والوں نے یہ دیا کہ وہ بھی پیچھے ہٹنے لگے۔ گیارہ بجے پیدلوں کے اول بریگیڈ کی آٹھ پلٹنیں زیر کمان جنرل لیمن ٹر بلیوز کی برستی ہوئی آگ کے سامنے بڑھیں پرشیا والوں کی نسبت فرانسیسی توپیں بہت جلد چلتی تھیں لیکن اس سے نقصان کم ہوتا تھا ایک موقع پر فرانسیسی اور پرشیا کے توپخانوں کا مقابلہ ہوگیا۔ اور فرانسیسی توپخانہ سے سات گولے جتنی دیر میں چلتے اتنی دیر میں پرشیا کے توپخانہ سے تین گولے چلتے تھے۔ لیکن اس تین بار کے فیر ہی سے فرانسیسی توپخانہ بالکل خاموش ہوگیا۔ میں نے بعد ختم لڑائی اس امر کا ایک توپخانہ کے افسر سے ذکر کیا اور آپ نے میری کلام کی من وعن تصدیق کی۔ میمنہ اور میسرہ سب جانب کے پیادے لڑائی میں مصروف تھے کہ ہزار کی ایک رجمنٹ سواران معہ توپخانہ کے ایک بارٹی کے گھوڑے دوڑاتی ہوئی آئی اور گاؤں کا چکر دے کر میسرہ کی جانب پیادگان سے لڑائی میں مصروف ہوگئی یہ ایک بہت خوشنما نظارہ تھا مگر جبکہ یہ جوش اور گرد و غبار جاتا رہا تو بہت سے لال کوٹ اور گھوڑوں کی نعشیں زمین پر نظر آنے لگیں اور مجھے اس بات کا یقین ہوا کہ آج کل رسالہ سواران کو بغیر پیادگان اور توپخانہ کی مدد کے پیادوں کی لڑائی کے لئے بھیجنا گویا اُن کو موت کے مُنہ میں بھیج دینا ہے۔

فوج ڈریگون رسالہ کا ایک اسکوڈرن زیر کمان پرنس وچن اسٹاسن لڑائی میں شریک تھا اور اس میں سے نصف سے زیادہ سوار میدان جنگ میں کام آئے۔ پرشیا کے توپخانہ نے ایک

چھوٹی سی پہاڑی پر مقیم ہو کے فرانسیسی فوج پر بہت صحیح نشانہ سے گولہ باری شروع کی اُس سے گھبرا کر فرانسیسی میمنہ فوج نے پھر پیچھے ہٹنا شروع کیا۔ لڑائی کے آغاز سے اسوقت تک یہی معلوم ہوتا رہا کہ ہماری فوج دشمن کے مقابلہ کے لئے بہت کم ہے۔ ہماری ایک فوج اسوقت تک نہیں آئی اور اُس کا بہت انتظار تھا۔

اس وقت تک ہر سپاہی کی یہ رائے تھی کہ فرانسیسوں نے نہایت قابل تعریف طور سے آگ برسائی اور بمقابلہ جنگ حال کی گولہ باری کہ ۱۸۷۰ء کی جنگ کی آتشباری مثل بچوں کے کھیل کی تھی اور علاوہ ازیں وہ کہتے تھے کہ فرانسیسی جسقدر رنج جیسے ہیں۔ اتنے استقلال سے آجتک نہیں لڑتے تھے۔ لیکن بوجہ پیادوں کی کمی کے سواروں کو جو پیدلوں اور توپخانہ سے لڑنا پڑا۔ اس وجہ سے سواروں کی بہت بڑی تعداد ماری گئی۔ ایک رجمنٹ یعنے ۷۔ کیر لیسیر فوج کو توپخانہ کی ایک بیٹری پر حملہ کرنے کا حکم دیا گیا اور وہ توپخانہ کے اوپر جا پڑی اُس میں ایک جوان انگریز بھی تھا جس نے پرشیا کی فوج میں نوکری کر لی تھی اور ابھی اُس کو لفٹنٹی کا عہدہ ملا تھا وہ سب سے پہلے توپخانہ پر جا پڑا۔ رجمنٹ میں کل آدمی تین سو تھے لیکن نتیجہ بہت خراب رہا۔ جبکہ میں نے دوبارہ اس رجمنٹ کو دیکھا تو اُس میں مشکل سے سو آدمی ہی باقی رہے تھے۔ ۲½ بجے محفوظ توپخانہ بھی بلا لیا گیا اور اب توپوں کا بہت جلد جلد چلنا شروع ہو گیا معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت آفتاب بھی آدمیوں کا ذبح ہونا دیکھنے کے لئے ہمارے بہت قریب آ گیا تھا کیونکہ گرمی کی وہ شدت تھی کہ بیان سے باہر ہے اور ہر جانب سے یہی آواز کان میں آتی تھی کہ پانی۔ پانی۔ خدا کے لئے رحم کر کے پانی پلاؤ۔ بیماروں کے اُٹھانے کے لئے جسقدر آدمی مقرر تھے وہ اپنا کام نہایت جلدی اور عمدگی سے کر رہے تھے۔ لڑائی کے میدان سے فوج کے بڑھنے یا اور کسی سبب سے آگ کے برسنے کے کم ہوتے ہی یہ لوگ اپنے رحم والے کام پر جاتے تھے اور بیمار کو گاڑی میں ڈالکر لاتے تھے ایک گھنٹہ تک لڑائی اور برابر جاری رہی اور اس عرصہ میں بہت سی فوج گرفتار بھی ہو گئی تھی۔ پونے چار بجے پرشیا والوں نے اپنے حملہ کو بدلا اور میسرہ سے حملہ موقوف کر کے میمنہ فوج کی جانب سے ۵ پلٹنیں ایک پہاڑی کے پیچھے چلی گئیں اور تھوڑی سی دیر کے لئے دونوں جانب آتشباری موقوف ہو گئی۔ اور گیارہ گھنٹے کے کچھ اور لڑائی کے بعد یہ کوئی تعجب کی بات نہیں معلوم ہوتی۔ ۵ بجے کے قریب سوئیں کور لڑائی کے لئے پھر بڑھی۔

اب دونوں جانب سے پھر آگ تیزی سے برسنی شروع ہوگئی۔ یہاں تک کہ پاؤ میل تک فرانسیسی فوج پیچھے ہٹ گئی۔ لیکن لڑائی کے آخر تک وہ وہاں مقیم رہی۔ شام کے وقت جرمنی رسالہ کو پیدلوں پر حملہ کرنے کا پھر حکم دیا گیا۔ لیکن اس حملہ میں سواروں کا بہت نقصان ہوا۔ چونکہ آٹھ بج چکے تھے اور کچھ نظر نہ آتا تھا جب رسالہ واپس آیا تو بہت سے گھوڑوں پر سوار موجود نہ تھے۔ ۱۶۔اگست کی یہ لڑائی ہے جس پر مارشل بے زین نے فرانسیسوں کی فتح کا دعویٰ کیا۔ گو یہ بات ضرور ہے کہ فرانسیسوں کی نسبت جرمنی والوں کا بہت زیادہ نقصان ہوا لیکن فرانس کے دو جھنڈے اور سات توپیں جرمنی والوں کے ہاتھ لگیں اور دو ہزار فرانسیسی قید ہوئے اور یہ سب باتیں فتح ظاہر نہیں کرتیں۔ علاوہ اس کے فرانسیسوں کا پسپا ہونا روک دیا گیا تھا اور وہ قصبات ویان ویلی اور ڈون کورٹ سے جو ورڈن اور ایٹین کی سڑک پر واقع ہیں ہٹنے پر مجبور کر دئے گئے تھے اور مجبوراً اُن کو مٹز کی جانب جانا پڑا اور جرمنی کی فوج کے لئے اب چالنز جانے کو رستہ صاف تھا۔ مارشل مذکور نے اپنے لفٹنٹوں کو بھی یقین دلایا کہ ۱۶۔تاریخ کو ہماری فتح ہوئی اور فرانسیسی فوج جو واپس پیچھے ہٹی تھی تو اُس کے پاس گولا اور بارود سامان جنگ ختم ہوگیا تھا اس وجہ سے ہٹی تھی یہ الفاظ مارشل نے کہکر سپاہیوں کی ڈھارس بندھائی۔ اُس کی پاس فوج کی ۶۔ کورز تھی جنکی تعداد ایک لاکھ تیس ہزار تھی اوّل اُس کو یہ چاہتے تھا کہ کوئی مضبوط جگہ تلاش کرکے باستقلال دشمن سے لڑتا تاکہ چالنز جانے میں اس کو آسانی ہوجائی اُس کو ایسی جگہ اُن میدانوں میں ملی جہاں کہ نالے کثرت سے تھے اور تھوڑی دور پر جنگل تھا اور یہ جنگل ایک گاؤں گریولٹ نامی سے شمال مشرق کی طرف شہر راویٹ لامان ٹگنی تک اُس سڑک کے برابر پھیلا ہوا تھا جو شہر مٹز سے سرحد کو جاتی ہے۔ ۱۷۔اگست کو مارشل اپنی فوج کو اس لائن پر مقیم کرنے میں مصروف رہا اور نہایت عقلمندی سے فوج کی حفاظت کے انتظام کرتا رہا۔ فرانسیسی فوج میسرہ نے گریولٹ گاؤں پر اُسجگہ قبضہ کیا تھا کہ جہاں ایٹین اور ورڈن کی سڑکوں کا اتصال ہوا ہے اور جہاں سے مٹز کو سڑک اعظم جاتی ہے اس جگہ ایک بلند مقام پر فرانسیسی فوج مقیم ہوئی۔ جس کے نیچے جنگل تھا اور چاروں طرف کا مُلک اُس بلندی پر سے دکھتا تھا اور سامنے خندقیں کھودی تھیں اور توپخانہ مقیم تھا اور پیچھے ایک فرانسیسی قلعہ سوم سینٹ کوئنٹین تھا۔ ان وجوہات سے یہ مقام ناممکن الفتح معلوم ہوتا تھا۔ فرانسیسی فوج قلب گو اس قدر مضبوط نہ تھی مگر بلند مقام پر مقیم تھی اور اُس کے سامنے دشمن کے

آنے کے لئے بہت سی رکاوٹیں تھیں اور اس کے بھی چاروں طرف خندق کھودی گئی تھی۔ بے زین نے اس مضبوط مقام گریولٹ پر ایک لاکھ دس ہزار فوج ٹھیرائی اور مٹز کے قریب بیس ہزار فوج محفوظ رکھی۔

اس انتظام سے فرانسیسی کمانڈر کی ہشیاری اور چالاکی معلوم ہوتی ہے اور بیشک اور دوسرا شخص بھی اس سے زاید بندوبست نہ کرسکتا۔ جبکہ بے زین یہ تیاریاں بچاؤ کی کر رہا تھا جرمن کمانڈر حملہ کرنے کا بندوبست کر رہے تھے۔ ۱۷۔ اگست کو تمام فوج پونٹ اے موسون سے روانہ ہوکر ایک لائن میں آگئی تھی اور وردن اور اٹین کی سڑکوں پر شہر روزن ویلی سے شمال کی جانب ڈون کارٹ تک قبضہ کئے ہوئے تھی اور اس کے علاوہ جو فوج مٹز پر تھی وہ اس کی مدد پر اور تھی جرمنی کے جرنیلوں کے پاس اب ۹۔ کورز تھیں اور ایک حصہ ۱۰۔ کورز کا تھا اور اور فوج کمک کے لئے آگئی تھی اس وجہ سے جرمنی کی کل فوج کی تعداد دو لاکھ چالیس ہزار کی تھی اور یہ فرانسیسی فوج سے مقابلہ کرنے کو کافی تھی۔ کیونکہ گریولٹ پر فرانسیسی فوج میسرہ بہت مضبوط جگہ مقیم تھی۔ اور پرشیا والوں کو یہ جگہ فتح کرنا بہت مشکل کام تھا۔ اس وجہ سے پرشیا والوں نے اپنے لشکر عظیم کا ایک بڑا حصہ بے زین کی فوج کے مقابلہ کے لئے بھیجا تاکہ حملہ کرکے اُس کو دوسری جانب لوٹا دیں اور اس عرصہ میں میسرہ پر بھی حملہ جاری رکھکر فرانسیسی فوج پر دباؤ ڈالنے کا ارادہ کیا۔ تاکہ فرانسیسی اس دباؤ سے اگر اٹین اور وردن کی سڑکیں چھوڑکر شہر مٹز کی جانب بڑھیں تو وہاں جو پرشیا کا توپخانہ مقیم ہے وہ گولہ باری کرکے فرانسیسی فوج کو بالکل تباہ کردے۔ جرمنی کمانڈروں کی یہ تجویز تھی۔ اور بے زین کی فوج کے مقابلہ کے لئے انہوں نے ۵ کورز بھیجیں اور ۳ کورز فرانسیسی میسرہ فوج سے لڑنے کے لئے رکھیں۔ اور ایک کورز رسالہ اور دوسری کورز کا ایک حصہ فوج سرحد سے خط وکتابت جاری رکھنے کے لئے مٹز کی مشرق میں محفوظ رکھا۔

جنگ گریولٹ

اس خونریز جنگ کی بابت جرمنی سرکاری بیان حسب ذیل ہے:-

۱۸۔ اگست کی صبح کو ہمارے دونوں لشکروں کا مقام اس طرح تھا کہ ۷۔ کورز تو قصبہ گریولٹ کے جنوب میں مقیم تھی اور ۸۔ کورز اور اول رسالہ سواران کا ڈویژن قصبہ ریزن ویلی کے جنوب میں تھا

اوّل کورز اور تیسرے رسالہ سواروں کا ڈویژن شہر سٹنر کے مقابل دریائے موزل کے داہنے کنارے مقیم تھے - یہ کل فوجیں لشکر اوّل کہلاتی تھیں اور شہر بوسے ڈی واکس سے گریولٹ تک پھیلی ہوئی تھیں اور اس لشکر اوّل کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ اگر لشکر دوم پر دشمن حملہ کرے تو یہ اُس کی مدد کرے لشکر دوم جس کا ایک حصہ لشکر اوّل کے قریب رہا کرتا تھا وہ ورڈن کی سڑک کے شمال کی طرف جا رہا تھا اور اُس کی فوجیں حسب ذیل مقاموں پر متعین تھیں - ۱۲- کورز ڈی آرمی کو قصبہ مارس لاٹور سے قصبہ جارنی تک کارروائی کرنے کا حکم دیا گیا تھا اور فوج گاردس کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ مارس لاٹوس اور ویان ویلی کے بیچ میں سے ڈون کورٹ کی جانب بڑھے - اور نویں کورز کو یہ حکم تھا کہ سڑک اعظم کو شہر ریزون ویلی پر عبور کر کے شہر کالری فرم کی جانب کوچ کرے جو شہر سینٹ مارسل کے شمال میں ہے - یہ تینوں کورز اوّل لائن میں تھیں اور ان مقامات متذکرہ بالا پر قبضہ کرنے سے سڑک اعظم پر اُن کا قبضہ ہو جاتا اس فوج کی روانگی سے پہلے سیکنی اور پرشیا کے رسالوں نے کوچ کیا - اُن کو حکم دیا گیا تھا کہ اگر دشمن نے اپنے مقام سے کوچ نہ کیا ہو تو اُس سے یہ نتیجہ نکالنا چاہیے کہ دشمن ہٹنر کے سامنے مقیم ہو گیا ہے اور پھر تینوں کورز داہنی جانب پھر جاویں اور اول اور دوم دونوں لشکر حملہ کرنے کو بڑھ جاویں - دوسری لائن میں ۳- اور ۱۰- کورز ڈی آرمی کی فوج تھی جو شہر پونٹ ای موسن سے رات کے ۹ بجے روانہ ہو گئی تھی اور شہر بگرزینہ کی جانب بڑھی جا رہی تھی - ½ ۱۰ بجے صبح کے ہم کو معلوم ہوا کہ دشمن نے کوچ نہیں کیا اور شہر ہٹنر کے سامنے جو آخری سلسلہ پہاڑیوں کا ہے اُس پر مقیم ہے - اُس وقت لشکر دوم کو یہ حکم دیا گیا کہ داہنی جانب سے ذرا ہٹ کر اور تھوڑی دور لشکر اوّل سے رہکر اپنی قلب فوج کو شہر ورنی ویلی اور اما ن ویلرز کی طرف کوچ کرنے کا حکم دے - جب یہ فوج اُس جانب چلی جاوے اُس کے بعد دشمن کی فوج میمنہ پر اور سامنے کی فوج پر حملہ کر دیا جاوے -

سب سے پہلے نویں کورز ڈی آرمی کو دشمن کی فوج کا مقدمۃ الجیش ملا - بارہ بجے کے قریب شہر ورنی ویلی کے قرب و نواح میں توپیں چلنے کی آوازیں آنے لگیں اور اس سے معلوم ہوا کہ وہ فوج لڑائی میں مصروف ہے اس لئے لشکر اوّل کو حکم دیا گیا کہ اپنے توپخانہ سے دشمن کے سامنے کی فوج پر گولہ باری کرے - لشکر اوّل نے سوا بجے کے قریب اپنے آہستہ مگر پورے نشانہ والے گولوں سے لی پاونٹ ڈی جور پہاڑ سے دشمن کی فوج پر گولہ باری شروع کی - فرانسیسیوں نے اس کا جواب اپنے بے شمار توپخانہ سے دیا - توپوں

کی گرج میں ہٹر پلیوز کی آواز صاف طور سے خوب پہچانی جاتی تھی۔ درمیان دو اور سہ بجے کے پیادوں کو لڑائی میں بلایا گیا۔ اب یہ معلوم ہو گیا کہ دشمن کی تمام فوج اُن پہاڑیوں پر مقیم ہے جو قصبہ سینٹ میری آچینی سے قصبہ سینٹ ایل تک پھیلی ہوئی ہیں اور قصبہ بوتس لاکسی سے قصبہ پاؤنٹ ڈی جوڑ کی سڑک اعظم کے اتصال تک برابر چلی گئی ہیں۔ دشمن کی یہ جگہ بڑی مضبوط تھی۔ پہاڑیوں کی بلند چوٹیوں پر قلعے تھے اور دمدمے اور گڑھے کھود کر فوج اُن میں بٹھا دی تھی اور ایک کے ذرا اُوپر آگے ایک دمدمے اس طور سے بنائے تھے جیسے کہ سرکس کے تماشے میں جگہیں بنائی جاتی ہیں۔ ہم ان پہاڑیوں پر اوّل سے قبضہ نہیں کر سکے کیونکہ ہم کو شمال اور مشرق دونوں جانب لڑائی کی تیاریوں میں مصروف رہنا پڑا۔ اور ہماری بہت سی فوج مشرق کی جانب بھی جب بڑھی جب ہم کو معلوم ہو گیا کہ فرانسیسی بھی بجانب شمال نہیں جاوینگے اور اسی وجہ سے فرانسیسی فوج کے میمنہ والے دستہ کو ہم چاروں طرف سے نہیں گھیر سکے۔ اب سوائے اس کے کہ اس مضبوط جگہ پر حملہ کر دیا جاوے اور کوئی چارہ نہ تھا۔ یہ لڑائی بڑی دیر تک ہوتی رہی اور بہت سخت لڑائی تھی سیکسنی کی فوج نے فرانسیسی میسرہ فوج پر حملہ کیا اور فوج گارڈ قصبہ سینٹ میری آچینی کے پاس لڑتی رہی اور بعد اس کے سینٹ پریوٹ لامانٹگینی کی پہاڑی پر اور بعد ازاں اسی نام کے قصبہ پر اور ڈون کارٹ پر فرانسیسیوں سے لڑی۔ علاوہ ازیں قصبہ سینٹ ایل کی داہنی جانب قصبات ہوبن ویلی۔ بوئس ڈی لاکسی اور برنی ویلی کے شمال کی جانب جو سڑک مٹز سے ورڈن کو جاتی ہے۔ ان سب مقامات پر فوج گارڈ کا کچھ حصہ اور نویں کورز مشغول کارزار رہی۔ قصبہ گریولٹ اور بوئس ڈی واکس سے دریائے موزل کے کنارے تک ۷۔ اور ۸۔ کورز لڑتی تھیں اور اوّل کورز کا ایک بریگیڈ اس دریا کے پرلے کنارے سے فرانسیسیوں پر گولہ باری کر رہا تھا۔ فرانسیسیوں کی تمام فوج سوائے بیکمن اور ڈی فیلی۔ کی تھوڑی سی فوج کے یہاں جمع ہو گئے تھے۔ ہماری لاثانی بہادر فوج نے آخر کار یہ پہاڑیاں فتح کر لیں۔ رات کے ہوتے ہی ہماری فوج نے تمام فرانسیسی فوج کو پسپا کر دیا۔ ہماری فوج میسرہ یعنے دو کورز ڈی آرمی جو گذشتہ رات کے دو بجے سے کوچ کرتی ہوئی آئی تھی اور آتے ہی لڑائی میں شریک ہو گئی۔ اس فتح میں اس فوج سے بڑی مدد ملی۔

۸½ بجے رات کے جبکہ بالکل اندھیرا ہو گیا یہ لڑائی ختم ہوئی۔ رات کو شکست خوردہ فرانسیسی اپنے اس لشکرگاہ میں شہر مٹز کو چلے گئے جہاں خندقیں کھود رکھی تھیں۔ لیکن بے شمار فرانسیسی زخمی سپاہی

اور فوج کے دستے میدان کارزار میں موجود تھے۔ شاہ پرشیا نے جو اس لڑائی میں فوج کی کمان پیچھے
اور آخری حصہ لڑائی کے وقت ایک پہاڑی پر سے جنگ کا تماشا دیکھ رہی تھی۔ ریزن ویلی کو اب اپنا ہیڈکوارٹر
(صدر مقام) مقرر کیا۔ ہمارا نقصان اس جنگ میں بہت ہوا۔ اس لڑائی میں فرانسیسی گرفتار بھی کم ہوئے
جس کی یہ وجہ ہوئی کہ قلعہ کے قریب کی وجہ سے تعاقب کرنا ناممکن تھا۔ اس لڑائی میں فرانسیسی فوج کا
پیرس سے تعلق خط و کتابت چھٹ گیا۔ یہ ایک بڑی مشہور فتح ہے اور ہم کو زیادہ تر خوشی یہ اور ہوئی
کہ اس لڑائی میں پرشیا اور سیکسنی اور ہیشیا کی فوج شانہ بہ شانہ ہو کر دشمنوں سے لڑے۔ جرمنی فوج کی یہ
تجویز تھی کہ جنرل بے زین کی فوج میسرہ پر چند گھنٹے تک حملہ جاری رکھا جاوے تاکہ نویں اور بارہویں
کو اور فوج گارڈ شامل ہو کر فرانسیسی میمنہ فوج پر حملہ کر دیں۔ اس وجہ سے فرانسیسی میسرہ فوج کے مقابلہ پر بہت
فوج روانہ کی گئی۔ بارہویں کور نے فرانسیسی میمنہ فوج کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کیا۔ دوپہر کے بعد قصبہ ورنی ویلی
کے دونوں جانب جو فرانسیسی فوج مقیم تھی وہاں سے ہٹ گئی اور جرمنی کی فوج نے ان دونوں جگہوں
پر قبضہ کر لیا اور اسی عرصہ میں ۷۔ اور ۸۔ کور نے جو فرانسیسوں سے لڑتی ہوئی جنوب میں بہت بڑھ گئی
تھی قصبہ گریولٹ پر قبضہ کر لیا شام ہونے کے قریب جرمنی فوج کی دوسری کور نے گریولٹ کی شرقی
جانب سے فرانسیسوں پر آخری حملہ کر دیا۔ اور اس وقت فرانسیسی فوج اپنے قلعوں کی آڑ میں پیچھے ہٹنے پر
مجبور ہوئی۔ اور جرمنی فوج آگے بڑھ گئی۔ ۱۸۔ اگست کی یہ بڑی خونریز لڑائی ہوئی۔ اس میں فرانسیسی فوج
کے انیس ہزار آدمی ضایع ہوئے اور جرمنی فوج کا جس قدر نقصان ہوا اس کے سننے سے جرمنی میں
ماتم ہو گیا۔ چونکہ اس لڑائی میں جرمنی کے پچیس ہزار سپاہی قتل ہوئے۔ اس سے فرانسیسی فوج کی بہادری
اور بے زین کی عقلمندی معلوم ہوتی ہے اس لئے کہ فرانس کی فوج بمقابلہ فوج جرمن کے تعداد میں
بہت کم تھی اور کئی دفعہ شکست پا چکی تھی مگر یہاں اس نے اپنے دشمنوں کو سخت صدمہ پہنچایا۔ اس مارشل
نے اپنی فوج کو بالکل مدافعانہ کارروائی پر محدود رکھا۔ اور فرانسیسوں نے از خود کوئی حملہ جرمنی کی فوج پر نہیں
کیا۔ اس لئے فرانسیسوں کو ہر دفعہ شکست ہی ہوتی تھی جرمنی فوج نے جو لمبے لمبے کوچ کئے۔ گو موقع تو ایسا
ہی تھا مگر یہ بات خطرہ سے خالی نہ تھی۔ فرانسیسی فوج پر گریولٹ میں جو حملہ کیا گیا۔ اس حملہ میں جانوں کا
بیحد نقصان ہوا۔ اور خاصکر رسالہ سواران کا نوناس ہو گیا۔ گو جرمنی کی فتح ہوئی۔ مگر جنرل اشاتن ہٹز
کا جو جرمنی فوج کی کمانڈر تھا۔ بوجہ اس قدر نقصان جانوں کے شکریہ اس فتح کا ادا نہیں کیا گیا۔

مارشل بے زین نے یہ لڑائی ایسی عاقلانہ تدبیر سے کی کہ جرمنی والوں کا بیحد نقصان ہوا۔ اب تمام فرانسیسی فوج مٹز کی جانب پسپا ہوگئی۔ اور جرمنی فوج نے اُن کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ چالنز کے جانے کا رستہ اور اٹیین اور ورڈن کی سڑکیں اب سب جرمنی فوج کے قبضہ میں تھیں۔ فرانسیسی فوج جو اب چاروں طرف سے گھر گئی تھی اب اُس کو نکلنے کا صرف ایک چارہ تھا کہ اپنے دشمن پر جسکی تعداد بہت زیادہ تھی فتح پاکر نکل جائے۔ بے زین کی فوج اب اسطرح گھر گئی تھی کہ فرانس کی دوسری اور فوج سے اُس کے خط وکتابت وغیرہ سب بند ہوگئے تھے اور مٹز کے قلعہ میں یہ فوج محصور ہوگئی۔ اب اُس کے لئے صرف دو چارہ کار تھے۔ یا تو وہ دشمنوں میں سے راستہ چیر کر نکل جاوے اور یا اپنے تئیں جرمنی فوج کے حوالہ کردے۔

اخبار کولون گزٹ کے مشہور نامہ نگار مانس ویچن ہوزن نامی نے اس ۱۰۔ اگست کے معرکہ کارزار کا احوال میدان جنگ سے مفصلہ ذیل تحریر کیا تھا۔

یہ لڑائی بڑی خوفناک ہوئی اور جہاں کہیں ہماری جرمنی فوج بڑھی اُس کے پیچھے بربادی ہی کے آثار نظر آتے تھے۔ میدان جنگ گویا قصبح خانہ ہوگیا تھا۔ نعشوں سے تمام میدان بھرا ہوا ہے فرانسیسی فوج کے لال پاجامے اور سفید اور چمکدار ٹوپیوں سے میدان بھرا ہوا تھا۔ فرانسیسی دفتر فوج سے سفید کاغذ کے سیکڑوں ورق میدان میں اُڑتے پھرتے تھے اور مثل بگلوں کے معلوم ہوتے تھے جبکہ وہ ہوا میں اُڑتے تھے۔ ہتھیار دھوپ میں چمک رہے تھے لیکن جنکے ہتھیار تھے وہ موت کے منہ میں چلے گئے تھے۔ مقتول سپاہیوں کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور سینے کھلے ہوئے پڑے تھے معلوم ہوتا تھا گویا خدا سے یہ کہہ رہے ہیں کہ آدمی کے ہاتھ میں ہمارے قتل کے لئے بجلی کیوں دیدی تھی شہر گورز کی جانب جو سڑک جاتی ہے جب میں اُس پر مڑا۔ تو مجھے بہت خوفناک نظارہ نظر پڑا۔ فرانسیسیوں کی نعشوں کے ڈھیر کے ڈھیر پڑے ہوئے تھے معلوم ہوتا تھا کہ یہاں فرانسیسی ایک ایک انچ زمین کیواسطے نہایت بہادری سے لڑ لڑ کر پیچھے ہٹتے تھے۔ ہماری جرمنی سپاہیوں کی نعشیں بھی ان میں کہیں کہیں پڑی ہوئی تھیں۔ گھوڑوں کی نعشوں اور ٹوٹے ہوئے ہتھیاروں۔ خیموں۔ چھکڑوں۔ ٹوپیوں بندوقوں اور توپوں اور سپاہیوں کی نعشوں سے میدان جنگ بالکل بھرا ہوا تھا۔ مقتول سپاہیوں کی آنکھیں خوفناک طور سے کھلی ہوئی تھیں جنکو کسی بھی ہاتھ نے بند نہیں کیا تھا۔ گذشتہ سب لڑائیوں

سے یہ لڑائی سخت تھی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ گذشتہ زمانہ میں ایسے خوفناک ہتھیار نہ تھے جو اب آدمی کی تباہی کے لئے ایجاد کئے گئے ہیں۔ سوتی دار کارتوسی بندوق نے بہت جانوں کا نقصان فرانسیسی فوج میں کیا اور چیباپو بندوق سے جرمنی کی فوج کا بہت نقصان ہوا۔ جرمنی فوج کے نقصان کی جو فہرست تیار ہوئی ہے اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جرمنی کا بیحد نقصان ہوا۔ میٹز سے ورڈن کو جو سڑک جاتی ہے اُس پر سخت معرکہ ہوا۔ مُردوں کی نعشیں پڑی ہوئی تھیں اور اُن کی وردی سے فوراً معلوم ہو جاتا تھا کہ یہ سپاہی فلاں فوج کا تھا۔ گاڑیاں بہت سی ٹوٹی ہوئی پڑی تھیں۔ تھیون ویلی اور ریزن ویلی دیہات میں بھی نقصان جانوں کا ہوا تھا۔ یہاں پر فرانسیسی اور جرمنی ڈاکٹر اپنے کاموں میں مصروف دیکھے جاتے تھے۔ زخمیوں کی گاڑیوں اور پلنگوں سے سڑک بھری ہوئی تھی۔ خون کے گڈھے کے گڈھے بھرے ہوئے تھے اور گاڑیوں میں سے زخمیوں کے چہرے زرد اور سفید نظر آتے تھے۔ مُردہ سپاہیوں کو گلیوں میں سے لیجا رہے تھے۔ گو ہم کو فتح حاصل ہوتی ہے لیکن جرمنی کو یہ گراں فتح بے انتہا خون کے عوض ہوتی ہے۔ معلوم نہیں کہ یہ جنگ کب ختم ہوگی۔ گو اب جنگ سے دونوں قومیں نفرت کرتی ہیں۔ مگر لڑے برابر جاتی ہیں اور کسی کی جانب سے جنگ کا اختتام نہیں کیا جاتا ہے۔ بندوق ابھی کامل طور سے آدمی کی جان لے لیتی ہے جنگ کے بعد ان ہتھیاروں میں اور بھی زیادہ ترقی کی جاویگی تاکہ انسان کی جان کی اور زیادہ جلدی سے بربادی ہوا کرے۔ اُس وقت خدا جانے یہ ہتھیار اور کیا غضب ڈھاوینگے۔ جرمنی کے سپاہی بڑی بہادری سے لڑے۔ شروع شروع میں تو وہ اس لڑائی کو کچھ خیال ہی نہیں کرتے تھے۔ اُن کا مقولہ تھا کہ یہ صرف ذرا سا سخت کام ہے لیکن اب جبکہ اُن کو روزمرہ لڑائی کرنا پڑی تو اُن کا مقولہ ہے کہ ہر لڑائی میں موت یقینی ہے اور صرف موت ہی سے فتح حاصل ہو سکتی ہے۔ افسران فوج جب ایک دوسرے سے دوستانہ طور پر ملا کرتے تھے تو کہا کرتے تھے کہ آہا ابتک آپ زندہ ہیں۔ خدا جانے یہ لڑائی کب ختم ہوگی جبکہ ابھی سے رجمنٹ کم ہوتی ہوتی پلٹنیں رہ گئی ہیں اور پلٹنیں کم ہوتی ہوتی کمپنیاں رہ گئی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ جب تک دونوں قومیں خوب تھک نہ جاویں گی یہ لڑائی ختم نہ ہوگی۔ ہماری بہادر فوجیں فرانسیسی فوج کو روز شکست دیکر مقاموں پر مقام چھینے جاتی ہیں۔

فصل سوم

اسٹراسبرگ کا محاصرہ مختلف حالات جنگ۔ جنگ بیومونٹ اور جنگ کارگنن

معلوم ہوتا ہے کہ ۴۔ اور ۱۶۔ اور ۱۸۔ اگست کو فرانسیسی فوج کو جو فاحش شکستیں ہوئیں۔ اس سے مارشل بے زین کو بڑا صدمہ ہوا۔ کیونکہ ۱۸۔ تاریخ کی لڑائی کے خونخوار نتیجے کی پیرس میں کوئی اطلاع نہیں پہونچی۔

۱۹۔ اگست کو پرشیا والوں نے شہر اسٹراسبرگ پر گولہ باری شروع کر دی۔ اس شہر کے قلعہ کی فوج نے جو زیر کمان جنرل اُہرچ تھی محاصرین پر گولہ باری کرکے اُن کو ترکی بہ ترکی جواب دیا۔
۲۰۔ اگست کو شہر فالسبرگ کے قلعہ نے جو وسجز کی پہاڑیوں میں ہے۔ اپنے تئیں پرشیا والوں کو بچند شرائط سپرد کر دیا۔ شہر میٹز اور چالنز کے درمیان خط و کتابت کا راستہ فرانسیسوں کے لئے بالکل مسدود اور بند ہوگیا۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ شہر چالنز کو شہنشاہ فرانس نے اپنا ہیڈکوارٹر بنا رکھا تھا۔ اور شہنشاہ معہ پرنس امپیریل (ولیعہد فرانس) کے وہاں اب مقیم تھے۔ کونٹ ڈی پالیکاؤ وزیر اعظم فرانس نے مجلس پارلیمنٹ فرانس کو یہ اطلاع دی کہ ۱۸۔ اگست کو پرشیا والوں کو فرانسیسی فوج پر حملہ کرکے کچھ ایسا بہت زیادہ فائدہ نہیں ہوا اور پرشیا کی فوج کو شہر جاؤمونٹ کی کھانوں (معدن) کی جانب بھگا دیا گیا ہے۔

چونکہ فرانسیسی میمنہ کی فوج قتل ہونے سے بچ گئی تھی اور اب از سر نو جمع کی جا رہی تھی گو یہ فوج میسرہ اور قلب فرانسیسی فوج میں مقام میٹز پر شامل نہ ہو سکی۔ اسی اثناء میں ولیعہد پرشیا کی فوجیں کوہ وسجز کے دروں میں سے گذر رہی تھیں۔ بتاریخ ۱۳۔ اگست اس شاہزادہ کی فوج کوہ وسجز کو عبور کرکے اس سڑک اعظم پر پہونچی جو شہر سٹراسبرگ کو جاتی ہے لیکن پیدل فوج شاہزادہ کی ابھی نہیں آئی تھی اور ۱۷۔ اگست تک دریائے موزل کے کنارے شہر نانسی پر مقیم رہی گو شاہزادہ کی فوج کا رسالہ سواران آگے بڑھ کر چیم پینی کے میدانوں سے بھی آگے بڑھ گیا تھا۔ ۲۱۔ اگست کو میکمہن جسکے ساتھ ڈی فیلی کی فوج شریک ہو گئی تھی اپنی فوج کے ہمراہ یکایک چالنز سے روانہ ہو کر شہر ریمز میں آگیا جہاں کہ ایک کونسل جنگ منعقد ہوئی تھی۔ اور اس بات کے محرک یا تو مارشل میکمہن کی رگ حمیت

تھی کہ اُس نے اپنے ساتھی بے زین کو مصیبت سے چھٹکارا دلانے کا ارادہ کرلیا ہوگا یا یہ بات
ہوگی کہ اُس کو خفیہ طور سے اطلاع ملی ہوگی کہ اگر معہ فوج پیچھے ہٹ کر پیرس کو واپس آنا پڑا تو بڑا
خوف ملک میں پھیل جائیگا اور یہ بھی خوف تھا کہ کہیں اس پیرس میں واپس جانے سے قوم
فرانسیس شہنشاہ کو معزول نہ کردے۔ اسلئے اس کو یہ ترغیب دی گئی کہ شہر مٹز کو جاکر بے زین کی
فوج کے ساتھ شریک ہو کر جو ۱۸۔اگست سے محصور ہے جرمنی کی فوج پر حملہ کردے۔ ۲۲۔اگست
کو میکمہن کے لشکر نے بجانب شمال کوچ کرنا شروع کردیا اور شہنشاہ فرانس نے معہ پرنس امپیریل
کے اس لشکر کے پیچھے پیچھے کوچ کیا جرمنی کے کمانڈروں کو اس بات کا پورا یقین تھا کہ میکمہن
جرمنی فوج کے حملہ کا انتظار کررہا ہوگا یا پیرس میں واپس جانے کا ارادہ کررہا ہوگا لیکن جبکہ اُن کو
یہ اطلاع ملی کہ وہ شہر ریم کی طرف شمال کی جانب جارہا ہے تو کچھ عرصہ تک اُنھوں نے اس بات کا
یقین نہیں کیا مگر کچھ عرصہ بعد جب اس خبر کی تصدیق ہوگئی تو ون مولٹکی کمانڈر انچیف جرمنی نے
مارشل کے ارادہ کو فوراً تاڑ لیا اور اُس کے تدارک کی تیاریاں کرنے لگا۔ کہ اگر ولیعہد سیکسنی کی
فوج دریائے میوز کے کنارہ کنارہ جاوے تو اُس کے راستہ میں میکمہن کی فوج سے ضرور مڈبھیڑ
ہوگی اور بر تقدیر اگر ولیعہد پرشیا کی فوج بھی میکمہن کی فوج کے قریب آجاوے تو اس صورت میں
سرحد پر فرانسیسی فوج چاروں طرف سے جرمنی فوج سے گھر جاوے گی۔ اسلئے افواج جرمنی کو یہی حکم
دیا گیا کہ وہ شمال کی جانب بڑھیں اور ۲۶۔اگست کو ولیعہد سیکسنی دریائے میوز کی جانب شہر سٹنی
کی طرف بڑی تیزی کے ساتھ بڑھا جارہا تھا اور ولیعہد پرشیا اپنی فوج کے ساتھ بڑے بڑے کوچ
کرکے شہر کلر مونٹ۔ اور گرینڈ اور سی اَپ سے بھی گذر گیا تھا اس اُمید میں کہ میکمہن کی فوج کے پچھلے
حصّہ پر جبکہ وہ مشرق کی جانب جارہا ہو حملہ کردیا جاوے۔ جبکہ ولیعہد سیکسنی حسب الحکم شاہ جرمنی کے شہر
بارلی ڈیوک کی طرف ولیعہد پرشیا کی فوج کی داہنی جانب ہوکر جارہا تھا تو میکمہن نے اس بات کا ضرور
خیال کیا ہوگا کہ اب جرمنی کی تمام فوج کو چیر کر نکلنا ناممکن ہوگیا ہے میکمہن جو شہر واؤزیرا اور گرینڈپری
اور وارینیس کی جانب جارہا تھا۔ اس سے اُس کا مقصد یہ تھا کہ شہر ورڈن میں جاکر مقیم ہو جائے لیکن
مٹز میں جو فوج محصور تھی اُس فوج کا اس کو بہت خیال تھا جبکہ ولیعہد پرشیا معہ اپنی فوج کے شہر سٹون
کے سامنے میکمہن سے لڑائی کرنے کے لئے خیمہ زن ہوا تو میکمہن نے اپنی فوج کو ایسی ہشیاری سے

صف آرا کیا تھا کہ جرمنی کی ۵ کورز کے کمانڈر نے یہ رپورٹ کی کہ چونکہ میرے سامنے دشمن کی فوج کے تین ڈویژن صف آرا ہیں اسلئے میری فوج حملہ کرنے کے لئے پوری نہیں ہے لیکن میکمہن اُس وقت درحقیقت شہر سیڈان کے قریب جانے کے لئے اپنی فوج کو دریائے میوز سے جلدی جلدی پار اتار رہا تھا اور اگر وہ توپخانہ اور میٹر یلیوز کو آگے رکھکر ہشیاری سے اپنی یہ کارروائی نہ چھپاتا اور دشمن کو دھوکہ نہ دیتا تو اُس وقت اُسپر وہی مصیبت پڑتی جو چند دنوں کے بعد اُس پر پڑی اور جسمیں بے انتہا جانوں کا نقصان ہوا میکمہن کا ارادہ مغرب کی جانب جانے کا تھا مگر جرمنی کی فوج دباؤ ڈالتے ڈالتے اُس کو مشرق اور جنوب کی جانب ہٹائی جارہی تھی اور اس طرح سے وہ شہر میٹز سے دور ہوجاتا تھا۔ اب اُس نے ایک مضبوط جگہ پسند کرکے دریائے میوز کے جنوبی کنارہ پر قیام کرلیا لیکن اُسکے اس قیام سے چار روز پہلے جرمنی جنرل ملوتتھل نے نقشہ پر اُنگلی رکھکر یہ تبلا دیا تھا کہ اگر میکمہن نے اس جگہ پر قیام کرلیا تو اُس کی تمام فوج برباد ہوجاوے گی اور درحقیقت ایسا ہی ہوا۔ اُس لڑائی کی خوفناک کیفیت اور اُس کے نتیجوں سے آئندہ فصل میں اطلاع دیجاویگی۔

۲۲۔ اگست کو جرمنی کی فوج نے شہر میٹز کو بالکل گھیر لیا اور تھیون ویلی اور مونٹ میڈی اور میٹز کے درمیان آمد و رفت کا راستہ بالکل مسدود کردیا۔

۲۴۔ اگست کو یہ بات سرکاری طور پر مشتہر کی گئی کہ جرمنی کی فوج جو اسٹراسبرگ کا محاصرہ کئے ہوئے ہے اُس میں سے فوج پیدل نے شہر کہل کے توپخانہ کی مدد سے قلعہ اسٹراسبرگ سے ہزار گز کے فاصلہ پر مورچے بناکر اُس میں قیام کرکے اپنی اس کارروائی میں کامیاب ہوگئی ہے اور ریلوے اسٹیشن پر بغیر کسی قسم کے نقصان کے قابض ہوگئی ہے۔ شہر کی داہنی جانب کی فصیل پر گولے برسا کے اُسکو توڑ ڈالا ہے اور سلحہ خانہ برباد کردیا گیا ہے۔ شہر کہل میں قلعہ سے آگ برسا کر بہت سے گھر جلا دئے گئے ہیں۔ ۲۵۔ اگست کو جرمنی فوج اور آگے بڑھی اور قلعہ اسٹراسبرگ سے چار سو یا پانسو گز کے فاصلہ پر پہونچ گئی ہے۔ شہر میں بہت سی عمارتیں جلا کر خاکستر کردی گئیں۔

۲۵۔ اگست کو جنرل ٹروچو نے پیرس میں یہ حکم جاری کیا کہ تمام مفلس لوگ جنکے پاس کھانے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے پیرس سے نکالدیں اسلئے کہ اُن کی موجودگی سے عوام کی ذلت اور مال کو خطرہ ہے وزیر داخلیہ فرانس کے پاس ۲۵۔ اگست کو شہر وردن کے حاکم کی جانب سے مفصلہ ذیل اطلاع پہونچی

۲۵- اگست کو صبح کے نو بجے پرشیا کی ایک فوج نے جسکی تعداد آٹھ ہزار یا دس ہزار ہوگی اور جو زیر کمان ولیعہد سیکسنی کی تھی شہر ورڈن پر حملہ کیا - توپخانہ اور پیدل جنکی تعداد چار ہزار ہوگی مصروف کارزار رہی - تین گھنٹے تک مقابلہ رہا - اس عرصہ میں تین سو شل (ایک قسم کا گولہ) شہر میں پھینکے گئے - ہمارے توپخانہ سے پرشیا والوں کا بہت نقصان ہوا - بعدازاں پرشیا والے پیچھے ہٹ گئے - ہماری جانب سے پانچ آدمی مارے گئے - بیماروں کے لئے جو شفاخانہ گاڑیوں میں تھا پرشیا والوں نے اُس پر بندوقیں چلائیں - ہمارے دو آدمی مارے گئے اور تیسرا آدمی زخمی ہوا -

ایک شخص نے جو اسٹراسبرگ میں مقیم تھا ۲۰- اگست کو شہر اسٹراسبرگ کے جو محصور ہو گیا تھا مفصلہ ذیل حالات لکھے ہیں :-

آج صبح جب میں فوج میں گیا تو معلوم ہوا کہ تین بجے سے نو بجے صبح تک تو جرمنی فوج نے ذرا سرگرمی سے حملہ نہیں کیا تھا مگر اب بڑی تیزی سے حملہ کیا جا رہا تھا اور ریاست بیڈن کی توپیں پرشیا کی توپوں سے بھی تیز چلتی تھیں اور اُن میں آواز بھی زیادہ تھی رات سے توپخانہ کی چار پاٹریوں نے حملہ میں شرکت کر لی ہے اور ۱ بجے سے شام کے ۷ بجے تک برابر توپیں چلتی رہیں اور تمام رات یہ توپیں حملہ کئے جاویں گی اور فرانسیسوں کو پانچ منٹ بھی آرام سے نہیں بیٹھنے دینگی جرمنی کی فوج میں اسوقت ایک سو چھپن توپیں ہیں جو شہر اور قلعہ پر بربادی برسانے کے لئے تیار ہیں اور تین سو توپیں اور دوسری فوج میں ہیں جو یہاں سے قریب پڑی ہے اور اسی طرح سے جرمنی فوج کا بے انتہا گولہ بارود موجود ہے - پرشیا کے توپخانہ کے یہاں پر چھ ہزار گولنداز ہیں اور اسی قدر ریاست بیڈن کے توپخانہ کے ہیں - جنرل اہرچ کی جتنی قلعہ بند فوج ہے اُس کے مقابلہ میں فوج محاصرین بہت زیادہ ہے - باشندگان اسٹراسبرگ کا خوف اور مصیبت ہر روز بڑھتی جاتی ہے - قلعہ کہل کا جس میں جرمنی کی فوج مقیم ہے گولوں سے اُڑا دینا گو شہنشاہی فوج کے کمانڈروں کے لئے تو چاہے کھیل ہی ہو مگر باشندگان اسٹراسبرگ کی تو یہ موت ہے کیونکہ ہر روز شہر پر جرمنی کی جانب سے گولے برسائے جاتے ہیں جس سے غریب باشندگان کی جان و مال کا بہت نقصان ہوتا رہتا ہے کہل کی مقیم فوج نے اب اسکا یہ بدلہ لیا ہے کہ اسٹراسبرگ کی فصیل گولوں سے توڑ ڈالی ہے اور شہر میں گولوں سے آگ لگ گئی اُس سے بہت سخت نقصان ہوا - آج دوپہر کو ایک بجے گولوں کی وجہ سے

اسٹراسبرگ میں دس جگہ آگ لگ رہی تھی۔ چھ بجے شام کے اُن شعلوں سے جو جلے ہوئے گھروں
میں سے اُٹھتی تھی تمام آسمان پر شفق سی پھیلی ہوئی معلوم ہوتی تھی اور محلہ روبرٹ سجا کی جانب ایسا یہ
دھواں تھا کہ ریاست بیڈن کے پہاڑ جو وہاں سے نظر آتے تھے بالکل دکھائی نہیں دیتے تھے اور
جرمنی فوج سے اس دھوئیں میں جو لال لال گولہ آکے پڑتا تھا وہ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسا شبِ یلدا میں
تیر شہابی معلوم ہوا کرتا ہے۔ فرانسیسی گولوں سے آج کوئی کانوں نہیں جلا کیونکہ اُن کی زیادہ توجہ اُس
توپخانہ پر رہی جو رات میں جرمنی کی فوج سے دمدمے بنا کر قلعہ کی دیوار سے اٹھارہ سو گز کے فاصلہ پر
بنائے تھے اور اُسی پر فرانسیسی گولے برساتے رہے لیکن اُن کے گولے اُن پر بھی باقاعدہ نہیں پڑتے تھے
اور جرمنی والے متواتر فرانسیسوں پر گولہ باری کئے جا رہے تھے۔ میرے سامنے جو گولے کہ جرمنی والوں
نے شہر اور قلعہ پر دس منٹ کے عرصہ میں چلائے اور جو بوجہ قریب ہونے کے مجھے بہت اچھی طرح
نظر آتے تھے اُن کی تعداد ایک سو نو تھی یعنی ایک منٹ میں چھ توپخانوں سے سات سے زیادہ
گولے چلتے تھے۔ اس گولہ باری سے جو تباہی اور بربادی رعایا پر ہوتی ہے اُس کا اندازہ ناظرین
اس بات سے کر سکتے ہیں کہ اسٹراسبرگ سے ملا ہوا شہر سینٹ میری لی بون ہے اور یہ اسٹراسبرگ سے
بڑا ہے۔ اس شہر پر ایک گھنٹہ میں پانسو گولے برسائے گئے جنکی وجہ سے مکانوں کی چھتیں پاش پاش
ہو گئیں بازار اور مکانوں کے قریب گولہ گر کے جب اُڑتا تھا تو بہت سارے مکانات اور عمارات منہدم
ہو جاتے تھے۔ عورتیں اور بچے اپنے بستروں پر مُردہ پڑے پائے جاتے تھے۔ عمارات جل کے خاکستر
ہو جاتی تھیں اور عورتیں اور مرد خواہ جوان ہوں یا بڈھے یا بچہ جو اُس کی جھپٹ میں آتے تھے اگر وہ مرتے
نہ تھے تو لنگڑے اور زخمی ضرور ہو جاتے تھے۔ اس سے بھی سخت باشندگان اسٹراسبرگ پر یہ مصیبت
پڑی ہوتی تھی کہ کھانے کی تمام اشیا گراں ہوتی جاتی تھیں۔ قصائی گوشت دس روپیہ فی سیر کا دیتے
تھے۔ باورچی دس یا بارہ آنے سے کم میں ایک روٹی نہ دیتے تھے۔ دودھ۔ گھی۔ پنیر اور ترکاریوں
کے لئے سیر بھر وزن کی قیمت میں اگر سیر بھر سونا بھی دیا جاتا تھا تب بھی یہ چیزیں نہ ملتی تھیں۔ نہایت
سادہ خوراک کی قیمت بھی چھ گنی بڑھ گئی تھی اور ان چیزوں کی قیمتیں ہر روز بلکہ ہر گھنٹے گراں ہوتی جاتی
تھیں۔ بیشک باشندگان اسٹراسبرگ کی مصیبت بیان نہیں ہو سکتی ناظرین اس مصیبت کو خود قیاس کر سکتے
ہیں۔ آج ہیڈکوارٹر میں یہ افواہ اُڑ رہی ہے کہ اسٹراسبرگ کے معزز باشندوں کا ایک گروہ جس کا سرگروہ

اسٹراسبرگ کا بشپ (حاکم) تھا جنرل اُہرچ کے پاس کل ایک پیغام لے کے گیا تھا کہ اب آپ قلعہ کو جرمنی والوں کے سپرد کر دیں کیونکہ باشندگان پر بڑی مصیبت پڑی ہوئی ہے اس پر جرنیل نے اپنی میز پر سے ایک ریوالور (تپنچہ) اُٹھا کر بشپ کو وہیں مار ڈالا کہ یہ تمہاری غداری کی سزا ہے۔ لیکن ایک فرانسیسی افسر سے ایک ایسے حادثہ کا ہونا قابل یقین نہیں ہے مگر مجھے یہ خبر ایک معتبر آدمی کی زبانی معلوم ہوئی ہے۔ لیکن ایک بات یقینی ہے کہ باشندگان شہر جنرل اُہرچ اور اُس کی فوج سے اس قدر ناراض ہیں کہ جرنیل مذکور کو جتنا خوف اپنی بیرونی دشمن فوج پرشیا سے ہے اُسی قدر خوف باشندگان اسٹراسبرگ سے ہے۔ کل علی الصباح اسٹراسبرگ کا بشپ (پادری اعظم) جرمنی کی فوج میں آیا اور جرنیل ورڈر کمانڈر فوج سے ملاقات کی خواہش یہ کہکر ظاہر کی کہ گرجا کی طرف سے خصوصًا اور باشندگان اسٹراسبرگ کیطرف سے جو لڑائی میں شامل نہیں ہیں عمومًا آپ سے صلح کی گفتگو کرنے آیا ہوں۔ لیکن جرنیل ورڈر نے بشپ کی ملاقات سے انکار کر دیا اور اپنے اڈیکانگ کی معرفت کہلا بھیجا کہ جرمنی فوج کو ہدایت کر دی جاویگی کہ وہ حتے الامکان کیتھیڈرل (گرجا اعظم) کو نقصان نہ پہنچا دیں اور شہر کو بھی ضرورت سے زیادہ نقصان نہ پہنچایا جاوے گا۔ بعد ازاں بشپ کی اردلی میں دو سوار مقرر کر کے اُس کو شہر کے دروازہ تک پہنچوا دیا اسی اثنار میں ایک ایسی درخواست جنرل اُہرچ کے پاس بھیجی گئی تھی اور فرانسیسی فوج کے جو جو نقصانات شہر سٹرز پر ہوئے تھے وہ سب اُس میں مفصل طور سے لکھے گئے تھے اور درخواست کی گئی تھی کہ قلعہ کو آپ جرمنی کی فوج کے سپرد کر دیں زیادہ محصور رہنے سے سوائے اس کے کہ سینکڑوں جانوں کا نقصان ہو اور کچھ فائدہ نہ ہو گا۔ جرنیل نے اُس کا صرف یہ زبانی جواب دیا کہ جب تک میرے زیر حکم ایک آدمی بھی رہے گا تب تک میں اسٹراسبرگ نہ چھوڑوں گا اور اس کے بعد ہی فورًا فرانسیسی فوج نے جرمنی کی فوج پر گولہ باری شروع کر دی۔ افسوس باشندگان اسٹراسبرگ۔ تم کو بشپ کی مداخلت سے بھی کوئی فائدہ نہ پہنچا۔

۲۷۔ اگست کو پرشیا کا ایک جاسوس مسمی چارلس ہارڈت پیرس میں گرفتار کیا گیا اور اُسکے گولی مار دی گئی۔ پیرس میں اب ہر قسم کی رسد غلہ وغیرہ کی جمع کرنا شروع کر دیگئی۔

۲۸۔ اگست کو یہ خبر پہنچی کہ پرنس امپیریل شہر سیڈان میں آگیا ہے اور اسی تاریخ کو ۱۳۔ آرمی کور جس میں پچاس ہزار آدمی تھے مارشل میکمہن کی فوج میں شامل ہونے کو پیرس سے روانہ کیگئی۔ آج کی

تاریخ چالیس ہزار فرانسیسی گرد و نواح سے آکر پیرس میں داخل ہوئے۔

۲۹۔ اگست کو پیرس کے تمام باشندگان کو یہ حکم دیا گیا کہ بطور پیشبندی تمام قسم کی رسد و خوراک وغیرہ جمع کر لیں تاکہ اگر محاصرہ ہو تو کام آوے۔ اور جرنیل ٹروچو نے ایک اعلان شایع کیا کہ پیرس میں جو شخص اصلی باشندہ فرانس کا نہ ہو یا اُن ممالک کا رہنے والا ہو جنسے آجکل فرانس بر سر جنگ ہے وہ شہر پیرس اور ضلع سین سے تین دن کے عرصہ میں سب نکل جاویں۔ اب اس بات کی تیاریاں ہونے لگیں کہ اگر پرشیا کی فوج بڑھتی چلی آوے تو پیرس کے گرداگرد نوٹے میل اور ایک سو بیس میل تک مقابلہ کر کے پرشیا کی فوج کو رد کیا جاوے۔

۲۵۔ اگست کو پرشیا کی فوج نے موضع وریزی پر حملہ کر کے جو درمیان شہر وزیرس اور انگینی کے واقع ہے اُس پر قبضہ کر لیا۔ اسی تاریخ کو پرنس امپیریل شہر منزریس میں پہنچ گیا۔

اسٹراسبرگ، میٹز۔ اور ٹول ان سب محصور شہروں پر اب بڑی سختی سے حملہ کیا گیا۔ اسٹراسبرگ میں تو بہت نقصان ہوا۔ تمام بڑے بڑے بازار برباد ہو گئے۔ ایک گولہ لڑکیوں کے مدرسہ کی چھت پر جا کر گرا جس سے سات لڑکیاں مر گئیں اور چار زخمی ہوئیں۔ بہت سے لوگ تہخانوں میں رات کو سونے لگے۔ آلو کی قیمت تیس روپے فی سیر ہو گئی اور دوسری خوردنی اشیاء کی قیمت بھی اسی نسبت سے بڑھ گئی تھی۔ صرف گھوڑے کا گوشت کھانے کو ملتا تھا۔ باشندوں نے جنرل اُہرچ سے التجا کی کہ وہ محاصرین سے صلح کر لے مگر اُس نے یہی جواب دیا کہ جب تک شہر راکھ کا ڈھیر جلکر نہ ہو جائیگا میں اپنے تئیں سپرد نہ کروں گا۔

۳۰۔ اگست کو یہ خبر پہنچی کہ مارشل میکمہن نے اب اپنا صدر مقام سیڈان کو مقرر کر لیا ہے میکمہن لمبے لمبے کوچ کر کے شہر مونٹ میڈی کے قرب و جوار میں پہنچا اور ولیعہد جرمنی بھی اُس کا تعاقب کرتے ہوئے اُس کے قریب جا پہنچا۔ ۲۹۔ اگست کی شام کو میکمہن کی فوج کا بڑا حصہ قصبہ واکس میں مقیم تھا جو شہر کارگنن کے قریب ہے اور شہر مونٹ میڈی سے تو گویا ملا ہوا تھا شہنشاہ نپولین بھی یہاں آ پہونچے تھے اور اُن کے قیام کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ ۳۰۔ اگست کو کارگنن پر ایک لڑائی ہوئی جس میں فرانسیسی فوج کو شکست ہوئی اور کئی مٹرلیوز جرمنی والوں کے ہاتھ لگیں۔ یہ لڑائی بڑی سرگرمی سے ہوئی اور دونوں فوجوں کا بہت نقصان ہوا۔ اس لڑائی

کا جرمنی سرکاری بیان حسب ذیل ہے:-
"ہم نے میکمھن کی فوج پر شہر بیومونٹ کے نزدیک حملہ کیا۔ فرانسیسیوں کو شکست ہوئی اور حدود بلجیم کی طرف وہ بھگا دیئے گئے۔ فرانسیسیوں کے لشکر گاہ پر ہم نے قبضہ کر لیا ہے۔ دشمن کا چند میل تک تعاقب کیا گیا۔ رات ہو جانے کی وجہ سے تعاقب ختم کیا گیا"

دوسرے دن ۳۱۔ اگست کو لڑائی پھر شروع ہوئی اور اس لڑائی کے چند حالات اخبار ڈیلی نیوز کے نامہ نگار نے حسب ذیل لکھے ہیں:-

۳۱۔ اگست کو علی الصباح یہ حکم دیا گیا کہ گاڑیاں اور بیل جو باہر فصیل کے کھڑے ہوئے ہیں وہ تمام شہر میں بلائے جاویں۔ اس وقت شہر میں تمام فوجیں موجود تھیں جو شہر میں رات کو داخل ہوئی تھیں۔ میں نے گھوڑے پر سوار ہو کے محلہ پورٹی ڈی پیرس میں جانا چاہا جہاں کہ یہ گاڑیاں اور بیل ٹھیرائے گئے تھے لیکن راستوں اور گلیوں میں فوج اور گھوڑوں کی ہجوم کی وجہ سے مجھے پیدل جانا پڑا۔ جبکہ میں وہاں پہونچا تو دیکھا کہ گاڑیاں تیز تیز وہاں جا رہی تھیں اور بیل بھاگے ہوئے جا رہے تھے۔ اور خوف زدہ دہقانوں کے رونے چلّانے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ جو اپنے گاؤں چھوڑ کر یہاں شہر میں پناہ لینے کے لئے آئے تھے۔ مگر ان بیچاروں کو کیا خبر تھی کہ یہاں جو وہ پناہ لینے آئے تھے یہاں پر بھی سخت مصیبت پڑی ہوئی تھی۔ اس طرف کے شہر کے دروازے فوراً بند کر لئے گئے اور فوجیں دوسرے دروازہ سے موضع ڈوئی ذی کی جانب قطار در قطار جا رہی تھیں جہاں کہ میکمھن کی فوجیں مقیم تھیں اور پرشیا کی فوج کے حملہ کا انتظار کر رہی تھیں جو فرانسیسی فوج کے قریب پڑی ہوئی تھی۔ صبح کے دس بجے کے قریب چھ یا سات میل کے فاصلہ پر توپوں کے چلنے کی آواز سنائی دی جو موضع بیزیلس کی جانب سے آ رہی تھی۔ میں فصیل شہر پر چڑھ کر اس جانب دیکھنے لگا وہاں سے مجھے پرشیا کی فوج خوب نظر آتی تھی اور دوربین سے ان کو گولہ باری کرتے ہوئے میں صاف دیکھ سکتا تھا مگر مجھ کو فرانسیسی فوج کی لائن اچھی طرح نظر نہ آتی تھی وہ ذرا درختوں کی آڑ میں تھی جو شہر سے ایک میل کے فاصلہ پر تھی۔ دوپہر کے قریب میں شہر سے باہر نکلا اور اس بلندی پر کھڑا ہو کے جو شہر کے قریب ہے میں نے دیکھنا شروع کیا۔ جبکہ میں شہر سے آدھ میل ہی گیا ہوں گا کہ مجھے فرانسیسی پیدل فوج محفوظ کی رجمنٹیں ملیں۔ ان کے ہتھیار ایک جگہ جمع تھے اور آگ میں سے دھواں

نکل رہا تھا معلوم ہوتا تھا کہ ابھی کھانا کھا کے بیٹھے ہیں۔ میں آگے بڑھے چلا گیا اور ہر جگہ توپخانہ اور پیدل کی محفوظ فوجوں میں سے گذرتا رہا۔ موضع ہیزیلیس میں جسکو جرمنی والوں نے جلا دیا تھا اب شعلے اٹھ رہے تھے۔ کچھ عرصہ تک آپسمیں فریقین میں توپیں چلتی رہیں۔ دو بجے کے قریب پرشیا کی پیدل فوج پل کو عبور کرکے موضع ڈونزی کی جانب بڑھی اور فوراً بندوقیں بڑی تیزی کے ساتھ چلنا شروع ہوئیں اور یہ کارروائی ۱۰ منٹ تک جاری رہی۔ میں نے خیال کیا کہ فرانسیسی اپنی جگہ سے پیچھے ہٹ گئے ہوں گے چونکہ درختوں کی وجہ سے میں اُن کو اچھی طرح نہیں دیکھ سکتا تھا لیکن چھ مٹرلیوز کی ایک باڑی نے آگے بڑھ کر درختوں میں سے جرمنی کی فوج پر گولہ باری شروع کر دی۔ معلوم ہوتا تھا کہ گویا چھ باڑھیں ایک دفعہ چلی ہیں۔ ۴ بجے کے قریب گولہ باری ہر جگہ بند ہو گئی۔ معلوم ہوا کہ پرشیا کی فوج بڑی گھبراہٹ سے پیچھے ہٹ گئی تھی۔ فرانسیسی اپنی اُسی جگہ پر قایم رہے۔ آج کی لڑائی کا کوئی نتیجہ نہ نکلا مگر کل آئندہ کے عجب حادثہ کی وجہ سے اس کا بیان کر دینا ضروری تھا۔

اخبار "ملٹیر وچن بلاٹ" جو برلن کا ہفتہ وار فوجی خبروں کا اخبار ہے ۳۰ اگست کا حسب ذیل بیان کرتا ہے۔

"آج صرف دونوں فوجوں کی تھوڑی سی دیر لڑائی ہوئی اور ہماری فوج دریائے میوز کو چند جگہوں سے عبور کر گئی ہے اسلئے فرانسیسی فوج جو سیڈان پر واپس لوٹ گئی تھی وہ گویا گھر گئی ہے بشرطیکہ وہ رات ہی رات میں شہر میزیریس کی جانب نہ چلی جاوے"

فرانسیسی فوج میزیریس کی جانب نہیں گئی بلکہ سیڈان پر ہی پیچھے ہٹ گئی جہاں کہ پرشیا کی دو فوجوں کے بیچ میں وہ مثل شکار کے گھر گئی۔

فصل چہارم

فرانسیسیوں کی اور شکست۔ شہنشاہ نپولین کا اپنے تئیں سپرد کر دینا۔ بہت سے آدمیوں کی رائے میں فرانسیسی فوج حکام نے علم جنگ کے اصول سے جو غلطی کی تھی اُس کی تصدیق۔

جنگ سیڈان

سے ہوگئی جو یکم ستمبر ۱۸۷۰ء کو واقع ہوئی۔ اس جنگ کی بابت سرکاری جرمنی بیانات حسب ذیل ہیں
شہر ڈونچری۔ ۲ ستمبر۔ ۳۰ اگست کی لڑائی کے بعد یہ بات غالب معلوم ہوتی تھی کہ اب فرانسیسی
فوج آرمی ڈی نورڈ پر آخری تباہی پڑنے والی ہے۔ ۳۰ کی شام کو فرانسیسی فوج نے پرشیا کی فوج
۴ کورز ڈی آرمی اور بویریا کی فوج پر گولہ باری کی اور شہر موسن کی جانب پیچھے ہٹ گئی اُس روز
جرمنی فوج کا بہت بڑا حصّہ دریائے میوز کے بائیں کنارے پر مقیم رہا لیکن جو فوج زیر کمان ولیعہد
سیکسنی تھے اُس نے کئی جگہ سے دریا کو عبور کر کے موسن سے آگے کارگنن اور سیڈان کی جانب کوچ
کر دیا تھا۔ اور ہمارے تیسرے لشکر نے ۳۱ اگست کو حسب ذیل حرکت کی۔ اوّل بویریا کی کورز نے
رنکورٹ کی راہ ریمیلی کی جانب کوچ کیا۔ پرشیا کی ۱۱ فوج سٹون سے شہر ہاسے چیری اور چی یوز کی
طرف بڑھی اور اُس کو یہ حکم تھا کہ دریائے میوز کے بائیں کنارے پر ٹھہر جاوے اور ڈونچری کے مقابل
خیمہ زن ہووے جو دریا کے اُس پار ایک چھوٹا سا شہر ہے ۱۱ کورز کے بعد پرشیا کی ۵ کورز نے
کوچ کیا اور فوج پہلی بویریا کورز کے بعد دوسری کورز روانہ ہوئی ریاست ورٹمبرگ کی فوج بھی شہر نڈریسی
اور بوڈن کورٹ کی راہ دریائے میوز کی جانب بڑھی۔ یہ سب فوجیں جن جن سڑکوں پر چلیں یہ سب
سڑکیں سیڈان پر آکر ملتی تھیں۔ ہم کو یہ حکم تھا کہ فرانسیسی فوج کو گھیرے رہیں یہاں تک کہ وہ اپنے تئیں
سپرد کر دیں یا ملک بلجیم کی حدود میں گھس جاویں اور چونکہ یہ آخر الذکر کارروائی زیادہ ممکن الوقوع تھی تو فوج
جرمنی کو ۳۰ تاریخ کے حکم کا آخری فقرہ یہ بھی تھا کہ اگر اُس حد پر بھی فرانسیسی فوج ہتھیار نہ ڈالے تو بلجیم کے
ملک میں فوج اُن پر حملہ کرتی چلی جاوے۔

۳۱ اگست کو کوئی مشہور معرکہ نہیں ہوا۔ صرف شہر ریمیلی میں اوّل بویریا کورز نے فرانسیسی فوج پر حملہ
کر دیا اور بڑی دیر تک گولہ باری کر کے فرانسیسی فوج کو پیچھے بھگا دیا اور دوپہر کو دریائے میوز کے کنارے
پہنچ گئی۔ ولیعہد پرشیا مع اپنے اسٹاف کے ۳۱ اگست کی یہ مفید کارروائی اُس بلندی سے دیکھ
رہے تھے جو موضع اسٹون کے گرجا کے قریب ہے ولیعہد پرشیا نو بجے صبح کے اپنے لشکرگاہ پوینٹ
سے یہاں آ گئے تھے اور ریمیلی کی وادی کا انہوں نے ایک حصّہ دیکھا جب یہ لڑائی ختم ہو گئی تو ولیعہد

پرشیا شہر چیمیری کو گئے اور وہاں اپنی فوج میں رات بسر کی۔ بویریا کی دو کورز اور ورٹمبرگ کی فوج کو جو احکام دئے گئے تھے اُن کے پورا کرنے میں کسی قسم کی وقت آن کو نہیں ہوئی۔ پرشیا کی ۵ کورز جو براہ چیمیری جارہی تھی اور کمانڈر انچیف فوج جرمنی کے سامنے سے گذری تھی وہ اپنی منزل مقصود پر ذرا شام سے دیر ہوتے پہونچی۔ یکم ستمبر کی صبح ہونے سے پہلے پہلے جرمنی کی فوج میں ہر قسم کی تیاری مکمل ہوچکی تھی۔ جو افواج دریائے میوز کے بائیں کنارہ پر تھی اور خاصکر فوج گارڈس وہ دریا کے عبور کرنے کے لئے تیار کھڑی تھی اور جو افواج دریا کے داہنے کنارہ پر زیر کمان ولیعہد سکسنی تھی وہ حملہ کرنے کے لئے صرف حکم کی منتظر تھی اور ہماری فوج ایک سرے سے دوسرے سرے تک اس قدر تیار تھی کہ اگر ذرا سا بھی اشارہ پاتی تو شہر سیڈان کو چاروں طرف سے گھیر لیتی۔

اوّل اوّل یہ ارادہ کیا گیا تھا کہ ۲ ستمبر تک حملہ ملتوی کردیا جائے کیونکہ یہ مناسب معلوم ہوا کہ سکسنی کی فوج کو ایک دن کا آرام دیا جاوے اسواسطے کہ اس فوج نے ۳۰ اور ۳۱ تاریخ کو جو لمبے لمبے کوچ کئے تھے اُن سے یہ بہت تھک گئی تھی لیکن جبکہ شاہ پرشیا ۶ اور ۷ بجے شام کے درمیان شہر وندریسی کو جانے کے لئے شہر چیمیری میں سے گذرے تو وہاں شاہ پرشیا نے ولیعہد پرشیا۔ جنرل ون مولٹکی اور جنرل بلومنتھل سے مشورہ کرکے یہی ارادہ کرلیا کہ شہر سیڈان اور فوج پر جو درمیان دریائے میوز اور کوہ آرڈینس کے پڑی ہوئی ہے کل یکم ستمبر ہی کو حملہ کردیا جاوے یکم ستمبر کو ایک بجے رات کے ولیعہد سکسنی کے پاس حکم پہونچا کہ یکم ستمبر کو آگے بڑھ جاؤ اور صبح کے ۵ بجے ہی گولہ باری شروع کردو۔

ہماری فوج لڑائی کے لئے اس طرح صف آرا تھی۔ کہ ہماری میمنہ کی جانب سکسنی کے ولیعہد کی فوج تھی اُسکی مقدمۃ الجیش فوج میں ۱۲۔ کورز ڈمی آرمی تھی اُس کے بعد ۴ کورز اور گارڈس تھی اور پیچھے ۴۔ ڈویژن رسالہ سواران تھا اور اُن کی پشت پر شہر ریملی تھا۔ ولیعہد سکسنی کی وہ فوجیں جو دریائے میوز کے بائیں کنارہ پر تھیں وہ دریائے میوز کو موضع ڈونز نے پر عبور کرآئی۔ اس فوج کی بائیں جانب اوّل بویریا کی کورز مقیم تھی اور اُس کے پیچھے دوسری کورز تھی۔ بویریا کی فوج نے اپنا پل دریا پر موضع بیزیلس کے مقابل ڈال لیا تھا۔ ۱۱۔ پرشیا کورز نے اپنا پیپوں کا پل رات ہی رات میں شہر ڈونچری سے ایک ہزار قدم ورے ڈال لیا تھا۔ اُسکے تھوڑی ہی دور بائیں جانب ۵۔ کورز نے ایک اور پل سے دریا کو عبور کرلیا۔ اور اُسی جانب تھوڑے سے فاصلہ پر موضع ڈوم لی منزل کے قریب ورٹمبرگ کی فوج نے دریا کو

عبور کرا - ۷ کورز بطور فوج محفوظ کے انگینی اور لاچینی کے درمیان مقیم تھی - اس فوج کے مقابلہ میں سیکسن فیلی
کرونبرٹ - اور دوسرے کی باقیماندہ فوج اور نئی بارہویں کورز جو جنرل لبرن کے ماتحت تھی یہ سب فرانسیسی
فوجیں تھیں - فرانسیسی فوج کا مرکز قلعہ سیڈان تھا اور بائیں جانب فرانسیسی فوج موضع گیودن تک اور
داہنی طرف موضع میزیریس تک پھیلی ہوئی تھی اور اس فرانسیسی لشکرگاہ کی عقب میں کوہ آرڈینس
کی پہاڑیاں تھیں -

ولیعہد پرشیا شہر چیمیری سے ۴ بجے صبح کے گھبی میں روانہ ہوا - ڈونچری کی سڑک پر شہر چیونیر پر ولیعہد
مذکور گھوڑے پر سوار ہوا - اور شہر ڈونچری کے نزدیک دریائے میوز کی وادی میں ایک پہاڑی پر مقیم ہوا
اُسکے قریب ہی ایک مختصر محل جو بنام شاتو ڈونچری موسوم تھا واقع تھا اس جگہ سے تمام جرمنی فوج نظر
آتی تھی اور چاروں طرف جو لڑائی ہو وہ بھی نظر آسکتی تھی - شہر سیڈان دریائے میوز کی وادی میں ایک
بہت دلفریب جگہ پر آباد ہے اور دریا کے ہردو جانب پہاڑیوں پر قلعہ جات بنے ہوئے ہیں دریا
کے داہنے کنارہ پر پانی کے قریب ایک تھوڑا سا قطعہ چراگاہ کا ہے اور سیڈان کی بائیں جانب تھوڑے
سے فاصلہ پر ایک کشادہ میدان ہے جسکے بیچ شہر ڈونچری واقع ہے - اسکی دائیں جانب دریائے میوز
نے دو چکر کاٹے ہیں اُن کے بیچ میں ایک قطعہ زمین ہے جس پر موضع ایگس آباد ہے اور اس کی
بائیں جانب موضع ویلٹ اور داہنی جانب موضع گلیزری آباد ہے - ایگس اور سیڈان کے بیچ میں موضع
فلونگ ہے اور اس کی داہنی جانب دریا کے داہنے کنارہ پر قصبہ گیودن ہے ڈونچری سے ایک
پل پر ہو کر سیڈان کو سڑک اعظم جاتی ہے اور دونوں شہروں کے بیچ میں سڑک پر موضع فرینوی آباد
ہے موضع بیزیلیس جسکے مقابل بویریا کی فوج پڑی ہوئی تھی وہ سیڈان سے جنوب مغرب کی طرف
ہے اور موضع ڈورے جہاں سے فوج گارڈس نے دریا کو عبور کیا تھا سیڈان سے ذرا دور
داہنی جانب ہے -

صبح کے وقت ایک گہرے کہر نے تمام وادی اور پہاڑیوں کو چھپا رکھا تھا ۶½ بجے جبکہ
بادلوں میں سے آفتاب نکلا اُس وقت بڑا حبس اور گرمی ہو گئی - ولیعہد سیکسنی کی فوج نے ۵ بجے
کے تھوڑی دیر بعد حملہ کرنا شروع کر دیا ۷½ بجے ہماری داہنی جانب سیڈان کے پیچھے سے توپوں
کی متواتر آواز آنے لگی اس سے معلوم ہوا کہ ہماری فوج نے دشمن پر حملہ کر دیا ہے لیکن فرانسیسی

فوج پہاڑیوں پر مضبوط جگہ پر مقیم تھی اور اُن کو اُن کی جگہ سے ہٹانا دشوار تھا جبکہ یہ لڑائی اس جانب ہو رہی تھی ہماری فوج میسرہ نے اپنے تئیں میدانوں کی بلندیوں پر تیار کر لیا تھا اور ۸۔ کورز سیدھی چلی گئی تاکہ دشمن کے پچھلے حصہ فوج پر حملہ کرے۔ لڑائی کے نقشہ کے موافق ہماری داہنی جانب میمنہ سے آپس میں مل جانے کا ان فوجوں کو حکم تھا اور یہ بھی حکم تھا کہ دشمن کو چاروں طرف سے بالکل گھیر لیا جاوے تاکہ وہ کوہ آرڈینس کی جانب پیچھے نہ ہٹ سکے۔ ورٹمبرگ کی فوج اور رسالہ کا چوتھا ڈویژن اس فوج کی مدد کے لئے میدان کی حفاظت کے لئے بھیجا گیا کہ شاید اگر دشمن اِدھر سے پیچھے ہٹے تو یہ فوج اُس کو روک سکے گو یہ بات غالبات سے معلوم نہیں ہوتی تھی چونکہ دشمن کو معلوم تھا کہ اس جانب سے دریائے میوز کا عبور کرنا مشکل ہوگا اور ڈونچری اور سیڈان کے درمیان میں جو ریلوے پل تھا وہ دشمنوں نے خود ہی توڑ ڈالا تھا۔ سوا نو بجے گیارہویں آرمی کورز نے فرانسیسی دستۂ فوج پر یہاں تک حملہ کیا کہ اُس کو فرانسیسی لشکرگاہ کے قریب تک ہٹاتے ہوئے چلی گئی۔ اس وقت توپخانے بڑی سرگرمی کے ساتھ اپنی کارروائی میں مصروف تھے سیکسنی کی فوج جو اسی وقت کے لئے محفوظ رکھی گئی تھی اب وہ آگے بڑھی اور اُس نے حملہ کرنا شروع کر دیا تھوڑی ہی دیر میں فرانسیسی میمنہ فوج نے پیچھے ہٹنا شروع کیا لیکن اُنہوں نے پرشیا کی دو فوجوں کو اپنے پیچھے مقیم پایا۔ اُس مقام پر جہاں کہ پرشیا کی ۱۱ کورز نے پہاڑیوں پر سے اُتر کر دشمن پر حملہ شروع کر دیا تو ۱۰½ بجے کے قریب فرانسیسی فوج نے حملے کے جواب میں فیر کرنا کم کر دئے بعض جگہوں میں اور خاصکر ایگیس اور اُن میدانوں میں جو سیڈان کی جانب جاتے ہیں لڑائی سختی سے ہو رہی تھی۔ چونکہ ہماری جانب سے توپخانہ سے گولہ باری ہو رہی تھی اسلئے فرانسیسیوں نے اپنے سواروں کو توپخانہ پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا۔ فرانسیسی رسالے نے دو دفعہ بہت بہادری سے حملہ کیا لیکن اُن کی پیدل فوج بھاگ نکلی اور بارہ بجے سے پہلے پہلے بہت سی فرانسیسی پلٹنوں نے اپنے تئیں ہمارے سپرد کر دیا۔ ہماری ۵۔ کورز بھی اب ایک دوسرے رستہ سے پہاڑیوں پر چڑھ گئی اور بڑی سخت لڑائی کے بعد فرانسیسیوں کو کوہ آرڈینس کی طرف بھگانے میں کامیاب ہوئی۔ ۲½ بجے یہ خبر معلوم ہوئی کہ فرانسیسی محفوظ توپخانہ جسکو شہنشاہ نے ہماری ۵ کورز کے مقابلہ کے واسطے مقرر کیا تھا اُسکو پیچھے ہٹا دیا گیا ہے اور یہ کہ فرانسیسی پیدل فوج کے صرف چند دستے بھاگ کر سرحد کے پار ہو گئے ہیں۔ اب اسطرح سے فرنچ فوج کا بھاگنا مسدود کر کے ابہم

کو میدان کارزار کی درمیانی فوج سے کام رہ گیا یعنے اُس فوج کو پہاڑیوں سے بھگا دیا جاوے تو صرف یہ قلعۂ سیڈان اُن کے آخری پناہ لینے کی جگہ رہجاتا ہے۔ سوا ایک بجے پرشیا کے توپخانوں نے داہنی اور بائیں طرف سے فرانسیسی فوج پر اس قدر تیزی سے گولہ باری شروع کردی اور دونوں آپسمیں قریب آ گئے معلوم ہوتا تھا اب فرانسیسی فوج بالکل گھر جاوے گی۔ فوج گارڈس بغیر رکے بڑھی چلی جاتی تھی اور یہ فوج ۱۲۔ کورز ڈی آرمی کے کبھی پیچھے اور کبھی برابر برابر فرانسیسی فوج میسرہ پر بڑھی جاتی تھی۔ سوا دس بجے کے قریب فوج گارڈس جھکے آگے اُس کا توپخانہ تھا سیڈان کی بائیں جانب جنگل کی جانب چلی جارہی تھی اُن کے فیروں سے جو دھواں آگے بڑھ بڑھ کے اُٹھتا تھا تو ہم خیال کرتے جاتے تھے کہ وہ فرانسیسی فوج کو پیچھے ہٹا کر کیسی جلدی جلدی زمین پر قبضہ کرتے ہیں فوج گارڈس کی مدد بویریا کی فوج نے اچھی طرح کی۔ فرانسیسیوں کی بڑی تیز مدافعت کے بعد بویریا والوں نے موضع بیزیلیس فتح کرلیا جو جل رہا تھا۔ بعد اس کے سیڈان کے جنوب مغرب میں موضع بلن کو جو اُنہوں نے فتح کرلیا اور وہاں ایک تنگ درہ میں بویریا کی فوج کو بہت تکلیف پہونچی۔ اس جگہ سے اُنہوں نے موضع ولیٹ پر آگ برسانی شروع کی جسکا مینار شعلوں سے فوراً جل گیا۔ چونکہ فرانسیسی توپخانہ کو اب خاموش کردیا گیا تھا۔ اسلئے اب فوج ۱۱۔ اور ۱۲ کورز کی سیڈان کی جانب بڑھنے میں اب کوئی چیز مانع نہیں رہی فرانسیسی فوج نے پسپا ہوکر اب جلد جلد قلعہ میں واپس جانے کا سامان کرلیا تھا۔ لڑائی ابھی تک جاری ہی تھی کہ بہت سارے فرانسیسی قیدیِ جنگ پہاڑیوں پر سے میدان میں لاتے ہوئے دکھائی دینے لگے۔

فوج گارڈس دو بجے سے ذرا پہلے پانچویں کورز فوج کے ساتھ شامل ہوگئی تھی۔ اب جرمنی فوج نے فرانسیسیوں کو بالکل بطور دائرہ کے گھیر لیا۔ فرانسیسیوں کو معلوم ہوا کہ اب ہم زندہ دیوار (فوج) کے بیچ میں گھر گئے ہیں اور سیڈان کے چھوٹے سے قلعہ میں پسپا ہونے کے لئے مجبور کئے گئے ہیں۔

فوج کے چاروں جانب کہیں یہاں کہیں وہاں بہت سے گاؤں جلتے ہوئے نظر آرہے تھے۔ فوجوں کے دستے کہیں کہیں آپسمیں لڑ رہے تھے اور توپوں کا چلنا ابھی تک بند نہیں ہوا تھا تھوڑی دیر کے بعد بالکل خاموشی ہوگئی۔ اور ہم نے اس بات کا انتظار کیا کہ دیکھیں اب فرانسیسی فوج اپنے

اس خطرناک حالت میں کیا کارروائی کرنے کا ارادہ کرتے ہیں۔ اگر وہ برابر مقابلہ پر اور حملہ کی مدافعت پر اڑی رہی تو لاحاصل ہے۔ سیڈان کی قسمت پر اب آخری مُہر لگ چکی ہے۔

۲ بجے کے قریب ولیعہد پرشیا نے ہیڈکوارٹر میں یہ پیغام بھیجا کہ ہماری کامل فتح ہو گئی ہے۔ اور فوراً اس کے بعد معہ ڈیوک آف کوبرگ۔ اور دیگر شہزادگان اور افسران کے شاہ پرشیا سے ملنے کو روانہ ہوا جو اُس دن شہر ڈونچری کی داہنی جانب ایک پہاڑی پر مقیم تھے۔ چونکہ قلعہ سیڈان کے برج پر کوئی سفید جھنڈا نہیں اُڑا گیا۔ اس لئے ۴½ بجے ہم نے فیر کرنا پھر شروع کر دیا۔ بویریا کے توپخانوں نے قلعہ پر گولے برسائے۔ سوا ۵ بجے کے قریب ہمارے ایک گولے سے قلعہ میں آگ لگ گئی۔ ایک بھوسی کے انبار میں آگ لگ گئی تھی اور آناً فاناً میں دھوئیں سے تمام آسمان تاریک ہو گیا۔ اس وقت فرانسیسوں نے عہد و پیمان کی گفتگو شروع کی۔ ولیعہد ابھی تک شاہ پرشیا کے پاس ہی تھے کہ وہاں یہ اطلاع دیگئی کہ شہنشاہ نپولئن بھی سیڈان ہی میں موجود ہیں۔ اب ہم آگاہ ہوئے کہ ہم نے فرانس کی اصلی فوج کو صرف شکست ہی نہیں دی ہے بلکہ بارہ گھنٹے کی لڑائی کے بعد جنگ کے فتحمندانہ نتائج کی ضمانت بھی ہم نے حاصل کر لی ہے یعنے شہنشاہ نپولین کو بھی ہم گرفتار کر لینگے۔

ہماری جانب سے پرشیا کی فوج کے لفٹنٹ کرنل ون بروسارٹ فرانسیسوں سے عہد و پیمان کرنے کے لئے معتمد مقرر کئے گئے۔ اُسیدن شام کے وقت کرنل ون بروسارٹ شاہ پرشیا کے پاس شہنشاہ فرانس کا (جو اب اسیر جنگ ہو گئے تھے) ایک خط لائے وہ خط شہنشاہ فرانس نے خود اپنے ہاتھ سے لکھا تھا اور اس میں صرف یہ چند لفظ تھے "میں اپنی فوج کا سرگروہ ہو کر اب نہیں مر سکتا اسلئے میں اپنی تلوار یور میجسٹی (حضور) کے قدموں پر رکھتا ہوں"

یہ امر واقعی ہے کہ نپولئن اس لڑائی کے غالب نتیجے سے اوّل ہی آگاہ ہو کر موضع الگیس کے قریباً ۴ گھنٹے تک ہماری گولہ باری کا حتے الامکان جواب دیتا رہا اور آگے روانہ ہوا رات کو شہنشاہ سیڈان ہی میں رہے۔ سپردگی کے شرائط کل تک ختم ہو جاوینگے۔

۵ بجے کے قریب رات کو ولیعہد پرشیا اپنے ہیڈکوارٹر میں آ گئے اور ہیڈکوارٹر کے تمام افسران اور فوج نے اپنے اس تیسرے لشکر کے کمانڈر کا خوشی کی وجہ سے مناسب موقعہ تہوار کی طرح خوشی منا کر استقبال کرنا چاہا۔ موضع کے بڑے بڑے بازاروں اور محلوں میں روشنی کی گئی اور سپاہیوں نے

رستہ میں دو رویہ کھڑے ہو کر اپنے ہاتھوں میں موم بتیاں لے کر روشنی کی۔ جبکہ ہز رائل ہائینس ولیعہد قریب پہونچے تو بڑے زور سے نعرہ ہائے خوشی مارے گئے۔ بینڈ باجے نے جرمن نیشنل انتھم (قومی گیت) بجایا اور پھر شکست خوردہ فوج کے لئے ڈیڈ مارچ (ایک قسم کا حسرتناک گیت) گایا۔

جبکہ میدان کارزار سے ہماری فوج واپس آئی تو سپاہیوں نے آج کی لڑائی کے نتیجہ معلوم کرنے کی بڑی خواہش ظاہر کی۔ یہ تو ظاہر ہی تھا کہ آج انہوں نے بڑا مفید کام کیا ہے۔ اور سپاہی ایک ایسی فتح میں شامل ہونے سے جو دنیا کی تواریخ پر اثر ڈالے گی اور ہمارے ملک کی تاریخ میں بھی شاید ہی کوئی لڑائی اس لڑائی کے برابر ہو مغرور معلوم ہوتے تھے۔

۲ ستمبر کو صبح کے دس بجے شاہ پرشیا ڈونچری اور چھیری کے بیچ میں سڑک اعظم پر ولیعہد پرشیا سے ملے۔ ہز میجسٹی (شاہ پرشیا) بگھی میں سے اتر کر جنرل مولٹکی سے ملے جو اسواسطے آیا تھا کہ سپردگی کے بارہ میں جو عہد و پیمان ہو رہے ہیں اُن سے شاہ کو مطلع کرے۔ چونکہ ابھی تک ابتدائی معاہدہ کا کوئی قطعی نتیجہ نہیں نکلا تھا۔ اس لئے جنرل مولٹکی واپس چلا گیا اور اس سے پھر ملنے کے لئے شاہ پرشیا نے وہ پہاڑی مقرر کی جو موضع فری نوئس اور ڈونچری کے درمیان واقع ہے جہاں سے کہ گذشتہ روز ولیعہد پرشیا نے لڑائی کی کمان کی تھی۔ اُسی جگہ بارہ بجے کے بعد سپردگی کی شرائط کا خلاصہ شاہ پرشیا کو پیش کیا گیا اور اُس پر شاہ پرشیا نے دستخط کرکے ولیعہد اور افسران ہیڈکوارٹر کو جو گرد اگرد جمع تھے۔ باآواز بلند پڑھکر سنا دیا۔ شہنشاہ فرانس سیڈان سے صبح کے پانچ بجے ہی روانہ ہو گئے اور قلعہ سے جو سڑک ڈونچری کو جاتی ہے اُس سڑک پر شہنشاہ نے کونٹ بسمارک سے ملاقات کی۔ شہنشاہ نے اب سیدان جانا نہیں چاہا۔ اسلئے سیڈان کی سڑک کی بائیں جانب موضع ویلٹ اور فری نوئس کے درمیان ایک محل موسوم بہ ویلا بلیو یو میں شہنشاہ کو پہنچا دیا گیا۔ شہنشاہ کے ہمراہ ایک بڑا مضبوط دستۂ سواران کا کر دیا گیا تھا اور اب شہنشاہ کی بابت شاہ پرشیا کے حکم کا انتظار تھا۔ اس پُر واقعات جنگ میں یہ ایک بہت مشہور نظارہ تھا جبکہ ایک بجے کے قریب شاہ پرشیا معہ ولیعہد پرشیا اور ڈیوک آف سیکس کوبرگ اور پرنس ولہلم آف ورٹمبرگ اور معہ دیگر شہزادگان اور افسران کے محل بیلابلیو یو کے باغ میں شہنشاہ فرانس سے ملاقات کرنے کے لئے داخل ہوئے شہنشاہ

نپولین نے اس فاتح سیڈان کا محل کے زینہ تک نیچے اتر کر آگے بڑھکر استقبال کیا۔ شہنشاہ نے اپنی فوجی ٹوپی اتار لی اور ادب سے جھک گیا۔ پھر وہ شاہ اور ولیعہد پرشیا کو لے کر محل کے اندر آیا جہاں گُن میں آدھے گھنٹے تک گفتگو رہی۔ بادشاہ پرشیا نے ریاست کیسل کے نزدیک جو محل ولہلمشوہی ہے وہ شہنشاہ فرانس کے رہنے کے لئے شہنشاہ سے کہا اور قیدی شہنشاہ نپولئن سوم نے یہ بات شکر گذاری کیساتھ منظور کی۔ شہنشاہ فرانس نے یہ خواہش ظاہر کی کہ میرے اس حصہ سفر کے راستہ میں جو فرانسیسی علاقہ میں ہو کر گذرتا ہے ایک بڑا مضبوط فوجی دستہ میری اردلی میں ہونا چاہیئے۔ شہنشاہ فرانس نہایت متاثر ہوا جبکہ ملاقات کے اختتام پر شاہ اور ولیعہد پرشیا سے اس نے رخصتانہ اجازت لی۔ شہنشاہ فرانس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے جنکو شہنشاہ نے اپنے جیبی رومال کے پیچھے چھپانے کی کوشش کی۔ شاہ پرشیا نے اپنی وضع سنجیدہ اور بادبہ قایم رکھی۔ ۳ ستمبر کو صبحکے نو بجے شہنشاہ فرانس ڈونچری سے بلجیم کی حدود کی طرف روانہ ہوا۔ ۲۔ بلیک ہزار رسالہ کا ایک اسکوڈرن شہنشاہ کی گاڑی کے آگے آگے تھا۔ شہنشاہ جنکے چہرے پر رنج سے زردی چھاگئی تھی سب سے اگلی گاڑی میں تھے۔ اُن کے ہمراہ اسی گاڑی میں جنرل کاسل نابیٹھا تھا۔ قیدی جنرل اور افسران اور درباریان اور نوکر چاکران سب کی گاڑیاں شہنشاہ کی گاڑی کے پیچھے تھیں۔ شہنشاہی نشانات تمام گاڑیوں پر تھے اور شہنشاہی اصطبل کے گھوڑے جتے ہوئے تھے۔ سب سے پیچھے رسالہ ہزار کا ایک دستہ سواران تھا اور یہ تمام قافلہ بلجیم کے شہر بوئیلن کی جانب روانہ ہوا۔ ایک متعجب گروہ فرانسیسیوں کا یہ روانگی کا تماشا دیکھ رہا تھا مگر اُسنے کسی جوش کا بیرونی اظہار نہیں کیا۔ پرشیا کا جنرل ون بوئن شہنشاہ کے ہمراہ جرمنی تک گیا جس جرمنی فوج نے شہنشاہ کو حدود بلجیم تک پہنچایا وہ فوج زیر کمان کونٹ لی نار تھی۔

مفصلۂ ذیل نقل اُن شرائط کی ہیں جن پر مارشل میکمہن کی فوج نے اپنے تئیں سپرد کر دیا۔

سیڈان۔ ۲ ستمبر۔ جرمنی کے کمانڈرانچیف کو ہزمجسٹی شاہ پرشیا کی طرف سے اور شہنشاہ فرانس کی طرف سے جنرل کمانڈنگ انچیف کو عہد و پیمان کے جو اختیار دئے گئے ہیں اُن دونوں نے مفصلۂ ذیل عہد نامہ منظور کیا ہے۔

شرط اول۔ وہ فرانسیسی فوج جو زیر کمان جنرل ومپفن کے ہے اور جو سیڈان میں درینتیت چاروں جانب سے بے انتہا فوج میں گھر گئی تھی اس فوج کے تمام سپاہیان و افسران

اسیران جنگ ہیں۔

شرط دویم۔ چونکہ یہ فوج نہایت بہادری سے مدافعت حملہ کرتی رہی اسلئے اس فوج کے سب جنرل اور افسران سے یہ رعایت کی جاتی ہے کہ اُن کی عزت کا لحاظ کرکے یہ تحریر لے لی جاوے کہ وہ موجودہ جنگ میں جرمنی کے برخلاف نہ تو ہتھیار اُٹھاوینگے اور نہ موجودہ جنگ کے دوران میں قوم جرمن کے فائدوں کے برخلاف کوئی عمل کرینگے۔ جو افسر کہ اس شرط پر راضی ہیں وہ اپنے ہتھیار اپنے پاس رکھینگے یعنے اُن سے ہتھیار نہیں لئے جاوینگے اور اُن کا ذاتی مال و اسباب بھی وہی رکھینگے۔

شرط سوم۔ اور تمام فوج کے ہتھیار اور فوجی سامان۔ جھنڈے اور علم اور توپیں اور گھوڑے اور سامان جنگ اور گولہ و بارود اور گاڑیاں وغیرہ وغیرہ سیڈان میں جرمنی کے محکمہ کمسریٹ کو فوراً سپرد کردینی چاہئیں۔

شرط چہارم۔ شہر سیڈان جرمنی کے قبضہ میں فوراً دے دیا جاوے۔ اسی حالت موجودہ میں جیسے کہ اب ہے اور ۲ ستمبر کی شام سے پہلے پہلے شاہ پرشیا کا قبضہ اُس پر کر دینا چاہئے۔

شرط پنجم۔ جو افسران کہ شرط دوم پر رضامند نہ ہوں گے وہ اور دیگر تمام فوج فرانس بسبب اسیران جنگ ہونگے۔

یہ تجویزیں ۲ ستمبر سے شروع ہونگی اور ۳ ستمبر تک ختم ہو جاویں گی۔ تمام سپاہی قصبہ ڈیئر کے نزدیک دریائے میوز سے اُتارے جاوینگے اور جرمنی افسران کے سپرد کردئے جاوینگے مگر اسمیں استثنا یہ ہے کہ فوجی ڈاکٹر پیچھے رکھے جاویں گے تاکہ وہ زخمیوں کا علاج کریں۔

شاہ پرشیا نے شہنشاہ فرانس کے اپنے تئیں سپرد کردینے اور شہنشاہ فرانس کی ملاقات کے دلچسپ احوال اور شہر سیڈان کی سپردگی کے احوال سے ملکۂ پرشیا کو مفصلۂ ذیل خط میں اطلاع دی۔

"میں نے گولہ باری کے بند ہونے کا حکم دیا۔ اور لفٹنٹ کرنل ون برونسارٹ کو صلح کا جھنڈا دیکر اس درخواست کے ساتھ فرانسیسی فوج میں بھیجا کہ قلعہ سیڈان اور فوج کو اب ہمارے سپرد کردو۔ ایک بویریا کا افسر اُسکو راستہ میں ملا اور اُس سے کہا کہ تمہارا انتظار قلعہ میں ہو رہا ہے کرنل برونسارٹ

قلعہ میں داخل ہوا اور وہ بے خبر شہنشاہ فرانس کے روبرو لایا گیا۔ شہنشاہ نے ایک خط میرے نام کا اُس کو دیا۔ شہنشاہ نے اُس سے پوچھا کہ تم کیا چاہتے ہو۔ کرنل بروسارٹ نے کہا کہ قلعہ اور فوج کا سپرد کر دینا ہم چاہتے ہیں۔ اس پر شہنشاہ نے جواب دیا کہ اس معاملہ میں جنرل ڈی ویمفن سے کہو جس نے جنرل میکمہن کے زخمی ہونے پر فوج کی کمان لے لی ہے۔ پھر شہنشاہ نے کہا کہ میں اپنے ایڈجوٹنٹ جنرل ریلی کو خط دیکے شام کے پاس تمہارے ہمراہ بھیجوں گا۔ سات بجے ریلی اور بروسارٹ میرے پاس آئے۔ بروسارٹ ذرا پہلے آگیا تھا اور بروسارٹ کی زبانی یہ مجھے تحقیق طور پر معلوم ہوا کہ شہنشاہ فرانس بھی قلعہ سیڈان میں موجود ہے۔ تم خیال کر سکتے ہو اس بیان سے ہم سب اور خاصکر مجھ پر کیسا کچھ اثر ہوا۔ ریلی اپنے گھوڑے سے کودا اور شہنشاہِ فرانس کا خط مجھے یہ کہتے ہوئے دیا کہ مجھکو اس سے زیادہ گفتگو کا حکم نہیں ہے۔ پیشتر اس کے کہ میں نے خط کھولا میں نے اُس سے یہ کہا کہ اوّل شرط یہ ہے کہ فوج فرانسیسی اپنے ہتھیار رکھدے۔ خط اس طرح سے شروع ہوا تھا کہ میں اپنی فوج کا افسر ہو کر اب نہیں مر سکتا۔ اسلئے میں یورمیجسٹی کے قدموں پر اپنی تلوار رکھتا ہوں اور باقی سب آپ کو اختیار ہے۔ میں نے اس خط کا یہ جواب دیا کہ ہماری تمہاری ملاقات کے اس طرح ہونے پر مجھے بڑا رنج ہے اور آپ اپنی جانب سے کسی کو مختار کر کے بھیجیں تا کہ اُس سے سپردگی کے شرائط طے کئے جاویں۔ جبکہ میں نے جنرل ریلی کو خط کا جواب لکھ کے دے دیا تو چونکہ جنرل ریلی سے اور مجھسے پرانی شناسائی ہے میں نے اُس سے دو چار باتیں کیں۔ اور اسطرح سے یہ کام ختم ہوا۔ میں نے مولٹکی کو عہد و پیمان کرنے کے اختیارات دے دئے ہیں اور بسمارک کو ہدایت کر دی ہے کہ وہ بھی اُس کے ہمراہ رہے اور اگر کوئی پولیٹکل سوال اُٹھے تو اُس کا جواب دے۔ چونکہ ۲ ستمبر کی صبح تک مولٹکی کے پاس سے عہد و پیمان کے بارہ میں کوئی خبر نہیں آئی اور یہ عہد و پیمان سپردگی کے ڈونچری میں ہو رہے تھے۔ اسلئے مطابق قرار داد کے میں میدان کارزار میں گیا اور آٹھ بجے مولٹکی سے میری ملاقات ہوئی جو شرائط سپردگی پر میری منظوری لینے آ رہا تھا۔ اُس نے مجھے اطلاع دی کہ شہنشاہِ فرانس ۵ بجے صبح کے سیڈان سے چلے گئے ہیں اور ڈونچری میں آئے ہیں چونکہ وہ مجھ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارے قریب ہی ایک باغ اور محل تھا اور میں نے وہ جگہ ملاقات کیلئے پسند کری۔ سیڈان کے آگے جو پہاڑی ہے میں دس بجے وہاں پہونچا۔ مولٹکی اور بسمارک ۱۲ بجے میرے پاس

شرائط عہد و پیمان پر دستخط کراکے لے آئے۔ ایک بجے میں مع ولیعہد اور دیگر افسران اور سواران کے بعد اللہ ہوا اور محل کے سامنے میں گھوڑے سے اُتر پڑا جہاں شہنشاہ فرانس میرے استقبال کو آئے اور مجھ سے ملاقات کی۔ ہماری ملاقات پاؤ گھنٹہ تک رہی۔ ہم دونوں اس حالت میں ایک دوسرے کو دیکھ کر بہت متاثر ہوئے ہیں۔ ابھی تین برس ہوئے جب نپولین کو اس کے پورے عروج پر دیکھا تھا۔ اور اس موقع پر دیکھ کر جو کچھ مجھے عبرت ہوئی میں اس کا بیان نہیں کر سکتا۔ بعد اس ملاقات کے ۱/۲ ۴ بجے سے ۱/۲ ۷ بجے تک میں تمام فوج میں گھوڑے پر سوار پھرتا رہا جو سیڈان کے سامنے پڑی ہوئی تھی۔ میری فوج نے جس طرح سے میرا استقبال کیا اور جس طرح فوج گارڈس سے میں ملا جو فرانسیسی فوج سے کٹ کر اب دسواں حصہ رہ گئی ہے یہ سب ایسی باتیں ہیں کہ میں آج بیان نہیں کر سکتا۔ فوج میں اسقدر محبت اور عقیدت دیکھ کر میں بہت متاثر ہوا۔ اب زیادہ خدا حافظ میرے دل میں اس خط کے اخیر میں بہت جوش ہے اور دل متاثر ہو رہا ہے۔ اور مجھے جوش رقت ہو رہا ہے۔

راقم۔ ولہلم۔

جبکہ جرمن لشکر گاہ میں یہ بات معلوم ہو گئی کہ شہنشاہ نے اپنے تئیں سپرد کر دیا تو کونٹ بسمارک کے لئے بڑی خوشی کے نعرے لگائے گئے۔ کونٹ بسمارک کو جب فوج نے مبارکباد دی تو بسمارک نے اسکا حسب ذیل جواب دیا:۔

جنٹلمین!

اس جنگ میں جو فتحیابی ہوئی ہے۔ اس میں میری کوئی کارروائی نہیں ہے۔ ہاں تم شاہ اور ون مولٹکی کو مبارکباد دو۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔ لیکن ایک لمحہ کے لئے آپ توقف کریں۔ میں نے صرف ایک کام کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ میری کوششوں سے کل جنوبی ریاستہائے جرمنی نے ہماری فوج کی اپنی کل فوج سے مدد کی ہے۔ اور یہ انہیں کی مدد اور بویریا اور ورٹمبرگ کی فوجوں کی مدد سے ہوا ہے کہ ہم نے آج فتح پائی ہے۔

سیڈان کے اس واقعہ کے متعلق ایک غمناک اور دل توڑنے والا حادثہ موضع بیزیلس میں ہوا جسکا ذکر ایک عینی شاہد حسب ذیل بیان کرتا ہے:۔

جو لڑائی کہ اس قصبہ کے باہر ہوئی اس میں فرانسیسی بہت بہادری سے لڑے۔ اور وہ مشکل پسپا ہوئے

ہو کر چلے جاتے مگر وہ اس قصبہ کی گلیوں میں بھگا دئے گئے۔ اور اس موقع پر طریقہ جنگ زمانہ حال کا ایک بڑا افسوسناک حادثہ واقع ہوا۔ فرانسیسی فوجیں پسپا ہوتے ہی گھروں میں گھس گئیں اور کھڑکیوں میں سے فوج جرمنی پر فیر کرنا شروع کیا۔ فرانسیسی فوج یہاں بڑی بہادری سے لڑی اور اپنے تئیں سپرد کرنا نہیں چاہتی تھی اور فوج جرمنی بھی استقلال سے حملے کئے جاتی تھی۔ اور شہر میں کوئی ایک سو جگہ کے قریب آگ لگ رہی تھی۔ اور عورتوں اور بچوں اور بوڑھے آدمیوں کو جلتے گھروں میں سے کوئی نہیں نکالتا تھا۔ اور برابر لڑے جاتے تھے۔ افسوس اس تہذیب کے زمانہ میں ایسی بیہودگی۔ اس قصبہ کی آبادی قریب تین ہزار کے ہے۔ اور یہ قصبہ ہی ہے مگر بہت سی باتیں اسمیں شہر کی سی ہیں۔ بہت سے آدمی رات کو تہخانوں میں مکانوں کے جلکر گر جانے سے سوتے تھے۔ اور دھوئیں سے دم گھٹ کر وہ سب مر گئے۔ خاص قصبہ میں زخمیوں اور ڈاکٹروں پر جبکہ وہ زخمیوں کا علاج کر رہے تھے گولیاں چلا کر ان کو مار ڈالا گیا۔ اس سے زیادہ اور کیا ظلم کی بات ہو سکتی ہے۔

فصل پنجم

پیرس کی حالت۔ اعلان سلطنت جمہوری۔ اور اسٹراسبرگ اور ٹول کا محاصرہ۔

شہنشاہ نپولین سوم نے اپنے تئیں شاہ پرشیا کو ۲۔ ستمبر ۱۸۷۰ء کو سپرد کیا اور دوسرے دن شاہ پرشیا نے اس واقعہ سے ملکۂ پرشیا کو بذریعہ تار اطلاع دی اور شکست یافتہ شہنشاہ کی رہائش کے لئے جو مقام مقرر کیا تھا اس سے بھی ملکۂ پرشیا کو آگاہی دی۔

سیڈان میں فرانسیسی فوج پر جو مصیبت پڑی تھی اور شہنشاہ فرانس نے اپنے تئیں سپرد کر دیا اس خبر کے سنتے ہی شہر پیرس میں بڑی دہشت چھا گئی۔ ۴۔ ستمبر کی رات کے ایک بجے جنرل ڈی پالیکاؤ وزیر اعظم فرانس پارلیمنٹ فرانس میں گیا اور ممبران کو اطلاع دی کہ مارشل میکمہن کی فوج سیڈان میں واپس بھاگ آئی ہے اور باقی فوج نے اپنے تئیں دشمنوں کو سپرد کر دیا اور شہنشاہ بھی اسیر جنگ ہو گئے ہیں۔ پھر اس نے یہ کہا کہ اس خبر کے سننے سے اس واقعہ کے نتائج پر بحث کرنے کے لئے ہاؤس (پارلیمنٹ) ابھی تیار نہیں ہے۔ کیونکہ ابھی تک جلسہ وزرا میں اس بات پر گفتگو نہیں ہوئی ہے اور اس لئے میری رائے میں کل آئندہ تک بحث کو ملتوی

کر دیا جاوے۔

ایم جولیس فاور نے ایک تحریک پیش کی کہ شہنشاہ اور اُس کے خاندان کے تمام حقوق دربارہ حکومت فرانس کے ضبط کرلئے جاویں اور ایک پارلیمنٹری کمیٹی کو مقرر کرکے اُسکو اختیار حکومت دیدئے جاویں اور اُس کا یہ بھی فرض ہو کہ دشمن کو فرانسیسی علاقہ سے باہر نکالدے۔ اور جنرل ٹروچو کو گورنر پیرس کے عہدہ پر مستقل کر دیا جاوے۔

ایم جولیس فاور کی تجویز کو سب ممبروں نے نہایت خاموشی سے سُنا اور کچھ جواب نہ دیا۔ تمام مجلس میں سناٹا رہا۔ چیمبر نے وہیں اجلاس کرنے کی تجویز کی اور یہ جلسہ برخاست ہوا۔

چند اخبارات میں یہ بات مشتہر ہوئی کہ پرنس امپیریل مُلک بلجیم کو بھاگ گیا ہے۔ ۴۔ ستمبر کے اخبار جرنل آفیشل میں مفصلۂ ذیل اعلان جلسۂ وزرار کی جانب سے شایع ہوا۔

"اُے فرنچ قوم"

"مُلک پر بڑی مصیبت پڑی ہوئی ہے۔ تین دن کی بہادرانہ لڑائی کے بعد مارشل میکمہن کی فوج میں سے چالیس ہزار فوج اسیر جنگ ہو گئی ہے۔ مارشل کی فوج کے مقابلہ میں پرشیا کی تین لاکھ فوج تھی۔ جنرل ومپفن نے۔ جس نے کہ مارشل میکمہن کے زخمی شدید ہو جانے کے باعث فوج کی کمان لی تھی سپردگی پر دستخط کر دئے ہیں"

"اس سپردگی سے ہم بے ہمت نہیں ہوئے ہیں۔ پیرس کو اب محاصرہ میں سمجھنا چاہئے ملک میں فوجیں بھرتی کی جارہی ہیں۔ تھوڑے عرصہ میں ایک نئی فوج پیرس میں داخل ہوگی اور ایک اور نئی فوج دریائے لوائر کے کنارے بھرتی کی جارہی ہے۔ تمہاری حب الوطنی۔ تمہارا اتفاق۔ اور تمہاری قوت وہمت ہی سے فرانس محفوظ رہے گا"

"شہنشاہ اس لڑائی میں اسیر جنگ ہوگئے ہیں۔ تمام حکام کے ہمراہ ملکر گورنمنٹ کارروائی کریگی اور وقت کی مناسب تدبیریں کیجاویگی"

۴۔ ستمبر کو اتوار کی شام کو مجلس واضعان قانون جمع ہوئے اور جنرل ڈی پالیکاؤ نے "ایک بل پیش کیا جسکا منشا یہ تھا کہ ایک کونسل آف گورنمنٹ مقرر کیجاوے اور نیشنل ڈیفنس (قومی حفاظت) مقرر کی جاوے جمیں پانچ ممبر مقرر ہوں جس کو لیجیلیٹو باڈی (مجلس واضعان قانون) منتخب کریں"

اور ممبران کونسل کی منظوری سے وزرا مقرر ہوا کریں اور جنرل پالیکاؤ کونسل کے لفٹننٹ جنرل مقرر رہیں "

ایم تھیبرز نے ایک تحریک پیش کی جس پر راسمت اور جیپ کے مرکزوں (ضلع) کے ۴۵ ممبروں کے دستخط تھے۔ اُس نے کہا کہ باہم قومی اتفاق ہونے کے لئے یہ پیش کی جاتی ہے۔ اُس تحریک کے الفاظ حسب ذیل ہیں:-

"موجودہ حالت کی وجہ سے چیمبر ایک گورنمنٹ اور نیشنل ڈیفنس کے کمیشن مقرر کرتی ہے"

جنرل پالیکاؤ نے یہ تجویز پیش کی کہ جونہی کہ موجودہ مصیبت سے ملک آزاد ہو تو عوام سے بھی مشورہ لیا جاوے۔

چیمبر نے اس تمام تجویزوں کو بڑا ضروری خیال کیا اور ان تجویزوں کو منظور کر کے مجلس وزرا کو لکھا کہ ایک کمیشن مقرر کی جاوے۔ اسکے بعد جلسہ ملتوی ہوا۔

مجلس کے ملتوی ہونے پر محکمہ لیجسلیٹو باڈی کے سیڑھیوں پر عوام کا ایک بڑا مجمع ہوا اور سلطنت کے زوال اور جمہوری حکومت کے قیام کی خوشی میں بڑے زور شور سے نعرہ ہائے خوشی لگائے کہ خدا سلطنت جمہوری کو تا ابد قایم رکھے۔ محلہ پالنٹ کنکارڈ میں جو لوگ تھے یہ نعرے سنکے اُنہوں نے بھی خوب خوشی کے نعرے لگائے نیشنل گارڈ فوج اور دیگر تمام فوج نے عوام الناس سے بھائی چارہ کر لیا نیشنل گارڈ کی مسلح اور غیر مسلح جماعت جسکی ایک بڑی تعداد تھی باوجود دربانوں کے سخت روک ٹوک کی عدالت کے احاطہ میں گھس گئی اور احاطہ میں تل رکھنے کو جگہ باقی نہ تھی اس قدر انبوہ کثیر آدمیوں کا تھا۔ (نیشنل گارڈ عوام الناس تھے جو آپ قومی حفاظت کے لئے بغیر تنخواہ بطور والینٹر کے اپنے ملک کے بچاؤ کے لئے فوجی خدمات کے لئے تیار ہوتے ہیں) نیشنل گارڈ جو پل پر مقیم تھے وہ بھی چلاتے ہوئے چیمبر کیطرف دوڑے اور اُن کے عقب عوام الناس کے گروہ در گروہ چلے آتے تھے۔ نہایت ہی وحشیانہ جوش تھا۔ اور سب کی آواز یکساں تھی جبکہ وہ خوشی میں غل مچا کے کہتے تھے کہ خدا جمہوری سلطنت کو تا ابد قایم رکھے۔ شہنشاہ کا کوئی نام نہ لیتا تھا۔ جمہوری کی تعریف میں مارسلیز (ایک قسم کا مداحی گیت) گایا گیا۔ اور جمہوری سلطنت مقرر ہونے کی خوشی میں لوگ خوشی میں آپس میں معانقہ کرتے اور بغلگیر ہوتے تھے۔ کسی قسم کی بد انتظامی یا بلوہ اور فساد نہیں ہوا۔

عوام کے ہاتھوں میں تین رنگ کے بہت سے جھنڈے بھی تھے۔

نیشنل گارڈ کے سپاہی ہر جانب سے محل لا لکسمبرگ کی جانب آرہے تھے۔

تین بجے کے بعد نیشنل گارڈ کی ایک بڑی جماعت اور ساکنان شہر پیرس چیمبر کے بالاخانوں میں داخل ہوئے اور جبکہ پریزیڈنٹ بعد ختم جلسہ اُٹھ گیا تب یہ سب لوگ کمرہ میں آ گئے۔ اضلاع چیپ کے ڈپٹی ہوٹل ڈی ولی میں اپنی جائے قیام پر گئے۔ ایم پگارڈ اور ایم گمبیٹا کو عوام الناس مارے خوشی کے اپنے کندھوں پر چڑھا کے لے گئے۔

ایم راچفورٹ ہوٹل ڈی ولی میں موجود تھا جو کہ اب عوام الناس سے بھر گئی تھی اور کھڑکیوں میں سے ٹکٹ پھینک رہا تھا تاکہ عوام اُنپر ووٹ (رائے) دیں۔ اس مجمع نے شہنشاہی علامات ہر جگہ سے توڑ ڈالے اور سپاہیوں نے پارک کی کھڑکیوں میں سے عوام سے بھائی چارہ کا عہد کیا۔ ٹوئیلریز (شہنشاہی محل) کا دریا کی جانب کا دروازہ توڑ ڈالا۔ ۴ ستمبر کو شہنشاہ کی معزولی اور خاندان بوناپارٹ کی حکومت کا اختتام مشتہر کیا گیا اور یہ سب کارروائی (محل) لیجسلیٹو پیلس کی سیڑھیوں پر سے مشتہر کی گئی۔

۵۔ ستمبر کو اخبار "جرنل آف ڈی فرنچ ریپبلک" میں مفصلہ ذیل اعلان شایع ہوا۔

اے فرانسیسی قوم!

عوام الناس نے چیمبر کو اب موقوف کر دیا ہے جو اس خطرہ کی حالت میں ملک کے بچانے میں تساہل کرتی ہے۔ اور جمہوری سلطنت کی ضرورت ہے ۱۷۹۲ء کی بغاوت بھی تقرر سلطنت جمہور سے فرو ہوئی تھی۔ اسلئے اب سلطنت جمہوری کا اعلان کیا جاتا ہے۔ یہ گردش سلطنت احقاق حق اور حفاظت عامہ کے لئے کیجاتی ہے۔

اے ساکنین شہر تمہاری حفاظت میں یہ شہر پیرس ہے اسکی حفاظت کرو کل تم فوج کے ہمراہ ہوگے تاکہ اپنے ملک کے دشمنوں سے بدلہ لو۔

نئے وزراء اس طور سے مقرر کئے گئے۔ جنرل ٹروچو۔ معہ کامل فوجی اختیارات اور نیشنل ڈیفنس کے پریزیڈنٹ آف گورنمنٹ مقرر کئے گئے۔ ایم جولیس فاور۔ وزیر صیغۂ خارجیہ مقرر ہوا۔ ایم گمبیٹا وزیر داخلیہ جنرل ڈی فلو وزیر جنگ۔ ایم فورچن وزیر بحریہ۔ ایم کریمو وزیر عدالت عامہ۔ ایم پگارڈ وزیر مال۔ ایم جولیس سیمون وزیر تعلیم عامہ اور مذہب۔ ایم میجن وزیر زراعت۔ اور ایم ڈوریان وزیر تعمیرات

مقرر ہوا۔

وزراء کے حکم سے مجلس اضعان قانون موقوف کی گئی جو ۲ ستمبر کو پھر مقرر ہو گی اور مجلس سینٹ اور کونسل آف اسٹیٹ کی پریزیڈنٹی بالکل موقوف کر دیگئی۔

ہتھیاروں کی ساخت اور فروخت کیلئے بالکل آزادانہ طور سے اجازت دے دیگئی۔

ایم اٹین اریگو شہر پیرس کا میئر (حاکم) نامزد ہوا اور ایم فلوسکے اور ایم بریسو اُسکے مشیر مقرر ہوئے۔ تمام پولٹیکل اور دیگر جرائم جو ہو چکے تھے اُن کے مرتکبوں کو معافی دیدی گئی۔

سلطنت جمہوری کا تقرر شہر لوین۔ بورڈو اور دوسرے بڑے بڑے شہروں اور قصبوں میں مشتہر کیا گیا۔ فرانسیسی اخباروں سے معلوم ہوا کہ ۴ ستمبر کو شہنشاہ بیگم پیرس سے روانہ ہو گئیں اور اسی دن شام کو ملک بلجیم میں پہونچ گئیں۔

۵ ستمبر کے اخبار ٹائمس میں یہ خبر چھپی کہ ہر دو ولیعہد پرشیا اور سیکسنی معہ ایک بڑی فوج کے پیرس کی جانب بڑھے جا رہے ہیں۔ شاہ پرشیا اور کونٹ بسمارک بھی فوج کے ہمراہ ہیں۔ ۵ ستمبر کے ایک تار سے واضح ہوا کہ پرشیا کی فوج نے شہر مونٹ میڈی پر ۴ ستمبر کو گولہ باری کی لیکن فرانسیسیوں نے بہادرانہ طور سے مدافعت کی۔ شہر کا ایک حصہ گولہ باری کر کے تباہ کر دیا گیا۔

۶ ستمبر کو پرنس امپیریل شہر ڈوور (ملک انگلینڈ) میں پہونچ گیا اور لارڈ وارڈن ہوٹل میں ٹھیرا۔ ڈیوک ڈی گریمونٹ جو پیشتر ہی انگلینڈ میں آ گیا تھا اُس کی ملاقات کے لئے ڈوور گیا۔ یہ پرنس کچھ عرصہ ڈوور میں رہکر معہ اپنے نوکر چاکروں کے شہر ہیسٹنگز کو چلا گیا۔

۶ ستمبر کو وکٹر ہیوگو (اس کا زمانہ شہنشاہی میں پولٹیکل جرم میں فرانس سے اخراج ہو گیا تھا) بھی پیرس میں داخل ہوا۔ جب کہ وہ ریلوے اسٹیشن پر اُترا۔ عوام نے اُس کا بڑی گرمجوشی سے استقبال کیا۔ عوام کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اُس نے کہا کہ میں فرانس میں جمہوریت کے تقرر ہوتے ہی اِسی لئے آیا ہوں تاکہ پیرس کو جو تہذیب کا دارالخلافہ ہے دشمن سے بچاؤں اور وحشیانہ حملہ جو اُس پر کیا جاوے اُس کو ہم سب ملکے روکیں۔ پیرس جب فتح پاویگا کہ کل لوگ آپس میں اتفاق کر لیں اور تمام کینہ و حسد دل سے دور کریں۔ آپس میں بھائی چارہ کرنے سے آزادی محفوظ رہے گی۔ جس دن وکٹر ہیوگو فرانس میں آیا اُسی دن ایم لوئی بلانک جو اخراج شدہ تھا بھی پیرس

ہیں آگیا تھا۔

۷۔ستمبر کو جنرل ٹروچو نے ایک اعلان شایع کیا جس کا مضمون یہ تھا کہ۔دشمن پیرس کی طرف بڑھا آرہا ہے۔پیرس کی حفاظت سے تو اطمینان ہے۔قرب وجوار کے اضلاع میں بچاؤ کے لئے تیاریاں کرنے کے احکام جاری کردئے گئے ہیں۔گورنمنٹ کو تمام لوگوں کی حب الوطنی اور بہادری پر اعتبار ہے۔

۷۔ستمبر کو ایم جولس فاور۔فرانسیسی سفیر صیغۂ خارجیہ نے تمام ممالک کے فرانسیسی سفیروں کے نام ایک سرکلر بھیجا کہ ہم نے امن کی حکمت عملی پر کارروائی جاری رکھی ہے اور شاہ پرشیا نے اپنی طرف سے یہ ظاہر کیا تھا کہ وہ فرانس سے لڑائی نہیں کرتے بلکہ خاندان نیپولین سے لڑائی کرتے ہیں۔ تو اب وہ خاندان شہنشاہ کا معزول کردیا گیا ہے اور فرانس آزاد ہوگیا ہے۔اگر شاہ پرشیا اس ناپاک جنگ کو اب بھی جاری رکھنا چاہتے ہیں تو وہ تمام دنیا کے روبرو اسکے ذمہ وار ہیں۔اگر انہوں نے یہی رائے قایم کرلی ہے تو ہم بھی جنگ کو قبول کرتے ہیں۔ہم اپنے ملک کی ایک انچہ زمین اور اپنے قلعوں کا ایک پتھر بھی ان کو نہیں دینگے۔اگر ہم ایسے صلح کرلیں جو بے عزتی کی صلح ہو اس صلح سے تو برباد ہوجانا بہتر ہے۔ہمارا سب سے بڑھکر یہ منشاء ہے کہ ایک پائدار صلح ہوجاوے۔جو کچھ ہمارے اغراض اور فوائد ہیں سب موافق یورپ کے اغراض کے ہیں۔علاوہ اسکے ہمارے پاس مضبوط فوج ہے اور فوج کے علاوہ تین لاکھ آدمی بطور والنٹیر لڑنے کیلئے موجود ہیں جو اخیر وقت تک لڑنے کے لئے تیار ہیں۔پیرس میں اوّل تو لڑنے کے لئے قلعے ہیں اور قلعوں کے بعد فصیلیں اور برج ہیں ان کے بعد وہ مضبوط دمدمے ہیں جو دشمن کی روک کے لئے بنائے گئے ہیں جو تین ماہ تک کارآمد ہوسکتے ہیں اگر بہ تقدیر پیرس بھی دشمنوں کے ہاتھ میں چلا جاوے تو پھر تمام ملک بدلہ لینے کو تیار ہوجاوے گا۔ہم نے تمام باشندگان فرانس اور ساکنان پیرس کی مرضی سے حکومت اپنے ہاتھ میں لی ہے اور اب ہم صلح چاہتے ہیں۔لیکن اگر یہ بربادی کرنے والی جنگ ہی ہمارے مقابلہ میں جاری رکھی جاوے گی تو ہم اخیر دم تک اپنا فرض انجام دینے کے لئے تیار ہیں اور ہم کو کامل یقین ہے کہ سچائی اور انصاف ہی آخر میں فتح پاویں گے۔

۸۔ستمبر کو شہنشاہ بیگم یوجین انگلستان پہنچ گئیں اور فوراً شہر ہیسٹنگز کو روانہ ہوگئیں تاکہ شہزادہ امپیریل

اپنے بیٹے کے ساتھ رہیں۔

اخبار ڈیلی نیوز کے خاص نامہ نگار نے ۸ ستمبر کو شہر کارلسروسے مفصلۂ ذیل احوال تحریر کیا:-

اس وقت اس فوج جرمنی کی تعداد جو شہر اسٹراسبرگ کے سامنے زیر کمان جنرل ورڈر ہے ستر ہزار (۷۰۰۰۰) ہے یہ ظاہر ہے کہ اس قدر مضبوط فوج اسٹراسبرگ کے محاصرے کو صرف ایک کامیاب نتیجہ پر لانے ہی کے لئے کافی نہیں ہے بلکہ اگر کوئی اور فوج اسٹراسبرگ کے چھڑانے کے لئے بھی آوے تو اس کی مدافعت کیلئے بھی کافی ہے اسٹراسبرگ کی کمزوری بہ سبب اسکے جائے وقوع کی ہے۔ اگرچہ وہ برلبِ نام دریائے رائن پر آباد ہے لیکن درحقیقت دریا سے تین میل کے فاصلہ پر بستا ہے۔ دریا اور قلعجات کے درمیان ایک میدان وسیع پڑا ہوا ہے جو محاصرین کے توپخانہ کے دمدمے بنانے کے لئے کافی جگہ ہے۔ زمین وہاں ایسی ہے جو کہ محاصرین کو بہت فائدہ دے سکتی ہے۔ شہر اسٹراسبرگ بھی ایک کھلے میدان میں آباد ہے میں نے خود دیکھا ہے کہ جرمنی کی جتھیں فرانسیسی توپخانہ کی عین زد میں جارہی تھیں لیکن بوجہ زمین کی ہمواری کے وہ بالکل پناہ میں تھیں اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ محاصرین یہاں کسی قدر فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ محاصرین کے لئے ایک اور یہ فائدہ ہے کہ شہر منڈویس ہم سے اسٹراسبرگ کو جو سڑک جاتی ہے اس کی داہنی جانب جو پہاڑیاں ہیں اُسپر سے شہر کا اندرونی حصہ محاصرین کی عین زد میں ہے۔ یہاں سے شہر کی اندرونی فوج کی ہر ایک حرکت معلوم ہو سکتی ہے اگر کوئی نیا دمدمہ بناتے ہیں یا پرانے کام کی مرمت کرلیتے ہیں تو ان کا کام روکنے کے لئے فوراً تدابیر اختیار کئے جاتے ہیں۔ جو نگہبان سپاہی کے اس بلند زمین پر اندرونی شہر کے حالات دیکھنے کے لئے متعین ہیں وہ اشاروں کے ذریعہ سے سب احوال جرمنی فوج سے کہدیتے ہیں جو دمدموں اور خندقوں میں مقیم ہے رات کے وقت تو بیشک محصورین اور محاصرین کی ایک سی حالت ہو جاتی ہے کیونکہ محاصرین بہ سبب تاریکی کے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ فرانسیسی فوج نے بہت دفعہ قلعہ سے نکلکر دشمن کا مقابلہ کیا اور اس کو حیران کیا اور اس کے توپخانہ کو نقصان پہونچایا۔ اگر محاصرین کی بہت بڑی تعداد نہ ہوتی تو بیشک فرانسیسی فوج کامیاب ہو جاتی۔ اس قلعہ سے نکلکر حملہ کرنے کا سوائے چند سپاہیوں کے خون بہانے کے اور کوئی فائدہ اس سے نہیں ہے کہ آپسمیں دشمنی بڑہتی جارہی ہے۔

جنرل اُہرچ کمانڈر فوج اسٹراسبرگ نے ۹ ستمبر کو یہ تار بھیجا کہ اب حالت بہت خراب ہو گئی ہے۔ میرا ارادہ

آخر وقت تک لڑنے کلیے جو وقت کہ اب بہت دور نہیں ہے۔ آج صبح فوج نے قلعہ سے نکلکر خوب بہادری سے مقابلہ کیا اور اسمیں بہت سے آدمی کام آئے مگر کوئی مفید نتیجہ نہیں نکلا۔ توپخانوں کے فیروں سے کان بہرے ہوئے جارہے ہیں۔ تیسرا دمدمہ جرمنی کی فوج نے ۱۱ ستمبر کی رات کو قلعہ سے دو سو گز کے فاصلہ پر بنا لیا ہے۔

۱۰ ستمبر کو شہر ٹول پر پھر گولہ باری شروع کی گئی اور نو گھنٹے تک جاری رہی شہر کا بہت نقصان ہوا اور فوج قلعگیر نے بہت دلیری سے مقابلہ کیا لیکن پرشیا کی فوج اور توپخانہ اپنی جگہ پر مقیم رہا۔ پیچھے نہیں ہٹا۔ محاصرہ کے لئے اب بڑی بھاری توپیں لائی گئیں ہیں اور ٹول کے قلعہ کو سمجھ لینا چاہئے کہ گویا اُس کی قسمت کا فیصلہ ہو چکا ہے شہر لاؤن کی سپردگی کے بعد جب فوج شہر میں داخل ہوئی تو اُس نے فصیل کو بارود سے اُڑا دیا پچاس آدمی جرمنی کی فوج کے قتل ہوئے۔ اور تین سو آدمی فرانسیسی فوج کے مارے گئے اور بہت سے زخمی ہوئے ڈیوک ولیم آف میکلنبرگ شویرن (جرمنی) بھی زخمی ہوا۔

فصل ششم

شہر مٹز کا محاصرہ پرشیا اور فرانس کے سرکاری کاغذات شہر ٹول کی سپردگی

۱۸۔ اگست کی اُس خونریز لڑائی کے بعد جس سے فرانسیسی فوج کی اس قدر بربادی ہوئی جنرل بے زین نے ایک لاکھ فرانسیسی فوج کے ساتھ مٹز کے مشہور مضبوط قلعہ میں پناہ لی پرنس فریڈرک چارلس نے جسکے ساتھ ایک لاکھ تیس ہزار جرمنی کی فوج تھی مٹز کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔

جب کہ دشمن کی فوج نے مٹز کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا تو مارشل بے زین نے اپنی فوج کو حسب ذیل ایڈریس دیا۔

"اوّل کام جو اب ہم سب کو کرنا چاہئے وہ یہ ہے کہ دشمن کو برابر حیران کرتے رہیں۔ اور یہ بات اس طرح ہو سکتی ہے کہ چھوٹے چھوٹے فوجی کالم دشمن پر حملہ کرنے نکلا کریں۔ اس صورت میں ان کو فوجی کالم کو شکست کبھی نہیں ہونے کی کیونکہ حملہ کرکے جب وہ دیکھیں کہ دشمن قابو پاتا معلوم ہوتا ہے تو وہ فوراً قلعہ میں چلے

آیا کریں جو اُن کے لئے مضبوط جائے پناہ ہے اس طرح سے حملہ کرتے رہنے میں دشمن کی فوج کی تعداد اور جائے قیام سب اچھی طرح معلوم ہوتا رہے گا اور موقع پڑ جاوے تو سامان رسد خوراک وغیرہ اور نیز دشمن کی توپیں بھی ہاتھ آسکتی ہیں۔ اور اس طرح سے ہماری فوج میں چستی اور چالاکی رہے گی اور قواعد جنگ کی مشق بھی ہوتی رہے گی یہ نتیجے جب حاصل ہوسکتے ہیں کہ ہمارے سپاہی رات کی روانگی میں مشق بہم پہنچائیں اور اس میں بھی مہارت بہم پہنچائیں کہ اسباب کے لئے زیادہ باربرداری کی ضرورت نہ ہو۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ ہر سپاہی اپنے ساتھ ایک بڑی تعداد کارتوسوں کی رکھا کرے اور ایک یا دو بسکٹ جیب میں ڈال لیا کرے۔ اس سے زیادہ تیاری فضول ہے کیونکہ اُس کو اپنی جائے قیام سے بہت عرصہ الگ رہنا نہیں پڑا کرے گا ان تمام باتوں کے حاصل ہونے کے لئے ہم ایک کتاب کی جسکا نام "آرمی ان دی فیلڈ" ہے اور جس کو جنرل ہیگوڈ نے تصنیف کیا ہے۔ سفارش کرتے ہیں کہ تمام سپاہی وہ کتاب جو علم جنگ کی ہے دیکھا کریں۔ ان سب باتوں کے علاوہ ایک یہ بات ہے کہ وقت بڑی دولت ہے۔ اس کی قدر کرنا چاہئے۔"

چند روز تک تو فرانسیسی فوج محصور بالکل خاموش رہی۔ جرمنی فوج جو اُن کو گھیرے ہوئے تھی اُس سے لڑ کر نکل جانے کا کوئی ارادہ نہیں کیا گیا۔ لیکن ۳۱ اگست کو فرانسیسی فوج نے یہ ارادہ کیا کہ اب آج جرمنی فوج پر حملہ کرکے اور اُن کو چیر کر شمال کی جانب شہر تھیون ویل کی طرف چلی جاوے۔ یہ ارادہ غالباً میکمہن سے صلاح کرکے کیا گیا ہوگا کیونکہ یہ عام خیال تھا کہ قلعہ میٹز سے شہر پیرس تک زمین کے اندر اندر ایک تار لگا ہوا ہے اور اُس میں سے بے زین اور میکمہن کے آپس میں صلاح اور مشورے ہوا کرتے ہیں۔ مگر فرانسیسی فوج کو اپنی اس کوشش میں اور اسی طرح اگلے دن کی کوشش میں بھی محض ناکامی ہوئی اور محصورین بڑے بھاری نقصان کے ساتھ قلعہ میں واپس بھگا دئے گئے۔

چند دنوں کے بعد جنرل ومپفن جس نے کہ لڑائی سیڈان میں مارشل میکمہن کے زخمی ہونے کے بعد فوج کی کمان لے لی تھی ایک صلح کا جھنڈا لئے ہوئے میٹز میں آیا اور محصورین کی بجائے فوج قلعہ گیر کو اطلاع دی کہ میکمہن کی فوج کو جو بیزین کی فوج کی مدد اور اُس کو رہائی دلانے آرہی تھی کامل شکست ہوگئی ہے اور اُس فوج نے اپنے تئیں دشمن کو سپرد کر دیا ہے اور ومپفن نے یہ بھی کہا کہ اب زیادہ مدافعت کرنا بالکل لاحاصل ہے۔ بے زین کے چال چلن میں یہ ایک مشہور خوشنما نشان ہے کہ اُس نے اپنے تئیں اور اپنی فوج

کے سپرد کر دینے سے بالکل انکار کر دیا۔ اگرچہ وہ بالکل گھر گیا تھا اور تنہا رہ گیا تھا اور کسی قسم کی مدد کی امید نہیں رہی تھی اور گولے برسنے میں اس کو اپنی کامیابی کا بھی یقین نہ تھا۔

جرمنی کی توپوں سے قلعہ سٹر میں مؤثر گولہ باری کرنے کے لئے اچھے طور سے جگہ توپوں کے لئے بنانے میں بہت عرصہ لگا۔ لیکن آخر کار ۹ ستمبر کو فوج جرمنی نے گولہ باری شروع کر دی۔ مگر اس گولہ باری سے کچھ فائدہ فوج جرمنی کو نہیں ہوا۔ جبکہ یہ نئی جگہ توپیں رکھنے کے لئے بنگئی۔ تو ایک ذرا سی غلطی ایک ہزار گز کی ہوگئی یعنے جرمنی کی توپیں پانچ ہزار گز پر گولہ باری کر سکتی تھیں اور اب جس جگہ وہ رکھی گئی تھیں وہاں سے قلعہ سٹر چھ ہزار گز کے فاصلہ پر تھا۔ یہ بات سچ ہے کہ موضع فراسکاٹی پر جو جرمنی توپخانہ مقیم تھا تو وہ فرانسیسی توپخانہ مقیم مون ٹگنی کی عین زد میں تھا اور فرانسیسوں نے جو اپنا توپخانہ اس جگہ سے ہٹا لیا یہ پرشیا کی فوج کی گولہ باری کی وجہ سے نہیں ہٹایا بلکہ دریائے موزل کی طغیانی کی وجہ سے ہٹایا گیا تھا چونکہ دریا کی طغیانی سے وہاں کے تمام دمدمے وغیرہ بہ گئے اور فرانسیسی گولندازوں کو مجبوراً وہاں سے ہٹنا پڑا۔ علاوہ ازیں جرمنی فوج نے جو گولہ باری کی اس سے سوائے اس کے کہ مواضعات لیسی اور لونگ ویل کے مکانوں میں چند سوراخ ہوگئے اور بارود جرمنی فوج کی ضایع ہوئی جرمنی فوج کو اور کوئی فائدہ نہیں ہوا۔

شہر سٹر کا محاصرہ آٹھ ہفتہ تک رہا بعد اس کے جرمنیوں نے اس کو فتح کر لیا۔ اس کے متعلق جو جو کارروائیاں ہوئیں وہ ترتیب وار لکھی جاتی ہیں۔

ایم بسمارک (وزیر خارجیہ جرمنی) نے شمالی جرمنی متعہد کے سفیران متعینہ ممالک ہائے غیر کو اب وسط ستمبر کے قریب دو سرکلر بھیجے جس میں سے ایک حسب ذیل ہے۔

مقام شہر ریمس - ۱۳ ستمبر - جو تعلقات کہ ہمارے ملک فرانس سے ہیں۔ اُن کے سمجھنے میں دوستانہ ممالک میں بھی غلط فہمی ہوئی ہے اسلئے حسب الہدایت اس بارہ میں شاہ پرشیا کے جو خیالات ہیں اور جس رائے سے جرمنی کی تمام گورنمنٹیں متفق ہیں آگاہی کے لئے روانہ کئے جاتے ہیں۔ فرانسیسی قوم نے اپنے شہنشاہ کو معزول کر کے جو جمہوری سلطنت قایم کی اور تمام قوم نے اس بات پر نہایت خوشی کا اظہار کیا تھا تو ہمارا خیال ہوا تھا کہ فرانسیسی قوم حامی امن ہے اور اب فرانسیسی امن کی بابت خیالات ظاہر کرینگے۔ مگر واقعات مابعد نے ہمارا یہ شبہ رفع کر دیا اور ہم پر ظاہر ہو گیا کہ فرانس کی قوم کے امن پسند خیالات بھی نہایت آسانی سے دشمنی میں متبدل ہو جاتے ہیں۔ فرانس کے پارلیمنٹ کے ڈپٹی اور سینیٹر اور ٹکٹ

کے اخبارات۔ یہ سب یکزبان ہو کر جنگ کے اوپر اصرار کر رہے ہیں تاکہ جرمنی پر کسی عنوان فتح پاویں
اور ان لوگوں کا جوشِ غضب اس قدر تیز تھا کہ چند اشخاص جو حامی امن اور امن دوست تھے وہ بھی
ان کی مخالفت نہ کر سکے اور شہنشاہ نیپولین نے غالباً یہ بات شاہ پرشیا سے جھوٹ نہ کہی تھی کہ عوام کی
رائے سے وہ جنگ کرنے پر مجبور ہو گئے تھے۔ یہ واقعات یاد کر کے ہم کو فرانسیسی قوم کے خیالات پر یقین
نہیں ہو سکتا کہ وہ ضامن امن و امان ہو سکتی ہے ہم اسبات سے بھی واقف ہیں کہ موجودہ جنگ کی وجہ سے
فرانس کی ہمیشہ یہی خواہش رہے گی کہ وہ ہم پر پھر حملہ کرے۔ اور اس بات کا اُس کو کچھ خیال نہیں ہوگا کہ
ہم نے اس سے کیا کیا شرائط کرائے ہیں۔ اپنی شکست اور ہماری فتح فرانسیسی قوم کبھی نہیں بھولیگی
اگر ہم اب فرانس کو بغیر کسی حصۂ ملک حاصل کئے خالی کر دیں اور تاوان جنگ بھی نہ لیں اور کوئی دوسرا
فائدہ سوائے لشکر کی عظمت کے حاصل کریں تب بھی فرانسیسی قوم ہم سے ہمیشہ اُس دن کی تلاش میں رہا
کرے گی جبکہ اُن کو اُمید ہو گی کہ اب کامیابی سے جرمنی سے بدلہ لیا جا سکتا ہے۔ ہماری قوت جب ۱۸۶۶ء
میں بڑھ گئی تھی اسی وجہ سے ہم پر ۱۸۷۰ء میں بھی جنگ کی گئی تھی اور ہم کو پھر جو فتح حاصل ہوئی تھی اُسکی
وجہ سے ہم نے فرانس کو کسی قسم کے جوش دلانے کی ترکیب نہیں کی نہ ہمارا یہ ارادہ تھا کہ اب ہماری جانب
سے سنین جنگ شروع ہو جاویں۔ اگرچہ ہم کو اب بھی اُمید ہے کہ احتیاط اور صبر کے ساتھ اگر دونوں ملکوں
کے رشتۂ اتحاد ظاہر کئے جاویں تو دونوں قوموں کو فارغ البالی حاصل ہو سکتی ہے اور زمانۂ امن و امان شروع
ہو جاوے۔ لیکن چونکہ اب ہم تلوار کھینچنے پر مجبور کر دئے گئے ہیں جسکو کہ ہم میان میں رکھنا چاہتے تھے اس لئے
اب ہماری یہ خواہش ہے کہ امن و امان ہونے کے لئے ہم صرف فرانس کے اپنی جانب دوستانہ اظہارات
ہی نہیں چاہتے بلکہ امن و امان کے قیام کے لئے اب زیادہ ضمانت چاہتے ہیں تاکہ وہ اب ہم پر حملہ
نہ کر سکے۔ ۱۸۱۵ء میں یورپ کے دول نے جو قیام امن یورپ کے لئے فرانس کے برخلاف ایک
اتحاد قایم کیا تھا جو بنام "پاک اتحاد" مشہور ہے اور دیگر تدابیر فرانس کے برخلاف کی تھیں کیونکہ فرانس
کو اس زمانہ میں یہ لالچ ہو گئی تھی کہ سب ملک فرانس ہی فتح کر لے۔ اُن تدابیر کا کرنا بھی اب قرین مصلحت
نہیں ہے اور اب جرمنی نے فرانسیسی حملوں کو تنہا ہی روکنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ اور اس لئے اب ہم
یہ بات کرنے کے لئے مجبور ہوئے ہیں کہ جرمنی کی آئندہ حفاظت اور فرانس کے آئندہ حملہ کی روک کے
لئے فرانس سے پوری ضمانت لیں۔ چونکہ جرمن قوم ایک امن پسند قوم ہے کہ جسکی وجہ سے تمام یورپ

جسکے امن کی بھی ضمانت ہو سکے ۔ یہ ضمانت ہم کسی فرانسیسی عارضی گورنمنٹ سے نہیں چاہتے بلکہ یہ ضمانت ہم خود فرانسیسی قوم سے ہی چاہتے ہیں۔ چونکہ چاہے فرانس کی کسی قسم کی حکومت ہو۔ فرانس کی عادت جرمنی پر ہمیشہ حملہ کرنے کی ہو گئی ہے۔ اس لئے ہماری جانب سے صلح کے شرائط اس قسم کے مترتب کئے جاوینگے جس کی وجہ سے فرانس کو حدود جرمنی پر اور خصوصاً جنوبی جرمنی حدود پر کوئی اور حملہ کرنا بہت ہی مشکل ہو جائے اور یہ ترکیب عملی یوں ہو سکتی ہے کہ ہم فرانس کا کچھ ملک لیکر اپنی سرحد کو مغربی جانب اور بڑھا دیں گے ۔ اور ہم فرانسیسی قلعوں پر قبضہ رکھیں گے اور اُن کو جرمنی کے نہایت مضبوط قلعہ بنا وینگے جہاں سے کہ دوسرے حملہ کی حالت میں پوری مدافعت ہو سکے ۔

تم سب کو ہمارا منشاء معلوم ہو گیا ہے اگر کوئی اندریں بارہ سوال کیا کرے تو اسی منشا کے موافق جواب دیدیا کرو۔"

دوسرا سرکلر پرنس بسمارک کا حسب ذیل تھا:۔

۱۶ ستمبر شہر میوکس ۔ موجودہ گورنمنٹ فرانس نے جو خواہش صلح ظاہر کی ہے اس کے خالص ہونے پر ہم یقین نہیں کر سکتے ہیں چونکہ موجودہ گورنمنٹ فرانس کے ممبران اپنی زبان اور اپنے عمل سے عوام کے جوش کو اور اُبھار رہے ہیں اور عوام پر جنگ کی وجہ سے جو مصیبتیں اور تباہیاں پڑ رہی ہیں اُن کے اوپر اُن کو جوش دلا کر اُن کو ہم سے اور زیادہ نفرت انگیز کر رہے ہیں۔ جب یہ حال ہے تو ہم خواہش صلح کو خالص کس طرح تصور کریں۔ اس طریقہ سے تو صلح اور ناممکن ہوتی جاتی ہے صلح کے لئے تو نہایت خاموش اور سنجیدہ الفاظ میں حالت ملک ظاہر کیجانی چاہئے تاکہ ہم کو اس بات کا یقین ہو کہ بیشک عوام ایمان سے صلح چاہتے ہیں۔ یہ درخواست کہ ہم چند روز کے لئے لڑائی موقوف رکھیں اور اگر یہ بات ہم بلا ضمانت شرائط صلح کے منظور کرلیں تو یہ بات ایسی ہوگی جس سے ظاہر ہو کہ ہم میں فوجی اور پولیٹکل قوت فیصلہ نہیں ہے یا ہم جرمنی کے اغراض و فوائد سے بالکل بے بہرہ ہیں۔ فرانس کے موجودہ حکام کو جو یہ اُمید ہے کہ دیگر دول یورپ اب فرانس کی جانب ہو کر مداخلت کرینگے معلوم ہوتا ہے اسی اُمید پر فرانسیسی قوم صلح کی طلبگار نہیں ہوئی ہے جبکہ فرانسیسی قوم کو یہ معلوم ہو جاوے گا کہ انہوں نے خود غرضی سے لڑائی اکیلے ہی شروع کردی تھی اور جرمنی نے بھی اکیلے ہی اُن کے مقابلہ کا ارادہ کر لیا ہے اور یہ کہ اب جرمنی سے وہ عہد و پیمان بھی اکیلے ہی کر سکتی ہے۔ تب فرانسیسی قوم لڑائی کا جاری رکھنا موقوف

کردے گی جس سے اب بھی اُس کو کچھ فائدہ نہیں ہے۔ دول یورپ کی مداخلت کی اُمید پر فرانسیسی قوم کا لڑائی کو جاری رکھنا۔ باوجودیکہ اُن کی یہ اُمید بر نہیں آسکتی۔ یہ فرانسیسی قوم کے لئے ظلم ہے" بعد اس کے بسمارک نے اسبات کا اشارہ کرکے کہ ہم شہنشاہ کی گورنمنٹ ہی تاہنوز سرکاری طور پر تسلیم کرتے ہیں اور اسٹراسبرگ اور مٹز کے فرانس کے قبضہ میں رہنے سے جرمنی کو خوف رہا کریگا۔ کونٹ بسمارک نے اس کے آگے اسی مراسلہ مذکورۂ بالا میں حسب ذیل اور تحریر کیا ہے:-

"اس بیس برس کے عرصہ میں ہم نے فرانس پر کبھی حملہ نہیں کیا اور وہ ہمارے ملک پر ہمیشہ حملہ کرتا رہا ہے اسلئے ہم فرانس سے اس کے سوا اور کچھ ضمانت نہیں چاہتے کہ ہم آئندہ اپنے ملک میں حفاظت سے رہیں۔ فرانس سے اب اگر یونہی بغیر ملک لئے صلح کرلیجاویگی تو وہ اُس کو مہلت جنگ سمجھیگا اور تاکہ اپنی موجودہ شکست کا ہم سے بدلہ لے جب کبھی اس کی طاقت کافی مضبوط ہوجاویگی یا بیرونی ممالک سے اتحاد ہوجاوے گا تو وہ ہم پر پھر اُسی خودسری سے حملہ کردے گا جیسا کہ اس سال میں حملہ کردیا تھا فرانس کے لئے ہمارے ملک پر آئندہ حملہ کرنا مشکل کرنے کے لئے۔ چونکہ اب بھی اُسی کی جانب سے حملہ شروع ہوا تھا جس سے یورپ کے امن میں خلل ہو رہا ہے۔ اور اُس کے حملہ کی آئندہ مدافعت کرنے کے لئے ہم اب یورپ کے اغراض پر لحاظ کرکے عمل کرینگے اور یورپ کے اغراض بھی صلح ہے ہم فرانس سے اپنی حفاظت کی ضمانت چاہتے ہیں۔ ہمارے اس اعتدال پر اور ہمارے اس حق بجانب اور صاف درخواست پر کوئی شخص اعتراض نہ کرسکے گا۔"

۱۴۔ ستمبر کو ایم تھیئرز لنڈن میں وارد ہوا اور ارل گرینوائل نے اُس سے ملاقات کی ایم تھیئرز کے لنڈن آنے کا اصلی حال ظاہر نہیں کیا گیا لیکن یہ کہا جاتا تھا کہ وہ ایک اہم کام کے لئے آیا ہے اور پیرس کے اخباروں نے یہ اشارۃً بیان کرنا شروع کیا کہ اس ملاقات کی غرض یہ تھی کہ اب دول متحدۂ یورپ کی مداخلت کا وقت آگیا ہے۔

۱۷۔ ستمبر کو فرانسیسی بیڑۂ جہازات جو چند ہفتے سے بحیرۂ جرمن میں پڑا ہوا تھا اور جس نے تمام دیگر جہازوں کی آمدورفت بند کر رکھی تھی واپس بلا لیا گیا اور جہازوں کو آزادانہ طور سے آمدورفت کی اجازت ہوگئی۔

لارڈ لائنس۔ برٹش سفیر متعینۂ فرانس کی کوششوں سے کونٹ بسمارک۔ فرانسیسی سلطنت

جمہور کے وزیر خارجہ ایم جولیس فاور سے ملاقات کرنے پر رضامند ہو گیا۔ ایم فاور کی جانب سے اس ملاقات کا مطلب یہ تھا کہ مہلت جنگ ہو کر پھر شرائط صلح کئے جاویں چنانچہ ۱۹ ستمبر کو ایم جولیس فاور نے کونٹ بسمارک سے پرشیا کی فوج کے ہیڈ کوارٹر میں ملاقات کی۔ اور پھر کئی ملاقاتیں ہوئیں لیکن دوستانہ تعلقات قایم ہو سکے اور اب یہ سمجھ لیا گیا کہ ابھی صلح ہونے کا زمانہ بہت دور ہے۔

۱۷۔ اور ۱۸۔ ستمبر کو فوج محاصرین نے اسٹراسبرگ پر حملہ کرنا شروع کیا اور آگے بڑھی لیکن فوج جرمنی کا بہت نقصان ہوا اور وہ پسپا ہوئی۔ اسٹراسبرگ سے جو لوگ بھاگ کر چلے آئے تھے وہ بیان کرتے تھے کہ شہر میں خوراک کافی موجود ہے۔

گورنمنٹ فرانس نے اب اپنا صدر مقام پیرس سے شہر ٹورس میں منتقل کر لیا اور تمام سفیران ممالک غیر نے اس شہر میں سکونت اختیار کی۔

میٹز کے سامنے ۲۳۔ ستمبر کو ایک بڑا تیز حملہ ہوا۔ فرانسیسی فوج نے جرمنی فوج کو چیر کر تھیون ویلی کی جانب جانے کا ارادہ کر لیا تھا اور اس ارادہ کی تکمیل کے لئے اُنہوں نے قصبہ مرسی لا ہانٹ پر ایک مصنوعی حملہ بھی کیا تا کہ جرمنی فوج کی توجہ اُدھر مبذول رہے اور یہ اِدھر حملہ کر دیں۔ چار گھنٹے تک بڑی سخت گولہ باری جاری رہی آخر کار فرانسیسی فوج پسپا ہوئی۔ یہ لڑائی کئی میل تک ہوئی۔ فرانسیسی فوج کا بہت نقصان ہوا پرشیا کی فوج کے جتنے آدمی گرفتار ہوئے۔ بے زین نے اُن کو پرشیا کی فوج میں واپس بھیج دیا۔

فرانس کی عارضی گورنمنٹ کی جانب سے مقام ٹورس سے ۲۷ ستمبر کو ایک سرکلر دربارۂ گذشتہ معاہدہ صلح شایع ہوا جس کا مضمون حسب ذیل تھا۔

"ایم جولیس فاور کی رپورٹ مورخہ ۲۱۔ ماہ حال سے۔ جو دربارہ گفتگوئے صلح کی ہے جو فوج پرشیا کے ہیڈ کوارٹر میں ہوئی۔ یہ بات واضح ہوتی ہے کہ فرانس کی گورنمنٹ حال کے قایم ہونے کے دوسرے روز پیرس میں اُسکے تمام سفیران ممالک غیر سے ملاقات ہوئی۔ شمالی امریکہ۔ سوئٹزرلینڈ۔ اٹلی۔ اسپین اور پرتگال نے سرکاری طور سے فرانسیسی جمہوری سلطنت تسلیم کر لی ہے۔ دوسرے دیگر ممالک نے اپنے سفیروں کو یہ اختیار دے دیا ہے کہ وہ نئی گورنمنٹ فرانس سے نیم سرکاری تعلق قایم کر لیں۔ ایم جولیس نے بیان کیا ہے کہ اس جنگ کے حل ہونے کے لئے بہت سی تجویزیں بتلائی گئیں مثلاً دوسری طاقتوں کا اتحاد وغیرہ کر لینے کا۔ مگر چونکہ وقت گذرا جاتا تھا اور دشمن قریب آتا جاتا تھا اس لئے میں نے مناسب

براہ راست تدبیر اختیار کی۔ اسلئے ۱۰ ستمبر کو میں نے ایم ڈی بسمارک سے دریافت کیا کہ آیا تم صلح کرنے پر راضی ہو۔ اوّل تو اُس نے جواب دیا کہ وہ ایسی تجویز کو پسند نہیں کرتا چونکہ ہماری گورنمنٹ کو اس نے بتلایا کہ ابھی با ترتیب اور قاعدہ سے قایم نہیں ہوئی ہے لیکن اُس نے یہ دریافت کیا کہ جو صلح کہ تم کرنا چاہتے ہو اُس کی کیا ضمانت دیسکتے ہو اُس دولت کے سفیر نے کہ جس کی معرفت ہماری گفتگو ہوئی تھی مجھ سے کہا کہ اب مجھکو پرشیا کی فوج کے ہیڈ کوارٹر میں جانے سے تامل نہیں کرنا چاہئے میں نے وہاں جانا چاہا لیکن میں نے اپنا افسوس بھی ظاہر کر دیا کہ حسب قرارداد یہ شرائط صلح خفیہ نہیں رکھی گئیں۔ میں پرشیا والوں کے ہیڈ کوارٹر میں گیا اور بسمارک سے ملاقات ہوئی میں نے ظاہر کیا کہ فرانسیسی لوگ آزادی کی بہت قدر کرتے ہیں اور یہ بھی ظاہر کر دیا کہ فرانسیسی ایسی کوئی شرط نہیں کرینگے جسکی رو سے صلح مجوزہ ایک ناپایدار مہلت جنگ ہی ثابت ہو۔ بسمارک نے جواب دیا کہ "اگر مجھکو پایدار اور دوامی صلح کے ممکن ہونے کا یقین ہو جاوے تو فوراً ابھی صلح کر لی جاوے گی" اُس نے بیان کیا کہ فرانس کی موجودہ گورنمنٹ کی حالت قابل اطمینان نہیں ہے اور اگر چند دنوں میں پیرس پر قبضہ نہ کیا جاویگا تو عوام الناس اُس کو تباہ کر دینگے۔ اُس نے یہ بھی کہا کہ فرانس سیڈان کی سپردگی بہت کم بھولیگا جس طرح سے کہ وہ واٹرلو وغیرہ کی بھولا نہیں ہے اور جسکا ہم سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ پھر کونٹ بسمارک نے یہ کہا کہ "فرانسیسی قوم کا جرمنی پر حملہ کرنے کا مستقل ارادہ معلوم ہوتا ہے" میں اُس کے بیانات کے جوابات دیتا رہا اور جنگ کے سبب اُس کو بتلائے اور میں نے اُس سے یہ کہا کہ تم صلح کی بابت جو شرائط چاہتے ہو وہ ٹھیک ٹھیک ظاہر کر دو۔ اس کا بسمارک نے یہ جواب دیا کہ "جرمنی کی حفاظت کے لحاظ سے یہ امر ضروری ہے کہ جرمنی فرانس کے کسی حصہ پر قبضہ رکھے تاکہ جرمنی کی حفاظت کی ضمانت ہو جاوے۔ اور اسلئے اضلاع بالائے رہائن اور نشیبی رہائن اور اضلاع موزل معہ قلعہ میٹس اور سوسون کے جرمنی کے قبضہ میں رہنا ضروری ہیں اور ان کو اب جرمنی چھوڑنا نہیں چاہتی" جبکہ میں نے یہ اعتراض کیا کہ اس امر کے لئے کل فرنچ لوگوں کی منظوری ہونا چاہئے جیسا کہ یورپ کے کل عوام کا قانون ہے اور بغیر اُن کی منظوری کے اُن اضلاع کا قبضہ ناجائز ہوگا۔ اس پر بسمارک نے کہا کہ "وہ خود اسبات سے اچھی طرح سے آگاہ ہے لیکن چونکہ جرمنی والوں کو فرانسیسیوں سے تھوڑے ہی عرصہ میں اور جنگ کرنا پڑے گا اسلئے جرمنی اپنے تمام فائدوں کے ساتھ ان اضلاع پر قبضہ رکھے گی" میں نے

(ایم فاور) اس پر یہ جواب دیا کہ یورپ جو اعتدال سے گذر جانے کا بہانہ رکھکر پرشیا کے قبضہ کی مخالفت کرے گا اور علاوہ ازیں ہم کو یہ شرائط ہی منظور نہیں ہیں۔ ہم بطور ایک قوم کے مر سکتے ہیں مگر ہم اپنے تئیں بے عزت ہونا پسند نہیں کرتے۔ تمام عوام فرانس کے صرف اسبات کے مجاز ہیں کہ وہ اپنے ملک کا کوئی حصہ دے سکیں۔ بہرحال ہم ملک کی رائے اس بارہ میں لینگے۔ آخر میں میں نے یہ بھی کہا کہ پرشیا تو فتحیابی کے نشہ میں فرانس کے برباد کرنے کی خواہش رکھتا ہے۔ بسمارک نے اس بات سے انکار کیا میرے اس کہنے پر کہ سلطنت جمہوری کے اجلاس تک وقت ملنا چاہیئے تاکہ ان شرائط پر غور کیا جا سکے اس پر بسمارک نے کہا کہ اسبات کے لئے مہلتِ جنگ کی ضرورت ہوگی اور پرشیا والے مہلت جنگ بغیر ضمانت منظور نہیں کرتے۔ ۱۹ ستمبر کی شام کو قصبہ فیر یر میں میں بسمارک سے میری دوسری دفعہ پھر ملاقات ہوئی اب کی دفعہ بسمارک نے مہلتِ جنگ دینا منظور کی جو میں نے کہا کہ پندرہ دن کی ہونی چاہیئے اور دوسرے دن صبح کے اس نے میرے پاس مفصلہ ذیل شرائط منظور کر کے بھیجیں

جس کا مضمون یہ تھا کہ مہلتِ جنگ کی ضمانت کے لئے یہ امر ضروری ہے کہ اسٹراسبرگ۔ ٹول اور فالسبرگ پر جرمنی کا قبضہ ہونا چاہیئے۔ اور چونکہ میں نے اس سے یہ کہا تھا کہ اسمبلی (مجلس جمہوری) کا پیرس میں اجلاس ہوگا۔ اس حالت میں بطور ضمانت اس نے قلعہ مونٹ ویلیرین مانگا جس کی زد میں عین پیرس آباد ہے۔ میں نے اس بات پر اعتراض کیا اور کہا اس سے بھی آسان تو یہ بات تھی کہ تم پیرس ہی مانگتے۔ میں نے اس سے کہا کہ اسمبلی کا شہر ٹورس میں اجلاس ہوگا اس حالت میں پیرس کے برخلاف اب ضمانت کی کیا ضرورت ہے۔ بسمارک نے پھر یہ درخواست کی کہ قلعہ اسٹراسبرگ میں جو فوج محصور ہے وہ اپنے تئیں بطور اسیران جنگ سپرد کر دیوے۔ میں نے اس تجویز پر ناراضی ظاہر کی بسمارک شاہ پرشیا سے صلاح و مشورہ کرنے گیا۔ شاہ نے بھی یہی اصرار کیا کہ اسٹراسبرگ کی محصور فوج اپنے تئیں بطور اسیرانِ جنگ سپرد کر دیوے مجھے جو اختیارات تھے وہ اب ختم ہو گئے تھے میں وہاں سے اٹھا اور میں نے رخصت چاہی اور بسمارک سے یہ ظاہر کر دیا کہ جب تک پیرس میں سامان جنگ اور فوج موجود ہے ہم برابر تم سے لڑتے جاوینگے۔ ایم فاور بیان کرتے ہیں کہ میں صلح کے لئے گیا تھا اور جرمنوں میں فتح کا جوش اور ان میں جنگ کا ارادہ پایا اسلئے یورپ کی تمام سلطنتوں پر یہ واقعات ظاہر کر دئے جاتے ہیں

۱۷۔ ماہ حال کو ایم فاور نے ایک سرکاری مراسلہ بسمارک کے پاس بھیجا کہ نیشنل ڈیفنس کی گورنمنٹ تمہاری

پر صلح کے لئے تیار نہیں ہے۔ ایم فاور بیان کرتے ہیں کہ میرا یہ کام بے فائدہ نہیں ہوا کیونکہ پرشیا کی جو کچھ وہی سب پر ظاہر ہو گئی ہے۔ سلطنت پرشیا نے وقت جنگ یہ اعلان دیا تھا کہ وہ نپولین اور اُس کی سپاہ سے جنگ کریگی۔ اور فرانسیسی قوم کا پرشیا ادب ملحوظ رکھتی ہے۔ لیکن آج سب پر ظاہر ہو گیا کہ پرشیا والوں کا کیا ارادہ ہے۔ اخیر میں ایم فاور نے تمام ملک فرانس کے کل باشندگان کو یہ ترغیب دی ہے کہ یا تو جلسۂ صلح کو موقوف کر دیا جاوے یا کل قوم کو چاہیئے کہ اخیر دم تک دشمن سے لڑائی جاری رکھے۔

سرکاری بیان جرمنی کا متذکرۂ بالا واقعہ کی بابت حسب ذیل ہے:۔

"ایم جولیس فاور نے شمالی جرمنی اتحاد کے صدر نشین (بسمارک) سے اپنی ملاقات کی جو رپورٹ شایع کی ہے وہ کچھ درست ہے لیکن بالکل صحیح نہیں ہے۔ صرف مہلت جنگ کا سوال زیر بحث تھا کسی حصہ ملک کے لینے کی بابت کونٹ بسمارک اپنے خیالات تب ہی ظاہر کرینگے جبکہ حصہ ملک کے جرمنی کو دینے کا اصول منظور کر لیا جاوے۔"

۲۴۔ ستمبر کو چھ گھنٹے کی گولہ باری کے بعد شہر ٹول نے اپنے تئیں سپرد کر دیا۔ فوج قلعگیر کو اسیران جنگ انہیں شرائط پر کر لیا گیا جو شرائط کہ سپردگی سیڈان پر کی گئی تھیں۔ اس شہر کا محاصرہ ۱۴۔ اگست کو شروع ہوا تھا۔ ۱۶۔ اگست کو اُس جانب حملہ کیا گیا جسطرف توپیں نہ تھیں۔ مگر یہ حملہ پسپا کر دیا گیا اور کئی سو جرمنی فوج ماری گئی۔ بعدازاں ایک بے ترتیب گولہ باری ہوتی رہی جس سے کچھ فائدہ نہیں ہوا یہ گولہ باری ۲۳ تاریخ کو شروع ہوئی۔ جو توپخانہ کہ اس محاصرہ میں موجود تھا اُس میں پرلے زمانہ کی میدانی توپیں تھیں۔ یوریا کی ریلوے کمپنی نے جس کی لائن شہر ویسمبرگ۔ نانسی۔ اور پیرس تک ہے اُس نے پندرہ دن کے عرصہ میں شہر ٹول کے گرداگرد ایک شاخ ریلوے کے بنا دینے کا ادعاء خواہش کیا لیکن مولٹکی نے جواب دیا کہ نہیں ہمیں ریل کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم پندرہ دن سے پہلے ہی اس شہر کو فتح کر لینگے۔ جرمنی کے حملہ سے کوئی فائدہ نہیں ہوا کیونکہ اس قلعہ کی دوہری فصیل تھی اور دوہری خندق تیس فیٹ چوڑی تھی اور بے شمار برج تھے اور پچھتر توپیں قلعہ پر چڑھی ہوئی تھیں جن میں سے ۲۶ بھاری بھاری توپیں رفل کی تھیں جو فرانسیسی اسٹراسبرگ سے لائے تھے جبکہ انہوں نے ٹول کو سرگرمی سے بچانے کا ارادہ کر لیا تھا۔ بڑی بھاری توپیں محاصرہ کی جرمنی سے یہاں پہنچیں اور رکوہ چیل کی ایک پہاڑی پر جانب شمال اُن کو جما یا گیا اور جنوب مغرب کی جانب پہاڑی پر دوسرا توپخانہ

مقرر کیا گیا اور جنوب مشرق میں ایک تیسرا توپخانہ مقرر کیا گیا۔ ۲۲ تاریخ تک جرمنیوں کی مفید کارروائی نہیں ہوئی۔ ۲۲۔ تاریخ کی صبح ہوتے ہی تیسرے اور چوتھے توپخانہ کی باڑیوں نے ایک دم سے گولہ باری شروع کردی اور تمام فوج نے یلکر حملہ کردیا جو زیر کمان گرینڈ ڈیوک آف میکلنبرگ شویرین کے تھے۔ تمام دن گولہ باری رہی فوج قلعگیر بھی گولہ باری کرتی رہی مگر اُس کی گولہ باری کسی کام کی ثابت نہیں ہوئی۔ شام کو بسبب گولہ باری کے شہر میں ۲۴ جگہ آگ لگ رہی تھی۔ تمام باشندوں نے جمع ہوکر اب کمانڈنٹ فوج فرنچ کو یہ ترغیب دی کہ وہ قلعہ پر سفید جھنڈا نصب کردیں اور قلعہ کو سپرد کردیں۔ کرنل مانسفل کمانیر فوج محاصرین نے یہ درخواست صلح فوراً قبول کرلی اور جرمنی کی فاتح فوج اسی شام کو سات بجے شہر میں داخل ہوگئی۔ شرائط سپردگی بالکل وہی تھیں جو شیڈان پر ہوئی تھیں۔ میونسپلٹی کی ایک کونسل نے سپردگی سے ناراضگی ظاہر کی لیکن باشندگان شہر نے بے فائدہ بربادی کا اسقدر خوف دلایا کہ سول اور فوجی حکام سپردگی پر رضامند ہوگئے۔

قلعگیر فرنچ فوج کی تعداد بہت ہی کم نکلی۔ کل دوسو فوج تھی اور دو ہزار عام آدمی تھے جو لڑائی کے لئے حب الوطنی سے آگئے تھے۔ اور کوئی باقاعدہ گولنداز نہ تھا۔ بیجز یک ایک پنشنر بوڑھا افسر رسالہ اس فوج کا کمانڈنٹ تھا۔ محاصرہ کے دوران میں ۵۰۰ عوام کی نئی فوج کو توپوں کا فیر کرنا سکھلایا گیا تھا جو توپخانہ سے گولہ باری کرتے تھے لیکن ۱۲۔ تاریخ کے حملے کے پسپا کرنے میں تمام مرد باشندگان شہر جن کے پاس ہتھیار تھے شامل ہوئے تھے۔ اس لڑائی میں نقصان فریقین کا بہت کم ہوا۔

فصل ہفتم

پیرس کی طرف جرمنی فوج کا بڑھنا۔ دارالخلافت کے قلعہ دار حفاظتوں کا بیان

شہر اسٹراسبرگ کی سپردگی

اب جرمنی کی فوج نے بتدریج مگر باستقلال پیرس کی جانب کوچ شروع کردیا۔ سیڈان اور بیومونٹ کی خونریز لڑائی کے بعد کہ جو معزول شہنشاہ اور اُس کی فوج کے واسطے اس قدر بربادی بخش ثابت ہوئیں کھلے میدان میں پھر بہت ہی کم جنگ ہوئی۔ فرانس کی فوج جس طرح شکست پر شکست کھاتی

لڑائی تھک گئی تھی اسی طرح جرمنی کی فوج بھی فتح پر فتح کرتی تھک گئی تھی اور خاصکر جرمنی کو یہ فتح بہت ہی گراں پڑی یعنے جرمنی فوج کا بھی بہت ہی سخت نقصان ہوا۔ اب جرمنی والوں کو اپنی اس ضایع شدہ فوج کے عوض دوسری فوج بھرتی کر کے کمی پورا کرنے کے لئے وقت کی ضرورت تھی۔ لیکن تاہم جرمنی کی فاتح فوج نے استقلال سے مگر آہستہ آہستہ فرانسیسی دارالخلافہ کیطرف کوچ کر دیا۔

جرمنی کی فوج کے تین لشکروں نے اب بتدریج پیرس کی جانب کوچ کر دیا۔ اس فرانسیسی فوج نے جو بیہر پیس میں تھی اور جنرل وینوئی کے کور نے جو ابھی تک جرمنی فوج سے نہیں لڑی تھی راہ گریز اختیار کی۔ ۱۵ ستمبر اور ۱۶ ستمبر کو جرمنی فوج کا ایک بڑا حصہ پیرس تک پہنچ گیا ۱۹ ستمبر کو ولیعہد پرشیا کی فوج کے مقدمۃ الجیش اور کچھ فرانسیسی فوج سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ فرانسیسی فوج نے اچھی طرح مقابلہ کیا۔ لیکن فرانسیسیوں کی کچھ بے قاعدہ فوج نے جرمنی کی فوج کی شکل دیکھتے ہی بھاگنا شروع کر دیا اسلئے فرانسیسی کو مجبوراً اپنی جگہ چھوڑ کر پسپا ہونا پڑا اور ان کے بہت سے آدمی گرفتار ہوئے اور بہت سی توپیں جرمنی فوج کے ہاتھ آئیں۔

۲۲ ستمبر کو مقام وارسلیز سے ولیعہد پرشیا نے ملکہ پرشیا کو ایک تار اس مضمون کا بھیجا کہ شہر وارسلیز سے شہر دلتنس تک پیرس کا محاصرہ کر لیا ہے اور فرانسیسی فوج کو ان دونوں شہروں کے بیچ میں سے پیرس کی جانب واپس بھگا دیا ہے۔ ایک مضبوط دمدمہ اور سات توپیں ہمارے ہاتھ لگیں اور ہمارا نقصان بہت خفیف ہوا۔ شاہ پرشیا نے اسی تاریخ کو ملکہ پرشیا کے پاس جو تار بھیجا اس کا مضمون یہ تھا کہ جب ۵ پرشیا کے کورز اور ۲ بویریا کی کورز نے دریائے سین کو قصبہ ویلی نیو سینٹ جارج پر عبور کر لیا تو جنرل وینوئی کی فوج کے تین ڈویژنوں نے سیکاکس کی پہاڑی پر سے ہماری فوج پر حملہ کر دیا۔ لیکن آخرکار فرانسیسی فوج قلعہ جات پیرس کے پیچھے بھگا دی گئی۔ سات توپیں ان کی ہمارے ہاتھ آئیں اور بہت سی فرانسیسی فوج گرفتار ہوئی۔ ہماری نوین رجمنٹ کے سپاہی بہت کام آئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ پیرس کے تمام باشندوں نے باستثنا چند یہ مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ مر جاوینگے مگر دشمن کو اپنے تئیں سپرد نہ کرینگے۔ غالباً یہ بات یوں معلوم ہوتی ہے کہ پیرس کے چاروں طرف جو مضبوط قلعے بچاؤ کے لئے ہیں اس پر ان کو اپنی کامیابی کا پورا اعتماد ہے اور جو درحقیقت بہت ہی مضبوط ہیں جنکا بیان حسب ذیل ہے۔

پیرس کا خاص قلعہ پنج گوشہ ہے اور اُسمیں ۳۹ برج ہیں اور اُن کے آگے دمدمے بنے ہوئے ہیں اور قلعہ کے اندر کا احاطہ شمالاً جنوباً آٹھ ہزار پانسو گز کا ہے اور شرقاً غرباً اس سے بھی تھوڑا سا زیادہ ہے - وہ فصیل خورد جس کو دشمن چڑھکر فصیل کلاں تک پہنچتا ہے ۳۰ فیٹ بلند ہے - اور اس قلعہ سے بیرونی قلعہ جات پیرس کا فاصلہ کسی کا دو ہزار گز ہے اور کسی کا تین میل کا ہے - ان قلعجات کا سلسلہ شہر پیرس سے شمال اور مشرق اور جنوب کیجانب پھیلا ہوا ہے - یہ قلعے اندر سے شرقاً غرباً انیس ہزار [۱۹۰۰۰] اور شمالاً جنوباً پندرہ ہزار [۱۵۰۰۰] گز رقبہ کے ہیں شہر سینٹ ڈینس مع اپنے تین قلعوں کے پیرس کے سب سے اخیر شمالی مدافعت کی جگہ ہے اس شہر کے ایک حصہ پر بھی دمدمے وغیرہ بنے ہوئے ہیں سینٹ ڈینس کے شمال کی جانب قلعہ ڈی لابرچ ہے - اور اس قلعہ سے میل بھر آگے قلعہ ڈبل کورون ڈیو اور ڈٹ ہے جو شہر ڈینس کے بالکل شمال میں ہے - شہر ڈینس کے جنوب مشرق میں قلعہ ڈی ایسٹ ہے یہ قلعہ مربع ہے اور اسمیں برج بھی ہیں - اس سے اور تین میل آگے جنوب مشرق کی طرف قلعہ ڈی آبرو یلیئرز بھی پنجگوشہ قلعہ ہے اور اسمیں برج بھی ہیں - ان سب متذکرہ بالا قلعوں میں سینٹ ڈینس کی نہر جاری ہے - اور ان ہر سہ قلعجات کے درمیان جو میدان پڑا ہوا ہے اسمیں نہر کے کناروں پر تین جگہ تین چھوٹے چھوٹے قلعے اور بنے ہوئے ہیں - پیرس کی یہ تمام محافظتی (قلعجات) تو میدان میں ہیں لیکن قلعہ ڈی آبرو یلیئرز اور نہر اورق کے جنوب میں نشیب میں بہت بلند ہے اور اس بلند میدان کی وجہ سے مشرقی پیرس خوب محفوظ ہے اور یہ میدان شہر ون سنس تک چلا گیا ہے پیرس سے بہت آگے جا کے یہ میدان مائل بہ نشیب ہوتا جاتا ہے اور اس میدان کے اس تا پر قلعجات بنے ہوئے ہیں - انہیں سے اوّل قلعہ ڈی روسن ویلی ہے یہ مربع قلعہ ہے اور اس میں بھی برج ہیں اور اس کے آگے دمدمے بنے ہوئے ہیں جو اس سڑک تک پھیلے ہوئے ہیں جو پیرس سے میٹز اور نہر اورق کو جاتی ہے - اور میدان پر جو قلعے ہیں اُن کے نام یہ ہیں - قلعہ ڈی نوئزی - قلعہ ڈی روزنی - اور قلعہ ڈی نوجنٹ یہ سب مربع قلعہ ہیں اور ان کے باہر دمدمے علیحدہ بنے ہوئے ہیں - شہر روسن ویلی اور قصبہ نوئزی کے درمیان ایک چھوٹا سا قلعہ موسوم بہ نوئزی ہے - قلعجات نوئزی اور روزنی کے درمیان چھوٹے قلعے بانڈرل اور لا بائسیر ہیں - روزنی اور نوجنٹ کے درمیان قلعہ فونٹنی ہے - نوجنٹ سے ساڑھے چار میل کے فاصلہ پر ایک قلعہ اور ہے جس کا نام قلعہ چارنٹن ہے اور یہ قلعہ سب قلعجات متذکرہ بالا سے بڑا ہے - یہ پنج گوشہ قلعہ ہے اور دریائے سین اور دریائے مارن کے اتصال سے جو گوشہ بنا ہے اُس پر یہ قلعہ بنا ہوا ہے - دریائے سین کے بائیں کنارہ پر جو قلعجات ہیں اُن کی تفصیل یہ ہے - اوّل تو قلعہ آیوری ہے جو قلعہ چارنٹن سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ

پر ہے۔ اور اس قلعہ کی زد میں شہر لاتنس کی ریلوے اور سڑک اور دریائے سین اور دریائے مارن کے گھاٹ وغیرہ ہیں یہ قلعہ قصبہ آبوڑی اور وڑمی کے درمیان بلند میدان پر بنا ہوا ہے اور آرلینز کو جو ریلوے جاتی ہے وہ اس کے قریب ہے گویا ریلوے لائن کا یہ محافظ ہے۔ دوسرا قلعہ لبٹری ہے اور یہ بھی بلند میدان پر ہے۔ بشری کا قلعہ شہر پیرس کے خاص قلعے سے ایک میل سے کچھ کم ہے اور شہر اوربی کو جو ریل جاتی ہے وہ اور شہر فونٹن بلیو کو جو سڑک جاتی ہے یہ سب اس کی زد میں ہیں اوربی کی ریل کی سڑک کی دوسری جانب قلعہ مونٹروگ ہے جو شہر ٹولوس کی سڑک کے قریب ہے پھر اس کے آگے ایک اور قلعہ ہے جس کا نام ڈی ونوس ہے اور جو شہر چیوروزا اور شہر وارسلیز کی ریلوے کا محافظ ہے اور سب سے اخیر قلعہ ڈی ایسی ہے جو بلند میدان کی مغربی اُتار کی طرف ہے اور وارسلیز کو جو ریل اور سڑک جاتی ہے وہ دونوں اس کی زد میں ہیں۔ اور پیرس سے نکلکر دریائے سین کا جو پہلا موڑ ہے وہ بھی اس قلعہ کی زد میں ہے یہ آخری پانچ قلعے ایسے عمدہ جگہ پر بنے ہوئے نہیں ہیں جیسے وہ قلعے ہیں جو پیرس کے مشرق کی طرف اُس کی حفاظت کے لئے ہیں۔ چونکہ جس میدان میں یہ بنے ہوئے ہیں وہ جنوب کی جانب بہت دور تک چلا گیا ہے اور وہ میدان بعض جگہ سے اتنا بلند ہو گیا ہے کہ اُس بلندی سے یہ قلعے عین زد میں ہو گئے ہیں۔

مغربی جانب شہر پیرس جنوبا قصبہ ایسی سے قصبہ سینٹ ڈینس تک شمالاً دریائے سین کے دوبارہ واپس لوٹ آنے سے محفوظ ہے یعنے دریائے سین مغربی جانب پیرس کے بطور خندق کے اسطرح ہو گیا ہے کہ جبتک دشمن یہ دریا عبور نہ کرلے مغربی جانب سے پیرس میں دخل نہیں ہو سکتا ہے یہاں آکر دریا سے ایک دوسرا موڑ بنجاتا ہے اور کچھ قطعہ زمین مثل جزیرہ نما کے پانی سے محدود ہو جاتی ہے۔ اس جزیرہ نما میں جو پیرس کے مرکز سے عین مغربی جانب ہے ایک اور قلعہ بنا ہوا ہے اور اُس کا نام مونٹ ویلیرین ہے۔ یہ قلعہ اُس ریلوے کے قریب ہے جو شہر کلاؤڈ کو جاتی ہے۔ جنرل ٹروچو نے اس قلعہ کی توپوں کی عین زد میں ایک میدان لشکرگاہ کے لئے بناکے اُس کی چاروں جانب خندقیں کھدوا دی تھیں اور اُس کا یہ خیال تھا کہ جب دشمن سے لڑتے لڑتے پیرس میں غلہ و خوراک وغیرہ بالکل نہ ملے گی اور پیرس کے باشندے جب سپردگی کے لئے حیران کرنے لگینگے۔ تب یہاں آجاؤنگا۔ یہ قلعہ بذات خود ایک چھوٹا سا شہر تھا۔ اور اس پر گولہ باری نہیں ہو سکتی تھی شہر پیرس اس قلعہ کی عین زد میں ہے۔

۱۵ ستمبر کی رات وہ جرمنی فوج جس نے اسٹراسبرگ کا محاصرہ کر رکھا تھا دریائے رہائن کے بائیں کنارہ

قلعہ کہل کے مقابلہ میں اپنے توپخانہ کی باٹریاں جمانے میں کامیاب ہوئی ۱۷ ستمبر کو ۱۲ سو فرانسیسی فوج نے قلعے سے نکلکر اس توپخانہ پر حملہ کیا اور اُن کے مقابلہ میں ریاست بیڈن کے چار سو سپاہی تھے۔ بیڈن والے اپنی جگہ پر قایم رہے اتنے میں پرشیا کی اور فوج اُن کی مدد کو آگئی۔ اور فرانسیسی فوج کو واپس بھگا دیا۔ اس مصاف میں فرانسیسی بہت قتل و زخمی ہوئے اور بہت سے دشمن کے ہاتھ گرفتار ہو گئے۔ اور تین توپیں جرمنی فوج کے ہاتھ آئیں۔ جرمنی فوج کی گولہ باری سے فصیل قلعہ میں ایک شگاف ہو گیا تھا دریائے رائن کے بائیں کنارے پر جو دمدمے اور قلعے تھے اب اُن سب کو جرمنی توپخانہ نے گھیر لیا تھا جنہوں نے اب متواتر اور بربادی بخش گولہ باری جاری رکھی۔ فرانسیسی فوج بھی اس گولہ باری کا جواب دیتی تھی اور اُن کی گولہ باری سے بعض اوقات جرمنی فوج بہت ضایع ہو جاتی تھی۔ شہر اسٹراسبرگ رات دن گولہ باری کی وجہ سے دھوئیں میں چھپا رہتا تھا۔ قلعوں کا بہت بڑا حصہ اب ملبہ ہو ہو کر گر رہا تھا۔ ۷ ستمبر کو یہ یقین کر لیا گیا تھا کہ اگر جنرل ورڈر اپنے دو ہزار آدمی کو جان کے خطرہ میں ڈال کر حملہ کرے تو وہ شہر کو فتح کر سکتا ہے۔ جرمنی فوج نے یہ بھی ارادہ کیا تھا کہ غبارہ پر چڑھ کے قلعہ میں جو بارود کا میگزین ہے اس میں غبارے سے اُڑنے والے مادّہ کا گولہ پھینک دیا جائے فوج محاصرین نے جو دمدمے اپنی حفاظت کے لیئے بنا لیئے تھے اُن سب میں آپس میں تار لگا ہوا تھا اور سب جگہ سے یہ تار جرمنی ہیڈ کوارٹر میں پہونچتا تھا۔

۱۸ ستمبر سے ۲۲ ستمبر تک اسٹراسبرگ پر برابر گولہ باری جاری رہی اور جان اور مال کا بہت نقصان ہوا۔ بعض اوقات قلعہ میں سے فرانسیسی فوج نکل کر جرمنی فوج پر حملہ کیا کرتی۔ مگر ہمیشہ نقصان کثیر کے ساتھ پسپا کر دی جاتی تھی۔"

آخر کار ۲۷ ستمبر کی صبح کو ایک سفید جھنڈا جسکو ایک فرانسیسی افسر پکڑے ہوئے تھا قلعہ کی فصیل پر سے اُڑتا ہوا دکھائی دیا۔ گولہ باری فوراً بند کر دی گئی۔ اور محاصرین اور محصورین کی گفتگو ہو کر شرائط سپردگی تحریر کرنے کے لیئے ایک کمیشن مقرر ہوئی۔ شہر کے چھوڑ دینے کا ابتدائی معاہدہ جب مکمل ہو گیا تو فرانسیسی فوج نے ۲۸ ستمبر کی دوپہر کو شہر اسٹراسبرگ چھوڑنا شروع کر دیا۔ اس کی بہادر محافظوں میں سے اوّل جنرل اُہرچ قلعہ سے نکلا۔ اُس کے پیچھے افسران اسٹاف تھے۔ اور جرمنی فوج کے کمانڈر جنرل ورڈر سے ملنے گیا جنرل ورڈر اپنے گھوڑے سے اُتر پڑا اور آگے بڑھکر جنرل اُہرچ سے ملا اور اُس سے مصافحہ کیا۔ اس کے بعد جنرل ہمراہی اور تمام افسران فوج قلعہ میں سے نکلے اور بعد ازاں تمام قواعد دان اور بیقاعدہ فوج جھنڈے کے ساتھ مسلح ہو

اور کندھوں پر ہتھیار لگے ہوئے نکلے۔ یہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ سوائے معدودے چند سپاہ کے اس فوج کا برتاؤ نہایت خراب تھا۔ اور شرائط سپردگی کے خلاف اس طرح سے عمل کرتے تھے جس سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ یہ فوج اپنے افسران کی مطیع نہیں ہے۔ اور جنرل اُہرچ کی سپردگی کا سب سے بڑا سبب یہی ہوا (یعنے سپاہیوں کی نافرماں برداری) دو تہائی سے زیادہ فوج شراب پئے ہوئے تھی۔ اور شراب پی پی کر نہایت مدہوش ہو رہی تھی۔ جبکہ یہ فوج شہر کے برباد شدہ دروازہ سے باہر نکلنے لگی تو سینکڑوں فرانسیسی سپاہی بوجہ نشۂ شراب کے لڑکھڑا کر گر پڑے اور اُن کی رفلیں اور ہتھیار پتھروں کی دیواروں سے لگ لگ کر چکنا چور ہو گئے اور بعضوں کے ہتھیار خندق میں گر پڑے۔ ایک پلٹن نے صرف یہ خوشی کا نعرہ مارا کہ خدا سلطنت جمہوری کو قایم رکھے سلطنت پرشیا کو قایم رکھے! اور شہنشاہ کو قایم رکھے۔ افسروں نے بھی ان سپاہیوں کو باقاعدہ رکھنے کی کوشش نہیں کی نہ اُن کو اُن کے ہتھیار برباد کرنے سے روکا اور جو کہ سپردگی کے شرائط کے بموجب جرمن فاتحان کو دینے چاہئیں تھے۔ پرشیا اور بیڈن کی فوجوں نے جو فتح کا بینڈ باجہ بجایا بہت سے فرانسیسی سپاہی اُس پر ناچنے ہی لگ پڑے۔ بعض سپاہی گھاس پر لوٹ گئے اور ناقابل فہم الفاظ نکالنے لگے۔ بعضوں نے جرمنی سپاہیوں سے معانقہ ہی کرنا چاہا اور جرمنیوں نے اُن کو جھڑک کر الگ کر دیا۔ یہ تمام نظارہ بہت ہی تکلیف دہ اور نفرت انگیز تھا اور ان کے چال و چلن سے فرانسیسی فوج سے نفرت ہوتی تھی۔ جنرل اُہرچ بھی جنرل ورڈر سے ملاقات کرنے کے دوران میں اس فرانسیسی فوج کے طرز عمل سے بہت دل ہی دل میں شرمندہ ہوتا تھا۔

سپردگی کے بعد شہر اسٹراسبرگ کی جو حالت تھی وہ بیان نہیں ہو سکتی۔ اسٹراسبرگ کے مغربی اور شمالی مغربی مضافات تو بالکل ہی ویران ہو گئے تھے محلہ فابرگ نیشنل تو جل کے بالکل جلا ہوا ملبہ پڑا ہوا معلوم ہوتا تھا اور محلہ پیری جس جگہ آباد تھا وہ بالکل ویران ہو کر وہاں میدان نکل آیا تھا۔ اس میں نہایت بلند نوساختہ بڑے بڑے خوبصورت مکانات اور عمارات تھیں جن پر سینکڑوں روپے صرف ہوئے تھے۔ اُس کی بجائے اب صرف یہ رہ گیا تھا کہ کہیں کہیں کوئی دیوار کھڑی نظر آ جاتی تھی یا لوہے کے جلے ہوئے ٹکڑے نظر آتے تھے یا راکھ کے ڈھیر نظر آتے تھے فصیل شہر پر اگر کوئی دیکھتا تو فابرگ اس طرح سے نظر آتا تھا گویا کوئی دبا ہوا شہر معلوم ہوا ہے اور اُس کا ملبہ اوپر کھود کھود کے ڈالا جا رہا ہے۔ اس قدر کامل اور پوری بربادی اسکی ہوئی تھی کہ اگر کوئی سچ سچ یہ کہتا اب سے چھ ہفتہ پیشتر یہ شہر نہایت

خوبصورتی سے آباد تھا اور یہاں بڑے مخیر لوگ رہا کرتے تھے اور روپے کے لین دین کا کاروبار یہاں خوب ہوا کرتا تھا تو شاید کسی کو بمشکل یقین آتا۔ جدھر آنکھ اٹھا کے دیکھتے سوائے بربادی اور تباہی کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔ بڑے بڑے برج اور مکانات جو گر گئے تھے یا اب گر رہے تھے۔ مکانات گرجا۔ اور کارخانجات اور قلعہ کی فصیلیں یہ سب گر گر کے خاک ہوتے جاتے تھے اور درختوں کا یہ حال تھا کہ کوئی بالکل ہی گر گیا تھا اور کوئی گرنے کی حالت میں تھا۔ انیسویں صدی کا یہ کیسا غمگین نظارہ تھا۔ ہمارے زمانہ میں تہذیب کو جو ایسا مکمل سمجھ لیا گیا ہے اور سائنس (علم) کی ہر شاخ میں ترقی ہو رہی ہے اس بربادی کو سوائے اس کے اور کیا کہا جاوے کہ یہ بربادی بھی ایک ضمیمہ تہذیب ہے۔ ہماری فخریہ ترقی کا یہ نتیجہ ہوا کہ لاکھوں روپوں پر پانی پھر گیا اور لاکھوں کی لاگت اور بڑی محنت اور عقل سے جو جو اشیاء مہیا کی گئیں تھیں وہ یوں برباد کر ڈالی گئیں۔ اصلی بات تو یہ ہے کہ درحقیقت جنگ تمام بے وقوفیوں سے بڑھ کر بیوقوفی اور تمام جرموں سے بڑھکر جرم ہے ہمیں اس جگہ اس بحث سے کیا غرض۔ اب ہم اپنے کام کی طرف پھر رجوع کرتے ہیں۔ اسٹراسبرگ کا قلعہ بالکل راکھ کا ڈھیر نظر آتا تھا۔ شہر کا اندرونی حصہ گو اس قدر برباد تو نہیں ہوا تھا جتنا کہ اسٹراسبرگ کے مضافات اور دیگر قرب وجوار کی عمارات ہوئی تھیں لیکن چونکہ یہ درمیان شہر میں تھا اس کا بھی بہت نقصان ہوا۔ محلہ کلیبر پلیٹ میں جو نہایت مشہور تصویر خانہ تھا وہ بنیاد سے چھت تک بالکل برباد ہو گیا تھا۔ گرجا اور شہنشاہی محل اور اعلے اعلے عمارات تمام چکنا چور ہو رہی تھی۔ نہر کے تین یا چار پل ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اڑ گئے تھے اور بعض عالیشان مکانات ایسے شکستہ ہو گئے کہ مجبوراً ان کو اسی وقت گرا دینا پڑا۔ شہر میں تمام سڑکیں بوجہ گولوں کے گرنے کے اکھڑی ہوئی ہوئی تھیں اور گڈھوں پر گڈھے ہو رہے تھے۔ شہر کا باغ دوران محاصرہ میں قبرستان بنا لیا گیا تھا اور اب وہاں تمام سپاہیوں اور سویلین اور مرد و عورت اور بچے وغیرہ کی قبریں بنی ہوئی تھیں۔ بالمختصر یہ ہے کہ اس مشہور زمانہ شہر اسٹراسبرگ پر جو جو مصیبتیں نازل ہوئیں۔ اس کے بیان کرنے کے لئے کافی الفاظ نہیں ہیں۔

گولہ باری سے اسٹراسبرگ میں جو نقصان ہوا اس نقصان کی میزان بہت زیادہ ہے۔ شہر کے چار سو [۴۰۰] مکانات برباد ہوئے اور ستر سو [۷۰۰۰] شہری آدمی قتل اور زخمی ہوئے۔ اور آٹھ ہزار [۸۰۰۰] آدمی بے گھر ہو گئے۔ اسٹراسبرگ کے نقصان کا اندازہ اٹھارہ کروڑ فرانک یا ستر لاکھ پونڈ اور اسی لاکھ [۸۰۰۰۰۰۰] پونڈ کے درمیان

کیا گیا تھا۔ یہودیوں کے محلہ میں اور ماہی گیروں کے محلہ میں اور محلہائے سینٹ نکولاس اور فنکن سیٹ اور بروگلی میں اور اسٹین اسٹریسی کے قریب بہت ہی سخت نقصان جان و مال ہوا۔

فصل ہشتم

پیرس کے سامنے لڑائی۔ شہنشاہ نپولین کا تحریری اعلان

وسجنز میں لڑائی

جرمنی فوج اب پیرس کی جانب بڑھی جا رہی تھی اور اس کے روکنے کے لئے اب ایسی کوئی فرانسیسی فوج نہیں رہی تھی کہ جو قواعد دان فوج کہی جا سکے۔ اس لئے ستمبر کے اخیر میں جرمنی فوج نے پیرس کا پورا محاصرہ کر لیا اور بیرونی دنیا سے پیرس کے تمام تعلقات مسدود ہو گئے۔ بے شمار قواعد دان سپاہی کہ جنہوں نے گذشتہ خونریز لڑائیوں میں فتح پائی تھی۔ اس شہر کے چاروں جانب پڑی ہوئی تھی اور فوج کے آٹھ یا ½ ۸ کور تھیں جن کی تعداد دو لاکھ دس ہزار سے دو لاکھ چالیس ہزار تک تھی اور شمال مشرق سے جنوب مغرب تک پیرس کو گھیرے ہوئے تھی۔ ریل کی سڑکوں پر رسالہ سوار ان محاصرہ کئے ہوئے تھے۔

۳۰۔ ستمبر کو فرانسیسی فوج نے زیر کمان جنرل وینوئی اور جنرل ڈوکروٹ فوج محاصرین پر حملہ کرنے کی کوشش کی۔

قلعجات آوری اور مان ٹروگ سے اُن پہاڑیوں کی چوٹیوں پر گولہ باری کی گئی جو قصبہ چوزی لی روئی سے قصبہ لاہے تک پھیلے ہوئے ہیں تاکہ جرمنی فوج کی توجہ ادھر منعطف کر کے لانگ بو کے میدان پر حملہ کر دیا جاوے۔ دریائے سین کی وادی اور اوس وادی کے درمیان جس پر شہر بیوری آباد ہے ایک پہاڑی حائل ہے جس کی چوٹی بہت چوڑی ہے اور ½ ۳ میل تک عریض ہے۔ اس کے مشرق کی طرف دریائے سین کی جانب قصبہ چوزی لی روئی سے ذرا اوپر موضع تھیاس آباد ہے۔ اور مشرقی طرف شہر بیوری کی جانب لاہے آباد ہے۔ وینوئی کی غرض یہ تھی کہ شہر چیویلی پر قبضہ ہو جائے۔ اس لئے وہ پچیس ہزار فرانسیسی فوج ہمراہ لیکر سامنے بڑھا۔ اور جنرل ڈوکروٹ مغرب کی طرف شہر بوکیوال کی جانب دشمن

کی دیکھ بھال کے لئے چلا۔ اور جنرل ڈیکسی نے شہر نوجنٹ کے سامنے اسی غرض سے کوچ کیا۔ نوجنٹ پر
دریائے سین اور مارن کے اتصال پر اور فرانسیسی فوج بھی پڑی ہوئی تھی شہر ڈینس سے آگے شمال
کی جانب بھی فوج کو دشمن کی دیکھ بھال کے لئے کوچ کرنے کا حکم بھی دیا گیا تھا۔ علاوہ پچیس ہزار فوج
متذکرۂ بالا کے ۲۰۰ – اور ۱۲ – اور ۱۰ – اور ۲۷ – اور ۵۰ – اور ۵ – اور ۹۰۰ – فوجیں بھی ہٹر یلیوز اور توپوں
کے ساتھ اس حملہ میں مصروف تھیں اور بہت سی نئی بھرتی شدہ فوج کے سپاہی بھی اس میں شریک تھے
اور یہ سب فوج قلعہ ایسی کے عقب سے قلعہ منٹروگ تک پھیلی پڑی تھی۔ فوجی رپورٹ کے مطالعہ سے یہ واضح
ہوتا ہے کہ جنرل وینوئی کا یہ ارادہ تھا کہ اگر ممکن ہو سکے تو قصبات۔ لاہے اور چیویلی۔ تھیاس اور چوزیلی روئی
پر قبضہ کر لیا جاوے چونکہ اس قبضہ کرنے سے شہر وارسلیز کے ساتھ آمد و رفت کی راہ جاری ہو سکتی تھی۔ اوّل
اوّل تو اس فرانسیسی فوج کو جو ایک شب پہلے قلعجات آیوڑی بٹیشری۔ اور منٹروگ کے پیچھے جمع ہوئی تھی پوری
کامیابی حاصل ہوئی۔ فوج گلہیم بریگیڈ اور ۳۵ – اور ۴۲ – نے چیویلی پر قبضہ کر لیا اور مڈھوئی کے ڈویژن فوج نے
تھیاس پر قبضہ کر کے تھوڑے عرصہ کے لئے جرمنی توپخانہ کی ایک باڑی پر قبضہ کر لیا مگر توپوں کو نہیں لیجا سکے۔
اس فوج پر اب پرشیا کی تیس ہزار فوج نے حملہ کیا۔ جنرل ڈایکسی جو شہر کریٹیل کی طرف لڑ رہا تھا اس کو بھی اب پیچھے
ہٹنا پڑا۔ لیکن جنرل ٹروچو فوج کے اس طرح لڑنے سے خوش ہوا اور اس نے فوج کے طرزعمل کی تعریف
کی۔ فرانسیسی بائیس ہزار فوج دشمن کی دیکھ بھال کے لئے نکلی تھی لیکن پرشیا والے زیادہ تعداد بتلاتے ہیں
جرمنی کی فوج کے نوسو یا ایکہزار آدمی مارے گئے اور فرانسیسی فوج کے بارہ سو آدمی قتل و گرفتار ہوئے۔
یہ لڑائی اس طرح شروع ہوئی کہ صبح ہوتے ہی قلعوں سے گولہ باری شروع ہو گئی اور پھر پیدل فوج نے آگے
بڑھنا شروع کیا اور میدانی توپخانہ نے شہر چیویلی کے سامنے گولہ باری شروع کی اور پیدل فوج تین لائن
میں ہو کر آگے بڑھی۔ اس پیدل فوج کا میمنہ حصہ سڑک پر ہوتا ہوا اس پہاڑی کی چوٹی تک گیا جو وادی
بویری میں ہے اور جو درمیان قلعہ ہاٹس بروری اور قلعہ لاہے کے واقع ہے۔ اور پیدل فوج کا میسرہ شہر
فانٹن بلیو کی سڑک پر ہو کر شہر لاہے کی طرف گیا۔ باوجودیکہ جرمنی فوج کے ۶۔ کور نے چیویلی میں سے گھروں
اور دیواروں کی آڑ میں سے فرانسیسی فوج کی مدافعت کی لیکن ۳۵۔ فرانسیسی فوج نے آٹھ بجے شہر چیویلی
لے لیا۔ فوج میسرہ جو زیر کمان جنرل مڈھوئی تھی اس کو کامیابی کم ہوئی۔ چونکہ اس فوج پر لاہے سے جرمنوں
نے سخت گولہ باری کی۔ جب فوج میمنہ موضع تھیاس میں پہنچی تو وہاں پر جرمنی کی بہت فوج دکھائی دی اور چونکہ

جنرل وینوئی کو اور زیادہ حملہ کرنے کی ہدایت نہیں کی گئی سوائے اس کے کہ دشمن کی دیکھ بھال کر کے فوج پرشیا کی تعداد معلوم کریں اور اُن کو ذرا سی بھڑکا دے۔ اس لئے جنرل وینوئی پیچھے ہٹ آیا۔

یکم۔ اکتوبر کو شہنشاہ نیپولین کا اعلان شایع ہوا۔ یہ بعنوان "خیالات شہنشاہ فرانس" طبع ہوا تھا۔ اور اس کا دیباچہ اس طور سے شروع ہوا ہے کہ ایم جولیس فاور نے جو گفتگو کونٹ بسمارک سے صلح کے لئے کی تھی اور اُس میں ناکامیابی ہوئی بسمارک نے اس بات کی ٹھیک رپورٹ ولہلمشوہی میں شہنشاہ کے پاس فوراً بھیجدی تھی۔ شہنشاہ نے اُس پر غور کر کے ایم ڈی کاسلنا کے ہاتھ مفصلہ ذیل نوٹ خود اپنے ہاتھ سے لکھکر پرشیا کے ہیڈ کوارٹر میں بھیجا جسکا مختصر خلاصہ حسب ذیل ہے:۔

۲ستمبر سے جب کہ قدرت نے مجھ کو اپنی تلوار شاہ پرشیا کو سپرد کر دینے پر مجبور کر دیا۔ شاہ پرشیا مجھ اپنے قیدی کو ہر مصیبت سے جو فوج جرمنی ملک فرانس پر برپا کر رہی ہے اور جسکو شاہ مذکور جرمنی کے فوائد کہتے ہیں مطلع رکھتے ہیں یا جیسے میری رائے ہے اور جسکی کہ اب کونٹ بسمارک کے خطوط سے اور تصدیق ہو گئی ہے مجھ کو مطلع رکھنا چاہتے ہیں۔ ۴ ستمبر تک تو میں نے اپنے خیالات یوں محفوظ رکھے تاکہ شہنشاہ بیگم کو ملک کی خواہش کے موافق عمل کرنے کی پوری آزادی رہے۔ لیکن ۴ ستمبر سے میں ہمیشہ یہ دعا کرتا رہتا ہوں کہ فرانس اپنے اصلی حدود سے اپنے دشمنوں کو نکالدے۔ گو فرانس نے میرے خاندان کے حقوق زائل کر دیئے ہیں۔ فرانس بے شک ایسے کوئی شرائط قبول نہیں کرے گا جس سے اُس کے ملک کی آبرو جاوے۔ اور شاہ جرمنی نے بھی بروقت ملاقات یہ تذکرہ کیا تھا کہ وہ بہ نسبت فرانس کی بربادی کی اُس سے اتحاد ہونے کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں۔ اگر شاہ کے درحقیقت یہ خیالات ہیں تو اُن کے عملدرآمد کے لئے کوئی شئے مانع نہیں ہو سکتی۔ فرانس اور جرمنی کے حدود پر جو قلعجات تھے اور جو اب برباد ہو گئے ہیں۔ فرانسیسی بیشک عقلمندی کا ثبوت دینگے اگر اُن کے رکھنے پر اصرار نہ کرینگے۔ اور صلح اور اتحاد ہر حال میں بہتر ہے وگرنہ دوسرے حال میں تو اس قسم کی جنگ سے جیسا آج کل فرانس اور جرمنی میں ہو رہا ہے سوائے اس کے اور کوئی انجام نہیں ہوتا کہ ایک ملک بالکل برباد ہو جاوے۔ فرانس پر جو مصیبت پڑ رہی ہے اس کا تمام سبب یہ ہے کہ فرانسیسوں میں پولیٹیکل اتفاق نہیں ہے۔ اور اگر اب صلح نہ کر لی گئی اور جنگ بھی جاری رکھا گیا تو یہ بات جرمنی اور فرانس دونوں کے لئے بہت ہی بربادی بخش ثابت

ہو گی۔"

نپولین

مقام ولہلمشوہی ۔ مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۸۷۰ء ۔

ووجیز کے پہاڑوں میں لڑائی

سیڈان کی لڑائی کے بعد چند فرانسیسیوں نے جرمنی فوج سے لڑنے کیلئے اپنا ایک دستۂ فوج بنا لیا تھا جو فرینکس ٹیرئر کہلاتا تھا۔ اس دستۂ فوج میں خاصکر وہ آدمی تھے جو فرانسیسی لشکروں میں سے بھاگ گئے تھے یا جو فوج سے بچھڑ کر پیچھے رہ گئے تھے۔ اور ان فرینکس ٹیرئر کی لڑائی کا طریقہ وہ تھا جس کو گوریلا کہتے ہیں (گوریلا اُس قسم کے حملہ کو کہتے ہیں کہ کمینگاہ میں بیٹھ کر دشمن کی بےخبری میں اُس پر حملہ کر دینا) رفتہ رفتہ یہ دستۂ فوج بڑھتا گیا اور آخرکار اس کی کئی بلٹنیں مقرر کی گئیں۔ جرمنی کمانڈروں کو ان کے اس طریقۂ جنگ پر نہایت غصہ آیا۔ اور سیڈان کی ایک بڑی مضبوط فوج پر جنرل ڈیجن فیلڈ کو افسر اعلےٰ مقرر کر کے ان فرینکس ٹیرئر کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ تاکہ وہ ملک کو ان کے وجود سے صاف کرے اور ان کا بالکل انتشار ہو جاوے۔ یہ جرمنی فوج تین حصے ہو کے روانہ ہوئی اور یہ قرار ہو گیا تھا کہ یہ تینوں ڈویژن شہر راؤن لی ایٹپ اور شہر ایپوال کے درمیان آپس میں جمع ہوں۔ ان پہاڑوں کے درے بہت دور تک بمشکل عبور ہوتے اور ان میں سے بہت سے درخت وغیرہ کاٹے گئے تاکہ گاڑیوں کے لئے راستہ ہو جائے۔ ان دروں کے بچاؤ کے لئے کوئی کارروائی نہیں کی گئی سوائے اس کے کہ قصبۂ سینٹ ڈیمیں اور بلوال کی سڑک پر سوشیخ چینپنی پر ۴۔ اکتوبر کو فرانسیسی فوج نے مقدمۃ الجیش جرمنی پر حملہ کیا۔ لیکن فرانسیسی بڑی آسانی سے بھگا دئیے گئے۔ اُسی دن جرمنی کی اس فوج نے جو دشمن کی دیکھ بھال کے لئے گئی ہوئی تھی قصبۂ کالس اور لی ٹروچی درمیان فرینکس ٹیرئر سے مقابلہ کر کے ان کو کامل شکست دی۔ ۵۔ اکتوبر کو قصبۂ راون پر ایک خفیف لڑائی ہوئی جس پر فرانسیسی قابض تھے لیکن جبکہ جرمنی کی فوج کے تینوں ڈویژنوں کے افسر ایک ساتھ ہی آ گئے۔ تو فرانسیسیوں نے کوئی مقابلہ نہیں کیا شہر کے ایک کنارے اور جنگل اور مضافات کے مکانوں سے آگ برسانے کے بعد فرانسیسی منتشر کر دیئے گئے۔ ۶۔ اکتوبر کو تیسرے ڈویژن کی میمنہ فوج پر ایک قواعددان فرانسیسی دستۂ فوج نے حملہ کیا جو شہر بروریس اور رامبر ویلر کے جنوب میں سے جلدی سے آ گئی تھی۔

صبح کے وقت نہایت گھرا کُہرا پڑ رہا تھا جس کی وجہ سے دن نکلے لڑائی شروع ہوئی اور جس کی وجہ سے جرمنی فوج کو قصبۂ ایٹوال کی بلندی پر مقام کرنا پڑا۔ سوا نو بجے مطلع صاف ہو گیا اور فوج نے آگے کوچ شروع کیا۔ قصبۂ روبیٹی لائز جس پر فرانسیسی قابض تھے اور جہاں اُنہوں نے توپخانہ کی دو باڑیاں قایم کردی تھیں۔ اُس پر جرمنی فوج نے بہت جلد قبضہ کر لیا مگر ذرا آگے جنگل میں بڑی سخت لڑائی ہوئی۔ ایک بجے فرانسیسیوں کی ہمت ٹوٹ گئی اور آن کا آگ برسانا بھی کم ہو گیا اور جرمنی فوج بھی تھک گئی تھی۔ فرنچ پیدل فوج کے بہت سے دستوں کے پاس ایک بھی کارتوس باقی نہیں رہا اور دو توپیں جنھے ½ ۱۰ بجے سے برابر گولہ باری ہو رہی تھی۔ آن کے لئے بھی گولا و بارود نہیں رہا۔ ڈیڑھ بجے فرانسیسی فوج کی اور کمک آگئی اب فرانسیسی توپخانہ نے پھر گولہ باری شروع کردی اور آن کی پیدل فوج نے چاروں طرف سے حملہ کرنا پھر شروع کر دیا۔ جرمنی توپخانہ سے بھی گولہ باری ہوتی رہی بلکہ جرمنی توپخانہ نے نسبتاً بہت اچھا کام کیا۔ اب فوج محفوظ بلائی گئی اور ½ ۳ بجے سب فوج کو حملہ کیلئے آگے بڑھنے کا حکم دیا گیا۔ ڈھول اور نفیریوں کی آواز کا جنگل میں بڑا غل و شور ہوتا رہا۔ فرانسیسیوں نے حملہ کا انتظار کیا اور وہ قدم بقدم پہاڑی کی چوٹی تک پیچھے ہٹا دیئے گئے اس کے بعد فرانسیسی بڑی گھبراہٹ میں پہاڑ کے نیچے شہر لا بورگنس کی جانب بھاگے۔ اور بھاگتے ہوئے آن پر اس قدر آگ برسائی گئی کہ سیکڑوں مارے گئے۔ شہر لا بورگنس پر دوبارہ فرانسیسیوں نے مقابلہ جم کر کرنا چاہا لیکن وہ وہاں سے بھی بھگا دیئے گئے اور اب فرانسیسی بڑی گھبراہٹ میں شہر پروریس اور راسبرویلر کی جانب بھاگ گئے۔ تمام میدان جنگ میں اور جنگل میں اور جس راہ سے فرانسیسی بھاگے تھے وہاں بھی بہت دور تک قبوریں۔ بندوقیں اور سامان بکھرا ہوا پڑا تھا۔ رات کو جرمنی فوج جنگل میں مقیم رہی اور موضع روبیٹ لائز جلتا ہوا نظر آتا رہا۔ اس لڑائی میں جرمنی فوج کی تعداد ۲۰۰۰۰ اور ۳۰۰۰۰ کے درمیان تھی جنھوں نے سات گھنٹے کی سخت لڑائی کے بعد اپنے سے دُگنی تعداد کے دشمنوں کو شکست دیکر چھ ہزار فرانسیسیوں کو گرفتار کیا اور ایک بہت بڑی تعداد کو منتشر کر دیا۔ فرنچ قیدیوں کے بیان کے مطابق اس لڑائی میں فرانسیسی جنرل پیٹوین کے زیر کمان تھے یہ سب ونٹجز اور شہر پیرس کے عوام تھے جو لڑائی کے لئے جمع ہو گئے تھے اور دو چار رجمنٹیں تھیں۔ فرنکس ٹیر شراس فوج میں شاذونادر ہی تھے۔ فرانسیسیوں کے پاس آٹھ یا نو توپیں تھیں لیکن رسالہ سواران نہ تھا۔ یہ فرانسیسی رجمنٹیں شب گذشتہ کو نہایت جلد ہی جلد کوچ کر کے شہر بورڈو۔ مارسیلز اور فرانس کے جنوبی قلعوں سے آئی تھیں۔ فرانسیسی فوج کی تعداد آٹھ ہزار

بانو ہزار تھی اور فرنچ قیدی اس کو بارہ ہزار اور چودہ ہزار کے درمیان بتاتے تھے۔ جرمنی فوج کے ۲۲ افسر اور ۲۰۰ سپاہی قتل ہوئے۔ ان میں وہ تعداد بھی شامل ہے جو زخمی ہوئے یا گم ہو گئے اور جرمنی فوج کے پندرہ گھوڑے مارے گئے۔ ایک باٹری توپخانہ نے ۲۰۰۰ دفعہ اور دوسری باٹری نے ۲۵۹۴ دفعہ گولہ باری کی ۲۰ کو فوج جرمنی اور آگے بڑھی اور ۲۸ کو سب جرمنی فوج آپس میں شریک ہو گئی اور شہر سینٹ ڈٹی اور راؤن پر بغیر مخالفت قبضہ کر لیا۔

۲۳ اکتوبر کی صبح کو شہر مرسی لاماٹ میں جو شہر مٹز کے قرب و جوار میں واقع ہے ایک بڑی سخت آواز سنی گئی معلوم ہوا کہ ۲۷ جرمن کوارکی سفر مینا نے شہر پلٹری کے نزدیک جو عمارات موسوم بہ لیگ ناگ آکس بوٹی تھے اس کے نیچے زمین کھود کر اور بارود بھر کر اس کو اڑا دیا ہے۔ یہ جگہ فرانسیسی فوج کو جب وہ قلعہ سے نکل کر پرشیا کی فوج پر حملہ کرتی تھی بطور مدد کے کام دیتی تھی اور پرشیا والے اس پر قبضہ نہیں کر سکتے تھے چونکہ یہ عمارات قلعہ کو نیلن کی زد میں تھی، اور قلعہ پر فرانسیسی قابض تھے۔ چنانچہ جبکہ اس قلعہ سے بڑی سخت گولہ باری شروع ہوئی۔ اور گوسے دریائے موزل کی وادی سے آگے شہر آرس تک جاتے تھے۔ ۲ جرمن کوارڈ [illegible] نے ۳۰ ڈویژن کو لڑائی میں مصروف ہوتے دیکھا۔ ۱۰ اور ۱۲ پیدل فوج جو آرس میں مقیم تھیں انہوں نے سب سے پہلے لڑنا شروع کر دیا اور اس فرانسیسی پیدل فوج پر جو درمیان شہر آرس اور مٹز کی وادی موزل میں سے آرہی تھی جھپٹ کر حملہ کر دیا۔ اس کے علاوہ شہر واکس کی پہاڑی سے دونوں جانب سے جرمنی فوج نے فرانسیسی فوج پر گولہ باری شروع کر دی۔ فرانسیسیوں نے بڑی بہادری سے مقابلہ کیا لیکن آخر کار پسپا ہو کر قلعہ میں پناہ لی جرمنی کے توپخانہ نے فرانسیسی فوج [illegible] فرانسیسی فوج قید ہوئی۔

اس کے دوسرے دن سہ پہر کو [illegible] نے مصمم ارادہ کر لیا کہ اب پرشیا کی فوج سے [illegible] چھیڑ کر تھیون ویلی کی جانب کوچ کر دیا جاوے۔ اس سے پہلے [illegible] پرشیا کی فوج نے [illegible] سے بھگا دیا تھا اور اپنی تھوڑی تھوڑی فوجیں [illegible] مقیم کر دی تھیں۔ کچھ بہت سخت [illegible] پر دوبارہ قبضہ کرنے کے لئے توپخانہ سے گولہ باری شروع کر دی [illegible] کی طرف [illegible] پرشیا کی [illegible]

منہدم کرڈالیں۔ ان دیہات پر قبضہ کرکے اس نے ایک بڑی فوج داہنی جانب دریائے موزل کے قریب بھیجی اور یہ فوج وادی موزل تک پہنچی اور پرشیا کے توپخانوں نے دریا کے دونو جانب سے گولہ باری کرکے یہاں اس فوج کو آگے بڑھنے سے روکا۔ اور جرمنی فوج کی ۱۰ آرمی کور ز لینڈ وہیر کے دو بریگیڈ نے آگے بڑھکر اس فرانسیسی فوج کا نہایت بہادری سے مقابلہ کیا۔ ۵۰ لینڈ وہیر رجمنٹ کے فیوزیلیر پلٹن جرمنی کی فوج کے تو گویا تمام کے سپاہی ہی مارے گئے۔ اس رجمنٹ کی دوسری پلٹنوں اور ۹۵ لینڈ وہیر رجمنٹ کے بھی بہت سے آدمی کام آئے۔ آخر کار ۴½ بجے کے قریب ۱۰ آرمی کورز اور لینڈ وہیر رجمنٹ نے برابر بڑھتے جاکر فرانسیسی فوج کو بھگا دیا۔ جرمنی اور فرانسیسی فوج کے ان گاؤں میں بندوق کی نوکوں سے بہت دور تک دست بدست لڑائی رہی۔ ۵ لینڈ وہیر ڈویژن کا کمانیر جنرل ون براندانشائن بھی زخمی ہوا۔ جرمنی فوج کی کامل فتح ہوئی۔ جرمنی فوج کا بہت نقصان ہوا۔ کثرت سے سپاہی مارے گئے اور بہت ہی مجروح ہوئے۔ فرانسیسی فوج کا نقصان اس سے بھی زیادہ ہوا۔ فرانسیسی فوج کا تمام میدانی توپخانہ اور فوج پیدل لڑنے کے لئے نکل آئی تھی اس کے علاوہ قلعہ سینٹ جولین اور قلعہ سینٹ الائی سے بھی گولہ باری ہوتی تھی۔ جرمنی کی کل ۱۰ اور ۳ آرمی کورز اور لینڈ وہیر ڈویژن مصروف کارزار تھی۔ ۱۰ آرمی کورز کا جنرل ون ووئٹ ان سب فوج کا افسر اعلےٰ تھا۔ فرانسیسیوں نے اس طرح شہر وینی اور شہر چیلیس۔ اور چارلی۔ اور لااومی پر حملہ کیا تھا جو قلعہ سینٹ جولین کے شمال مشرق کی طرف آباد ہیں مگر وہاں سے فرانسیسی فوج رات ہوتے ہی پسپا ہوئی۔

۵۔ اکتوبر کو فرانسیسی جنرل ریان نے معہ تین بریگیڈ سواران اور پیدل اور ۴½ باٹری توپخانہ کے شہر تونٹے کی جانب کوچ کیا۔ سات بجے صبح کے وہ موضع چاسیس کے پاس پہنچا۔ سواران کے ایک اسکواڈرن نے اس گاؤں کو گھیر لیا اور رائل بورین رجمنٹ کے پانچ سپاہی گرفتار کر لئے۔ باوجودیکہ جرمنی توپخانہ سے گولہ باری ہو رہی تھی اور جس کی گولہ باری سے کئی فرانسیسی توپیں ناکارہ بھی ہوگئیں تھیں لیکن تاہم یہ فرانسیسی فوج آگے بڑھتی چلی گئی۔ اور جنرل ریزاری کے بریگیڈ نے داہنی جانب سے اس قصبہ کے گرد چکر لگایا۔ جرمنی فوج کے ۴ سو یا پانچ سو سوار تھے اور دو ہزار پیدل تھے ان کو مجبوراً پیرس کی جانب بہت جلدی جلدی واپس آنا پڑا۔ فرانسیسیوں نے تونٹے کے باہر جاکر تین یا چار گھنٹے تک جرمنی فوج کا تعاقب کیا۔ بعد اس کے فرانسیسی فوج بوجہ تھک جانے کے مقیم ہوگئی۔ جنرل ریان نے دیکھ بھال کرکے دشمن کی پوری طاقت معلوم کر لی تھی اور یہ بھی معلوم کر لیا تھا کہ اس فوج کے ہمراہ پرنس البرٹ آف سکس سیجن اور پرنس سکس آلٹن برگ بھی ہیں۔ اس لڑائی میں جنرل ریان نے جرمنی سے

ایک گلہ سویشی بھی چھینا - جس میں ۱۷۴ اگابیٹ اور ۲۰۵ بھیڑیں تھیں اور یہ گلہ شہر آرلینز کو بھیج دیا -

فصل نہم

محاصرہ ہائے شہر پیرس شہر سوئی سنس اور شہر میچی - اور جنگ آرلینز

شروع اکتوبر میں جبکہ پیرس محصور ہو رہا تھا باشندگان پیرس میں بڑا جوش اور استقلال تھا کہ عوام کی صدا یہ تھی کہ جنگ جاری رکھا جاوے اور ہم اپنے تئیں ہرگز سپرد نہ کریں گے جبکہ پیرس کا محاصرہ اول ہی اول ہوا تو شہر میں نہایت ہی بدانتظامی پھیل گئی لیکن پھر انتظام ہو گیا - غلہ خوراک اور سامان جنگ یعنے گولہ بارود کا تخمینہ لگایا گیا تھا کہ یہ سب سامان اس قدر موجود ہے کہ دو مہینے تک باشندگان پیرس کو کافی ہو گا - اور پیرس میں کم سے کم چار لاکھ پچاس ہزار مسلح آدمیوں کی فوج موجود تھی اور اسی قدر آدمی اور بھی تھے جتنے فوج بھرتی ہو سکتی ہے قلعوں کی زد میں اگر یہ ذرا سا بھی شبہ ہو جاتا کہ جرمنی فوج ہے تو قلعوں سے فوراً گولہ باری ہوتی تھی اور دریائے سین میں جو جنگی کشتی توپ دار تھی وہ کسی جرمن توپخانہ کی باڑی کو بلند میدان میوڈن پر نصب نہ ہونے دیتی تھی لیکن جس کا نام محاصرہ ہے وہ یہاں پورا پورا نہیں ہو سکا چونکہ یہاں سے بیرونی دنیا کو خطوط وغیرہ بھیجنے کے بہت سے وسائل تھے اور بعض بڑے عجیب تھے منجملہ ان کے سب سے عجیب ذریعہ آمد و رفت کا غبارے تھے جن میں مسافر و خطوط پیرس سے بیرونی دنیا کو آتے جاتے تھے - نامہ بر کبوتروں کے ذریعہ سے بھی بیرونی دنیا سے خط و کتابت جاری تھی - اور پیرس کے باہر جرمنی فوجیں بڑی مصروفیت سے بھاری بھاری توپیں قلعوں کے مقابلہ پر جاتے میں مشغول تھیں - فرانسیسی قلعہ جات پر کل توپیں ۱۲۰۰ تھیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے :-

قلعہ چارنٹن پر ۷۰ توپیں تھیں اور قلعہ ون سینس پر ۱۱۱ اور نوجینٹ پر ۵۰ اور روزنی میں ۶۵ اور رومینوی لی سک میں ۷۵ - روسن ویلی میں ۷۵ - آبری ویلیرز میں ۶۶ - سینٹ ڈینس میں ۵۲ - لابچ سینٹ ڈینی میں ۴۲ - مونٹ ویلیرین میں ۹۰ - ایسی میں ۴۷ - وانویس میں ۵۷ - مانٹروگ میں ۴۴ - بیسیٹری میں ۴۰ - اور قلعہ آیوری میں ۷۰ توپیں تھیں -

۱۴ ستمبر کو شہر سوئی سنس کا محاصرہ شروع ہوا - پرشیا کی فوج نے شہر میں سے آکر تمام دیہات پر قبضہ کر لیا اور بلندی پر قبضہ کر لیا جس کی زد میں ریلوے اسٹیشن تھا - اس فوج میں نہایت رسالہ سواران اور کئی ہزار فوج پیدل تھی اور توپخانہ بہت کم تھا پھیل شہر سے پرشیا کی فوج درختوں اور خندقوں کی آڑ میں ریلوے اسٹیشن کی جانب

بڑھتی ہوئی دکھائی دیتی۔ فرانسیسی فوج نے قلعہ سے نکل کر اس فوج پرشیا کا مقابلہ کیا اور اپنے توپخانہ سے سڑک کے اُن تمام درختوں کو گرادیا جو دشمن پر گولہ باری سے روکتے تھے۔ یہ لڑائی ایک بجے دوپہر سے صبح کے چھ بجے تک رہی۔ لڑائی کے شروع ہوتے ہی فرانسیسی فوج پندرھویں لائن کا کمانڈر ڈینش ٹانگ میں گولی لگنے سے مجروح ہوا ابھی لڑائی جاری ہی تھی کہ جرمنی فوج کے ایک دستہ نے جس میں تین سو آدمی تھے ریلوے اسٹیشن پر قبضہ کرلیا۔ دوسرے دن ۲۵ ستمبر کو پھر لڑائی شروع ہوئی اور فرانسیسی توپخانہ کی گولہ باری سے فوج پرشیا کا بہت نقصان ہوا اسی تاریخ اور بہت سے دیہات پر حملہ کیا گیا اور شہر ریمس کی سڑک پر قبضہ ہو جانے سے پرشیا کی فوج پیرس کی سڑک تک قابض ہوگئی۔ ۲۶ ستمبر کو پرشیا کی فوج نے کٹے ہوئے درختوں کی آڑ میں اور تھوڑا تھوڑا آگے بڑھنا شروع کیا اور اُن کا ارادہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنے ایک توپخانہ کی باڑی موضع ویلونیو کے سامنے نصب کرنا چاہتے ہیں۔ جو دریائے ایزن کے بہت خوبصورت پل کے قریب ہے اور افسوس کہ جس پل کو تین ہفتے ہوئے بارود سے اُڑا دیا تھا۔ فرانسیسی فوج نے اس جگہ سے پرشیا کی فوج کو ہٹانے کا ارادہ کر کے حملہ کرنے کا ارادہ کیا اور جرمنی فوج جہاں مقیم تھی یہ جگہ اس قدر بلند تھی کہ قلعہ کی فصیل کے تمام فرانسیسی گولنداز نظر آتے تھے اور جرمنی کی فوج اُن پر گولہ باری کرتی تھی۔ فوج پرشیا آہستہ آہستہ بڑھ رہی تھی کہ اُن کے درمیان اُڑنے والے گولوں اور گراب کی ایک بوچھار آکے پڑی اور پڑکرا آڑسی۔ ڈیڑھ گھنٹہ سے کم عرصہ میں قلعجات سینٹ جین اور سینٹ ولا اور گیٹ سینٹ مارٹن سے ڈیڑھ سو گولے جرمنی کی فوج پر برسائے گئے۔ اس کے بعد قلعہ گیٹ سینٹ مارٹن سے ایک فوج نے نکل کر اس پر حملہ کر دیا۔ فرانسیسی فوج بہت بہادری سے لڑی لیکن جرمنی فوج جس جگہ مقیم تھی وہ بڑی مضبوط جگہ تھی اور اس کے گرد خندقیں کھودی ہوئی تھیں۔ اس لئے فرانسیسی فوج جرمنی فوج کو اس جگہ سے ہٹا نہیں سکی اور اس لئے ایک گھنٹے کی لڑائی کے بعد فرانسیسی فوج مجبوراً سوسنس میں پھر داخل ہوگئی۔ فرانسیسی فوج کے ۴ آدمی مارے گئے اور بارہ یا تیرہ زخمی ہوئے شہر ریمس کے باہر جو آبادی ہے چونکہ اس میں پرشیا کی فوج پناہ لیتی تھی اسلئے فرانسیسیوں نے اس آبادی کو بالکل جلا ڈالا۔ ۲۷ ستمبر کو یہ خفیف جنگ شروع ہوئی تھی اور دوسری شام کو ختم ہوئی۔ شہر ریمس کے باہر دو سو گھر تھے اور وہ ایک تھوڑے سے عرصہ میں بالکل جلا ڈالے گئے۔ اس آبادی میں کئی کارخانے تھے اور ایک لوہے کا کارخانہ۔ ایک چکی اور بہت سے نہایت عالیشان مکانات تھے۔ افسوس جس جگہ دو گھنٹے پیشتر خوشی اور اُمید اور محنت اور ہنر فیاضی اور دولت تھی وہ جگہ دو ہی گھنٹے کے عرصہ میں یوں تباہ ہوگئی۔

قلعہ سے گولہ باری کر کے فرانسیسی فوج نے ایک کارخانۂ قالین اور ان تمام مکانات کو جو ریلوے اسٹیشن کے نزدیک
تھے بالکل ویران کر دیا۔

۳۱- اکتوبر کو چار دن کی گولہ باری کے بعد گرینڈ ڈیوک آف میکلنبرگ (افسر فوج جرمنی) نے شہر اور قلعہ
سوئی سنس پر قبضہ کر لیا۔ قلعہ کی تمام فوج جس کی تعداد چار ہزار تھی گرفتار ہوئی اور ۱۳۰ توپیں جرمنی فوج کے
ہاتھ لگیں۔

شہر بیچی کا محاصرہ وسط ماہ اگست میں کیا گیا۔ اور جرمنی فوج نے ۲۴- اگست کو قلعہ پر ۵۸ باڑی توپخانہ سے
گولہ باری شروع کر دی۔ جرمنی کی فوج محاصرین میں ۴- ورٹمبرگ فوج اور ۲- بویرین فوج کی دو پلٹنیں تھیں۔ ۲۴ ستمبر
کو فرانسیسی فوج نے قلعہ سے نکل کر جرمنی فوج پر حملہ کر کے پھر قلعہ میں لوٹ گئی۔ ۱۱- اگست کو اور پھر ۲۵- اگست کو قلعہ
سے فوج نے نکل کر پھر خفیف جنگ کی۔ فرانسیسی فوج ہر حملہ میں پسپا ہو کر قلعہ میں لوٹ جاتی تھی اور دونوں جانب
نقصان بہت کم ہوتا تھا۔ ۱۱ تاریخ سے ۲۰ تک بڑی سخت گولہ باری رہی جس کی وجہ سے کئی توپیں بھی ناکارہ ہو گئیں
اور شہر کے ایک سو پچپن گھر جل کے خاکستر ہو گئے اور قلعہ کا بڑا محل بھی گر پڑا۔ بیس ہزار گولے چلانے کے بعد
جرمنی توپخانہ بیکار ہو گیا اور شہر ٹرسل کو بھیج دیا گیا۔ ورٹمبرگ کی فوج بھی واپس بھیج دی گئی اور بویریا کی فوج نگہبانی اور
دیکھ بھال کے لئے مقیم رہی۔ ۵ ۲۰ اور ۳۰ ستمبر اور یکم اکتوبر کو فرانسیسی فوج نے قلعہ سے نکل کر جس میں سوار اور پیدل
شامل تھے محاصرین پر حملہ کر دیا اور جرمنی کے توپخانہ کی باڑھی اور دمدمے سب کو توڑ گئے۔ اس قلعہ کی شکل جبرالٹر
کے عمودی ہے ۴۰۰ فیٹ بلند ہے اور ہر برج پر توپیں چڑھی ہوئی ہیں اور قریباً ناقابل تسخیر ہے۔ اس میں دو ہزار
فرانسیسی فوج مقیم تھی۔ اس شہر کے نواح میں دہقانوں کی زبان جرمنی ہے لیکن ان کی رگوں میں فرانسیسی
خون اور جوش بہت بھرا ہوا ہے۔

۲- اکتوبر کو فوج پرشیا نے مختلف اطراف سے آ کر شہر بیوائس پر اس عجلت سے قبضہ کر لیا کہ جو نگہبان گرجا
اعظم کے مینار پر اس غرض سے مقیم تھا کہ دشمن کے دیکھتے ہی خوف کا بگل بجا دے وہ بھی خوف کا بگل تک نہ بجا
سکا اور حکام میونسپلٹی فوج پرشیا کا بڑھنا نہ روک سکے۔ پرشیا کی فوج نے فوراً اسکان ہوٹل ڈی ویلی پر قبضہ کر کے
فرانسیسی جھنڈا جو اڑ رہا تھا نیچے گرا دیا۔ مگر شہر کے حاکم کی درخواست پر ۳۰- فرانسیسی سپاہیوں کے ہتھیار اس سبب
سے نہیں لئے گئے تا کہ شہر میں بد انتظامی نہ ہو جاوے۔ فوج پرشیا کے جنرل نے کہا کہ میں شہر بیوائس کو محض
رسد رسانی کے لئے مرکز فوج بنانا چاہتا ہوں تا کہ یہاں سے حسب ضرورت گرد و نواح میں علاقہ فوج کیلئے بھیجا جا سکے

اور اس لیے باشندگان شہر سے درخواست کی گئی کہ اپنی دکانیں کھلی رکھیں چونکہ جرمنی فوج کو حکم دیدیا گیا ہے کہ جو سامان خریدے اسکے دام فوراً ادا کرے۔

۴۔ اکتوبر کو جرمنی کی فوج نے شہر اپرنن پر قبضہ کرلیا۔ اور ایک سخت لڑائی کے بعد فرانسیسی فوج کو بھگا دیا۔ فرنیکس ٹیرئیر اور گارڈس موبائل فوج فرانس نے اس جنگ میں بڑی بہادری دکھائی۔ جانبین کا بہت خفیف نقصان ہوا۔

۹۔ اکتوبر کو فرانسیسی عارضی گورنمنٹ کے دارالخلافہ شہر ٹورس میں گریبالڈی داخل ہوا۔ (گریبالڈی ایک محب الوطن اٹلی کا باشندہ تھا۔ اس نے فوج جمع کر کے ۱۸۶۰ء میں جزیرہ سسلی کو فتح کرلیا تھا اور وہاں کا اعلےٰ حاکم بھی ہوگیا تھا لیکن اسی سال اس نے استعفاء دیدیا۔ بعد اس کے وہ جزیرہ کیپریا میں چلا گیا اس کے بعد ۱۸۶۲ء میں سسلی میں پھر آیا اور روم پر حملہ کرنے کیلئے ایک فوج جمع کی۔ لیکن اسی سال شہر اسپرومنٹی میں اسکو شاہی فوج نے شکست دی جس میں گریبالڈی زخمی ہوگیا۔ ۱۸۶۷ء میں وہ پوپ کے علاقہ میں داخل ہوتا ہوا گرفتار کیا گیا اور بطور قیدی کے جزیرۂ کیپریا کو بھیجدیا گیا۔ ازمترجم) یہ اٹلی کا محب وطن کیپریا سے اس غرض سے آیا تھا کہ فرانسیسی سلطنت جمہور کو مدد دے کہ جرمنی حملہ آوروں کو ملک فرانس سے نکالدے۔ گریبالڈی اس طرح بلا خبر آگیا کہ ریلوے اسٹیشن پر کوئی اس کے استقبال کو بھی نہ جاسکا۔ فرانسیسی فوج کا ایک لفٹنٹ اس وقت اسٹیشن پر موجود تھا اس نے گریبالڈی کو پہچانکر اس اطالین جرنیل کی اردلی میں بطور محافظ چلنا چاہا لیکن گریبالڈی نے جواب دیا کہ مجھ کو تو اردلی میں سپاہی رکھنے کی عادت نہیں ہے۔ اور اب تم جاؤ ہم تم میدان جنگ میں ملیں گے تاکہ فرانسیسی جمہوری سلطنت کو حملہ آوروں سے بچاویں۔ گریبالڈی جنرل اسٹاف کے ساتھ شہر کے حاکم اعلےٰ کے مکان پر گیا اور باوجودیکہ بہت تھکا ہوا تھا اور اسپرومنٹی میں جو زخم لگا تھا اس سے ابھی تک مجروح اور تکلیف میں تھا لیکن شہر کے حاکم اعلےٰ اور فرانسیسی عارضی گورنمنٹ کے ممبروں سے اس نے ملاقات کی۔ فرنیکس ٹیرئیر اور عوام کو جب یہ بات معلوم ہوئی کہ گریبالڈی یہاں آیا ہے تو وہ سب شہر کے حاکم اعلےٰ مکان کے باغ میں جمع ہوئے اور درخواست کی کہ گریبالڈی ہماری قواعد دیکھے۔ اور چلائے کہ خدا گریبالڈی کو ہمیشہ قایم رکھے۔ یہ اٹالین جرنیل ایم کریمو اور ایم گلاس بزو کے ہمراہ مکان کی کھڑکی پر آیا اور ان سب کو دیکھا لیکن چونکہ بیمار تھا اسلئے نیچے ان کے پاس نہ جاسکا۔ لیکن ایم کریمو اور ایم گلاس بزو نیچے اترے اور فرنیکس ٹیرئیر کی قواعد دیکھی اور پھر گریبالڈی کے پاس آگئے۔ فرنیکس ٹیرئیر کی درخواست پر ایم گلاس بزو نے

منجانب آن کے گریبالڈی سے معانقہ کیا۔ گریبالڈی اور ایم کریمو نے ونیکس ٹیرئیر کو کچھ کلمات بہادرانہ جوش کے قایم رکھنے کے لئے کہے اور پھر ونیکس ٹیرئیر یہ چلاتے ہوئے منتشر ہو گئے کہ گریبالڈی ہمیشہ سلامت رہو جمہوری ہمیشہ سلامت رہے! اکریمو ہمیشہ سلامت رہے۔

۹ - اکتوبر کو ایم گمبیٹا - فرانسیسی وزیر داخلہ نے مفصلہ ذیل ہمت دلانے والا اعلان شایع کیا:-

"حسب الحکم گورنمنٹ جمہوریہ میں پیرس سے یہاں اس قدر مقصد سے آیا ہوں کہ پیرس کے لوگوں کی امیدیں ہیں ا- جنہوں نے فرانس سے دشمنوں کے نکالدینے کی ٹھان لی ہے۔ ان سے میں آپ سب لوگوں کو واقف کروں۔ آج سترہ دن سے پیرس کا محاصرہ ہو رہا ہے۔ اور بیس لاکھ آدمی جو وہاں آباد ہیں سب نے آپس کے رنج و عناد دور کرکے اور سلطنت جمہور کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو کر دشمن کی یہ امید کہ باشندگان پیرس میں آپس میں خانہ جنگی ہو جاوے گی۔ مایوسی سے متبدل کردی ہے۔ جبکہ سلطنت جمہور قایم ہوئی اس وقت پیرس میں کوئی توپ اور ہتھیار نہ تھا۔ اور اب اسوقت فوج نیشنل گارڈس چار لاکھ موجود ہے اور ایک لاکھ فوج اور جمع کیجارہی ہے اور ساٹھ ہزار قواعد داں فوج جمع ہو گئی ہے۔ کارخانوں سے اب رات دن توپیں ڈھل کے نکلتی ہیں اور عورتیں دس لاکھ کارتوس روزانہ بنالیتی ہیں نیشنل گارڈ کی ہر ایک پلٹن میں دو دو مٹر لیوز موجود ہیں۔ اور محاصرین پر قلعہ سے باہر نکلکر حملہ کرنے کے لئے میدانی توپیں بھی ڈھالی جارہی ہیں قلعجات میں فوج بحری بھی مقیم کردیگئی ہے اور نہایت عمدہ توپخانہ وہاں موجود ہے۔ ابتک تو آن کی گولہ باری کی وجہ سے دشمن اپنا ذرا سا بھی مورچہ یا دمدمہ نہیں بنا سکا۔ ۱۸ ستمبر تک پیرس کے خاص قلعہ میں صرف پانسو توپیں تھیں اور اب تین ہزار آٹھ سو ہیں اور ہر ایک توپ کیلئے چار چار سو دفعہ چلائے جانیکا گولا اور بارود موجود ہے۔ جو گولے کہ دشمن پر پھینکے جاتے ہیں اور وہاں گر کے اُڑتے ہیں وہ بھی بڑی سرگرمی سے بنائے جارہے ہیں۔ ہر شخص اس جگہ پر مقیم ہے جو لڑائی کے لئے اسکو بتلادی گئی ہے۔ پیرس کے قلعہ میں نیشنل گارڈس برابر مقیم رہتے ہیں اور انہ صبح تا شام حب الوطنی اور استقلال سے قواعد سیکھتے ہیں۔ اور ان نو بھرتی شدہ سپاہیوں کا روز بڑھتا جاتا ہے۔

قلعہ پیرس کے عقب میں تیسری لائن دمدموں کی ہے جو پیرس والوں نے حفاظت جمہوری کیلئے بنائے ہیں۔ یہ تمام کارروائی نہایت سنجیدگی، خاموشی اور اتفاق سے ہو رہی ہے۔ یہ کوئی بیہودہ خیال

نہیں ہے کہ پیرس ناقابل التسخیر ہے۔ پرشیا والوں کے لئے اب صرف دو وجہ ہیں پیرس پر فتح پانے کے ہیں اول تو پیرس میں بغاوت ہو جاوے یا قحط پڑ جاوے۔ لیکن پیرس میں نہ بغاوت ہوگی نہ قحط پڑے گا۔"

۱۰ اکتوبر کو ولیعہد پرشیا کی فوج نے شہر آرٹینی پر حملہ کیا جو شہر آرلینز کے قریب ہے جس فرانسیسی فوج نے یہاں مقابلہ کیا وہ جنرل ریان کے ماتحت تھی اور دو رجمنٹیں اور بہت سی پلٹنیں تھیں۔ اور جرمنی فوج زیر کمان جنرل ون ڈر ٹین تھے۔ پانچ گھنٹے تک لڑائی ہوتی رہی۔ اس لڑائی میں فرانسیسوں کو شکست فاش ہوئی۔ ایک ہزار فرانسیسی فوج قید کی گئی اور ان سے تین توپیں چھینی گئیں شکست یافتہ فرانسیسی فوج بڑی بے ترتیبی سے بھاگی۔

۱۱ اکتوبر کو پرشیا کی ایک اور فوج نے جس میں چھ اسکوڈرن سواروں کے تھے اور دو رجمنٹیں فوج پیدل تھیں اور توپخانہ کی ایک بیٹری تھی شہر ڈورو کے نزدیک جو قصبہ چرپزی ہے اس پر حملہ کیا۔ باشندگان نے بازاروں اور گلیوں میں دمدمے بنا کر مقابلہ کیا اور بہت عرصہ تک جرمنی فوج کو حیران رکھا۔ لیکن پرشیا کا توپخانہ ایک جگہ قایم رہا اور باشندگان پر گولہ باری کرتا رہا چرپزی کا ایک حصہ اور دیہات جو ملی تھیں جلا دیئے گئے اور پرشیا کی فوج جو دشمن کی دیکھ بھال کے لئے گئی ہوئی تھی اس نے میدان بائس میں جو شہر دو میل تک چلا گیا ہے کئی جگہ آگ لگا دی۔

اول جنگ آرلینز اور اس کی فتح

یہ جنگ ۱۱ اکتوبر کو ہوئی۔ جرمنی فوج زیر کمان پرنس آف سکس مینجن تھے اس فوج کی کل تعداد ۳۵۰۰۰ تھی۔ اور توپخانہ کی بیٹری اور بیریلیوز اس فوج میں بہت تھیں۔ اور یہ فوج بہت قواعد داں اور شایستہ تھی فرانسیسی فوج کی تعداد ۱۰۰۰۰ تھی اور یہ زیر کمان جنرل ریان تھے لیکن اس فوج کا توپخانہ کمزور تھا۔ اور اس فوج کے خاص احکام جنرل ڈی لاموٹ روگ صادر کرتا تھا۔ اس فوج میں کئی ڈویژن پیدلوں کے تھے اور سواران کی تین رجمنٹ تھیں اور دو کمپنی فرینکس ٹیرر کی تھیں اور ناجیموا لینٹر زیر کمان کرنل چارٹ کے تھے۔

صبح کے ۱۰ بجے فوج جرمنی کا مقدمۃ الجیش موضع لاکروئی بریکو میں تھا جو شہر آرٹینی اور چیولی کے بیچ میں واقع

اور ریلوے لائن اور سڑک اعظم کے قریب اور دیگر فوجیں شہر آرٹینی کی طرف مقیم تھیں جو شہر آرلینز کے جنگلات کے سرے پر آباد ہے - فرانسیسی فوج شہر چیویلی اور سرکوٹس سے روانہ ہوئی اور فوج کی ایک لائن قائم کرتی رہی تاکہ اگر ضرورت پسپا ہونے کی ہوئی تو اس لائن کی آڑ میں جنگل اور گاؤں میں پسپا ہوکر چلے جاویں اور یہ لائن آرلینز کی طرف چلی گئی تھی - اس لائن فوج نے مواضعات وبکس - سرکوٹس - سرن اور چاٹو لیس کا ٹرس جمینی اور لاویلی پر قبضہ کر رکھا تھا - تین بجے تک جرمنی اور فرانسیسی فوج میں لڑائی ہوتی رہی لیکن پرشیا کا توپخانہ آگے بڑھتا گیا اور وہ زمین پر قبضہ کرتا گیا اور کچھ جرمنی فوج نے سرکوٹس پر حملہ کر دیا چند گھنٹے کے بعد جرمنی فوج نے فتح حاصل کی اور فرانسیسی فوج اپنی جگہ سے ہٹ دریائے لوائر کے بائیں جانب پسپا ہوگئی - بعد اس کے پرشیا کی فوج شہر آرلینز میں داخل ہوئی تین توپیں جرمنی فوج کے ہاتھ لگیں اور بہت سے فرانسیسی گرفتار ہوئے - شہر لیس آبریاس اور آرلینز کے ریلوے اسٹیشن جلکر خاک ہوگئے -

جانبین کا بہت سخت نقصان ہوا - اور خاصکر فرانس کے والنٹیر فوج بہت ماری گئی - ان والنٹیروں میں فرانس کے شریف خاندان کے جوان آدمی بہت تھے اور وہ بڑی بے رحمی سے ذبح کئے گئے شام کے قریب لڑائی خاص شہر آرلینز کے قریب ہوئی تھی - گولے باشندوں کے گھروں تک پہنچتے تھے اس وجہ سے شہر میں بڑا خوف اور دہشت پھیل گئی تھی - فرانسیسی توپخانہ اور سپاہی شکست یافتہ بھاگے جارہے تھے - باشندگان شہر بہت ہی خوف زدہ تھے اور بحالت خوف دوڑتے تھے اور پکارتے تھے کہ وہ پرشیا کی فوج آگئی وہ پرشیا کی فوج آگئی -

فصل دہم

پیرس کے آگے خفیف معرکے - دیگر احوال جنگ - شہر سٹراسبرگ کا محاصرہ اور اس کا فتح ہوجانا

ان لوگوں کی خاص توجہ کہ جنکو جنگ فرانس اور پرشیا میں دلچسپی تھی اب اس وقت یعنی وسط اکتوبر میں دونوں محصور شہر پیرس اور سٹراسبرگ کی جانب لگی ہوئی تھی - پیرس کا محاصرہ تو چند ہفتے تک جاری غالباً رہیگا چونکہ وہاں کے باشندوں نے ابھی تک کوئی نشان اطاعت ظاہر نہیں کیا ہے بالکہ برعکس اس کے اپنی جگہ پر قایم رہکر دشمن سے برابر لڑنا چاہتے ہیں جبکی سبب تھا - فوج شہر کو گھیرے ہوئے ہے لیکن شہر سٹراسبرگ کا حال ان لوگوں کی زبانی جو اس کے اندرونی حالات سے واقف ہیں معلوم ہوا ہے پہلے قایم ہو گئی ہیں کہ وہ بہت ناپایدار

محاصرین کی اطاعت قبول کریگا۔

۱۳ اکتوبر کو ایک بہت بڑی فرانسیسی فوج زیر کمان جنرل وینوئی۔ دشمن کی دیکھ بھال اور قواعد کیلئے پیرس کے قریب اس بلند میدان میں مجتمع ہوئی۔ جہاں شہر بگنی اور چیٹلن آباد ہیں جنرل بلیل کی ڈویژن فوج نے چیٹلن پر حملہ کرنے کا کام سپرد ہوا تھا۔ اس قصبہ کے دروازہ پر اپنے تئیں جرمنی فوج کے دستوں کے پاس پایا مگر ایک بہادرانہ لڑائی کے بعد فرنچ فوج نے جرمنی فوج سے یہ جگہ چھین لی۔ اور شہر بگنی پر حملہ کرنے کا کام ضلع کوٹی ڈی اور۔ اور ضلع آبی کی فوج سوبائل کو سپرد ہوا تھا اور اس فوج نے بڑی بہادری سے اپنا کام انجام دیا اور اس فوج کا کمانڈر کونٹ ڈی ڈمپیر اس وقت مارا گیا جبکہ وہ اپنی فوج کو حملہ کرنے کیلئے بڑھا رہا تھا۔ یہ لڑائی پانچ گھنٹے تک جاری رہی۔ اس عرصہ میں فرانسیسی فوج نے دیکھ بھال کر کے اور قواعد کر کے باترتیب پسپا ہونا شروع کر دیا جرمنی کی فوج ان پر آگ برساتی رہی اور قلعجات مانٹروگ۔ وین ولیس اور ایسی سے جرمنی فوج پر گولہ باری ہوتی رہی۔ فوج بحری نے بہادری سے جرمنی فوج سے لڑائی جاری رکھی اور اس فوج کی آڑ میں فرانسیسی فوج پسپا ہوئی۔ اس لڑائی میں جرمنی فوج کا بہت نقصان ہوا کیونکہ صرف شہر بگنی پر جرمنی کے تین سو سپاہی مرے ہوئے پڑے تھے اور فرنچ فوج کے تیس آدمی قتل اور ۸۰ زخمی ہوئے۔ فرانسیسی فوج نے پرشیا کے ایک سو سے زیادہ آدمی گرفتار کئے اور سب کے سب اسی وقت ان قیدیوں کو پیرس بھیج دیا۔ ان قیدیوں میں بعض بہت ہی نوجوان تھے مگر بہت تندرست ہو رہے تھے اور ان کی وردی بھی پھٹی ہوئی بہت خراب حالت میں تھی۔ یہ قیدی بھی جیل خانہ لا روکٹ میں بھیج دئے گئے۔ اسی تاریخ یعنے ۱۳ اکتوبر کو ایک اور فرانسیسی فوج نے قلعہ مونٹ ویلیرین سے نکلکر فوج پرشیا پر شہر بوجیول کے قریب حملہ کیا۔ بوجیول دریائے سین کے بائیں کنارے شہر ویلیرین اور سینٹ جرمین کے بیچوں بیچ آباد ہے۔ بوجیول سے آگے بڑھکر دریائے سین نے جہاں موڑ کھایا ہے جرمنی فوج وہاں مقیم تھی۔ فرانسیسی فوج کی تعداد ۲۵ ہزار آدمیوں کی تھی اور بڑی بڑی چالیس توپیں تھیں۔ ان کے علاوہ میدانی توپیں بے شمار تھیں۔ لڑائی شام تک ہوتی رہی لیکن اس کے بعد فرانسیسی فوج پسپا ہو گئی اور آخر اس نے قلعہ مونٹ ویلیرین کی توپوں کی زد میں پناہ لی۔ فرانسیسی توپخانہ کی آدھی بیٹری جرمنی فوج کے ہاتھ لگی۔ اس لڑائی میں پرشیا کی فوج نے اپنا توپخانہ بہت کم استعمال کیا۔ جرمنی کا نقصان فرانسیسی نقصان کی نسبت نصف تھا۔ جرمنی فوج کے تین سو یا چار سو آدمی مارے گئے اور ایک سو گرفتار کئے گئے۔ شاہ پرشیا نے اس لڑائی کو مارلی کی پہاڑی پر سے دیکھا جہاں سے اردگرد کا ملک بہت اچھی طرح نظر آتا ہے۔ جرمنی فوج کی

۴- آرمی کور کے توپخانہ نے ۵- کور فوج کے ڈویژن کی مدد جو کی اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ پیرس کے محاصرہ میں جرمنی فوج کتنی قریب قریب پڑی ہوئی تھی۔ پرشیا کی فوج کا یہ قول تھا کہ اس لڑائی میں ہماری کامل فتح ہوئی کیونکہ فرانسیسی فوج اپنے قلعوں کے توپوں کی زد سے آگے بڑھ کر ہم سے نہیں لڑی اور جبکہ فرانسیسی پسپا ہوئے تب بھی انہوں نے اپنے قلعوں کے توپوں کی زد میں جگہ لی اور پسپا ہوتے ہوئے فرانسیسی وہ نئی توپیں چھوڑ گئے جو پیرس میں ہر روز بے شمار بنا کرتی تھیں اور یہ توپیں جرمنی فوج کے ہاتھ آئیں۔ چند دنوں کے بعد جانب مشرق پیرس کے دریا مارنی کے پار قصبہ جون ویلی پر فرانسیسی فوج نے جرمنی فوج پر اور حملہ کیا لیکن فرانسیسی فوج بہت آسانی سے پسپا کر دی گئی۔

۱۱- اکتوبر کی شام کو قلعہ مونٹ ویلیرین سے چند گولے قصبہ سینٹ کلاؤڈ کی جانب پھینکے گئے جن سے اس قصبہ کے ایک محل شاہی میں آگ لگ گئی اور جو کئی گھنٹے تک جل کر بالکل راکھ ہو گیا اس محل کا تمام سامان فرش فروش وغیرہ محاصرہ سے پہلے ہی اٹھا لیا گیا تھا۔

۱۲- اکتوبر کو جرمنی کی فوج نے ضلع ایئر ایٹ لوائر کے صدر مقام شہر چارٹرس پر قبضہ کر لیا یہ شہر ملک فرانس میں غلہ کی سب سے بڑی منڈی تھی۔

۱۵- اکتوبر کو قلعہ روزنی اور روم ویلی سے گولہ باری کر کے جرمنی فوج کو مواضعات گریشی اور ریسنی کے میدان میں سے بھگا دیا گیا اور اسی وقت قلعہ نوژی سے جرمنی فوج پر گولہ باری ہوئی جو موضع پونٹ ڈی لا پوڈریٹ کے قریب میدان پر اس کے گرد خندقیں کھود کر قابض تھی۔ جرمنی فوج کا یہاں بہت نقصان ہوا۔ دریائے سین کی بے قاعدہ فوج فرنچ نے اس گولہ باری سے فائدہ اٹھانے کا ارادہ کر کے موضع بونڈی سے نکل کر اس جرمنی فوج پر حملہ کر دیا۔ جو نہر اورق کے کنارے کمین میں بیٹھی ہوئی تھی۔ اور جرمنی فوج کو واپس ہٹا دیا۔

۲۴- اکتوبر کو چند دن کی گولہ باری کے بعد قلعہ شلیس ڈٹ کی فرانسیسی فوج نے جس کی تعداد دو ہزار چار سو تھی [2400] معہ [120] توپوں کے اپنے تئیں جرمنی والوں کے سپرد کر دیا۔

۱۴- اکتوبر کو جنرل بوئر جو مارشل بے زین کا اڈیکانگ تھا معہ ایک پرشیا کے افسر کے میٹز سے شہر وارسیلز میں وارد ہوا اور گیارہ بجے دوپہر کے قریب اس نے کونٹ بسمارک سے ملاقات کی اس کے بعد کونٹ بسمارک بادشاہ پرشیا کے پاس گیا۔ جنرل بوئر کے اس شاہی ہیڈ کوارٹر میں آنے کی غرض خفیہ رکھی گئی لیکن یہ عام طور سے خیال کر لیا گیا

کہ شہر مٹز کی سپردگی کے بارہ میں یہ جنرل یہاں آیا ہے۔ کیونکہ اس بارہ میں کوئی بات پھر ظاہر نہیں ہوئی۔ اس سے یہ نتیجہ نکالا گیا کہ اس بارہ میں کوئی عہد و پیمان ابھی نہیں ہو سکا۔ اس نا اندیشانہ اصول جنگ کے نتیجے جسکی وجہ سے فرانسیسی فوج مٹز میں محصور ہو گئی تھی اور فرانس سے اس کا تعلق خط و کتابت تک کا بالکل جاتا رہا تھا۔ وہ قابل اصلاح نہ تھے۔ مارشل بے زین جرمنی فوج سے لڑکر اور اس کو چیر کر نکل بھاگنے کے ناقابل تھا اور کسی قسم کی کمک فوج کی بھی اس کو امید نہ رہی تھی اسلئے اس کو مجبوراً فاقہ کشی کرنی پڑی۔ اور ۱۸ اگست کے بعد سے بلحاظ اصولِ جنگ اس کی تقدیر کی بابت جو خیال کر لیا گیا تھا آخرکار بعد کچھ عرصہ کے وہی بات ظہور میں آئی ۲۷ اکتوبر کو یعنے اپنے محصور ہونیکے ستر دن کے بعد کل فرانسیسی فوج نے جو مٹز میں محصور تھی معہ کل تعداد فوج موبائل اور نیشنل گارڈس کے جو بے شمار تھے مجبوراً اپنے تئیں پرشیا کی فوج کے سپرد کر دیا اور فرانس کی یہ آخری باقاعدہ عظیم الشان فوج اس طرح سے اسیر جنگ ہو گئی۔ اس بارہ میں مارشل بے زین کے چال و چلن پر چاہے کسی قدر تشنیعیں کیجاویں لیکن اسمیں شک نہیں کہ جب تک ممکن ہو سکا بے زین نے فوج کو سپرد نہیں کیا۔ اگرچہ یہ بات بڑی تعجب انگیز ہے کہ باوجودیکہ اس کے پاس خوراک وغیرہ بہت کم تھی وہ کس طرح اتنے دنوں تک قلعہ میں قایم رہا۔ اور یہ یقین کر لینا بڑی ہی افسوس کی بات ہوگی کہ یہ شیر دل جنرل مٹز کا ملک فرانس کا غدار آدمی تھا جیسا کہ گمبیٹا نے اس پر الزام لگایا ہے۔ جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ایک ہوشیار جنرل تو کسی نہ کسی طرح اس قلعہ سے نکل ہی بھاگتا شاید وہ اس بات کا خیال نہیں کرتے ہونگے کہ فوج محاصرین کی کیا تعداد تھی اور کیسے مضبوط دمدمے وغیرہ انہوں نے بنا لئے تھے اور نہ وہ اس بربادی کا خیال کرتے ہونگے کہ جو اس وقت غالباً واقع ہوتی اگر بے زین مٹز سے بھاگ جاتا تمام بے تعصب آدمی خیال کر سکتے ہیں کہ مارشل بے زین نے اپنی بہادری کی وجہ سے ایک اس قدر بڑی جرمنی کی فوج کو اتنے دنوں تک سرحد پر ہی مقیم رکھا۔ یہ کچھ کم ہوشیاری کی بات نہیں ہے۔ اصل امر یہ ہے کہ جس حالت میں بے زین کی فوج تھی یعنے اس کے پاس خط و کتابت اور فوج کی کمک اور غلہ وغیرہ آنا بالکل مسدود ہو گیا تھا ایسی فوج کا اپنے تئیں سپرد کر دینا لازمی ہی ہوتا ہے صرف ایسی حالت میں وقت کا خیال ہوتا ہے کہ کس قدر عرصہ میں ایسا کیا گیا۔ چنانچہ یہ امر ظاہر ہے کہ سپردگی صرف بوجہ فاقہ کشی کی گئی۔ جرمنی فوج جو مٹز کا محاصرہ کئے ہوئے تھی اس کے صبر و استقلال پر بھی آفرین ہے کہ باوجود فاقہ کے وہ بھی اپنی جگہ قایم رہی۔ جب کہ اس قدر عظیم الشان فوج سے کسی قلعہ کا محاصرہ کیا جاتا ہے تو اکثر ایسی جگہ فاقہ بھی ہو جایا کرتا ہے۔ اور اس امر سے جرمنی فوج کے افسران کی پوری لیاقت ظاہر ہوئی۔

مٹز کا محاصرہ اور اُس کی فتح کی بابت چند خیالات ظاہر کرکے اب سپردگی کے مفصل احوال سے ناظرین کو مطلع کیا جاتا ہے۔

۲۶۔ اکتوبر کو مارشل بے زین نے پرنس فریڈرک چارلس کو یہ کہلا بھیجا کہ شرائط سپردگی کے سوچنے کے لئے دوبارہ ایک کانفرنس پھر منعقد کیجاوے۔ جرمن کی جانب سے اس کانفرنس میں جرمنی کے دونوں لشکروں کیجانب سے جو زیر کمان پرنس فریڈرک چارلس تھے۔ جنرل اسٹیل اور جنرل کونٹ وارٹیلیبن کمشنر مقرر کئے گئے۔ اور فرانسیسی فوج کی جانب سے جنرل جیراس معہ دو افسروں کے جو کمانڈر قلعہ "جو فینیز" کی جانب سے تھے کمشنر مقرر ہوئے۔ یہ کانفرنس قصبہ فرسکاٹی کے محل میں منعقد ہوئی۔ جو مٹز کے قریب ہے اور اسی تاریخ سہ پہر کو یہ کانفرنس تین گھنٹے تک مجتمع رہی۔ فرانسیسی کمشنر اول تو بہت دیر تک رضامند نہ ہوئے لیکن آخرکار جرمنی کے اصلی اصلی شرائط مان گئے۔ اول مشکل تو اس بارہ میں ہوئی کہ مارشل بے زین نے یہ اصرار کیا تھا کہ افسروں کے ہتھیار نہ لئے جاویں وہ ہتھیار لگائے رہیں۔ یہ اختلاف بحث آخر شاہ پرشیا کی رائے پر چھوڑ دی گئی اور ہز میجسٹی نے ایک مراسلہ کے ذریعہ سے جو ۲۷۔ اکتوبر کو تین بجے رات کے پہنچا افسروں کے ساتھ یہ رعایت منظور کرلی۔ ۲۸ کے علی الصباح کو کانفرنس موافق اقرار کے پھر منعقد ہوئی اور رات کے آٹھ بجے تک رہی اور شرائط سپردگی پر دستخط ہوگئے جسکی رو سے شہر مٹز اور اسکے تمام قلعجات معہ توپ گولہ بارود اور کل ہتھیاروں کے جرمنی فوج کے سپرد کردیئے گئے اور بے زین کی کل فوج انہی شرائط پر سپرد کردی گئی جو سیڈان کی سپردگی پر شرطیں ہوئی تھیں۔ بے زین کی اس سپرد شدہ فوج میں ۶ جنرل اور ۳ مارشل (سپہ سالار) اور ۶۰۰۰ افسران اور ایک لاکھ ۷۳ ہزار اور نو تعداد سپاہیان کی تھی۔ یہ سپردگی ۲۹۔ اکتوبر کے سہ پہر کو زیر عمل لائی گئی اور قلعجات سینٹ کونٹن۔ پلیٹ ویلی۔ سینٹ جولین۔ کوئی لک۔ اور سینٹ پریوٹ جرمنی فوج کو سپرد کردیئے گئے اور شہر کا دروازہ مزل گیٹ جس طرف سے اسٹراسبرگ کو سڑک جاتی ہے یہاں سے بھی فرانسیسی فوج ہٹ گئی اور ان سب قلعجات اور دروازہ شہر پر جرمنی کی ۷۔ آرمی کور نے کہ توپخانہ نے قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد فوراً پرنس فریڈرک چارلس نے ایک جرمنی فوج کے ڈویژن کو ملاحظہ کرکے اُس کو پیرس روانہ کردیا اس کے بعد امپیریل گارڈ جو فرانس کی سب سے اعلیٰ فوج تھی وہ اپنے ہتھیار لگائے مٹز سے باہر نکلی اور پرنس کے روبرو سے گذر کر اپنے ہتھیار شہر فراسکاٹی میں جرمنی فوج کو سپرد کردیئے (یہ امپیریل گارڈ شہنشاہ فرانس کا بطور باڈی گارڈ تھا) یہ عزت صرف فوج امپیریل گارڈ ہی کو ملی باقی تمام فرانسیسی فوج سے مٹز کے اسلحہ خانہ پر ہتھیار رکھا لئے گئے اور پھر اس فوج کو شہر کے باہر چھاؤنی میں بھیجدیا گیا تاکہ جب تک اُن کو جرمنی کو روانہ کیا جاوے وہیں

امپیریل گارڈ کا فوج پرشیا نے بڑا ادب اور لحاظ کیا اور کوئی لفظ ہتک کا زبان سے نہ نکالا نہ اپنی خوشی اُن کی گرفتاری پر ظاہر کی۔ اس سے پہلی دوسری فرانسیسی فوج کو دیکھکر اُنہوں نے بڑی خوشی کے نعرے متواتر لگائے تھے۔ ۲۹ کی سہ پہر کو جرمنی فوج نے شہر میں جا کر اُس فرانسیسی فوج کو سبکدوش کیا جو اب تک شہر کے مختلف دروازوں پر اور مورچہ بندیوں وغیرہ پر بطور محافظ متعین تھی۔ جرمنی فوج پیدل کی دو رجمنٹیں اور ایک رجمنٹ سواران شہر میں داخل ہوئے۔ جرمنی کے فوجی گورنر جنرل ون زسٹراؤ نے جو ۷ کورز فوج کا کمانڈر تھا شہر مٹز اور قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ مارشل بیزین نے جو شہر سپرد کر دیا تھا اس پر مارشل سے باشندگان شہر بہت ہی ناراض تھے۔ مارشل جرمنی کو روانہ ہو گیا اور فرانسیسیوں نے اُس کو روک کر اُس کے ساتھ بدسلوکی کا جو ارادہ کیا تھا اُن سے وہ بال بال بچ گیا۔ جرمنی جاتے ہوئے اُس نے فرانسیسی فوج سے مخاطب ہو کر یہ گفتگو کی کہ جس قدر خیر خواہی اور وفاداری سے لڑنا ممکن تھا یہ سب آپ لوگوں نے کیا۔ جرمنی فوج کو چیر کر نکل بھاگنے کا دوبارہ ارادہ کرنا بالکل فضول ہوتا اور بے فائدہ ہزارہا جانیں ضائع ہوتیں یاد رکھو کہ آپ لوگوں پر صرف بوجہ قحط کے فتح حاصل ہوئی ہے کیونکہ ہم سب قلعہ میں فاقہ مرنے لگے اس وجہ سے ہم نے اپنے تئیں سپرد کر دیا ہے اور آپ اُسی بہادری سے لڑے ہو جس طرح آپ کے پہلے فرانسیسی بہادری سے لڑتے تھے اور تاریخ فرانس جن کے ذکر سے بھری پڑی ہے۔ سپردگی کے جو شرائط کئے گئے ہیں اُن کا آپ ہر طرح سے لحاظ کریں اور فرانس کی عزت کا خیال کر کے اُن کی خلاف ورزی ہرگز نہ کریں۔ اور نہ ہتھیار اور نہ سامان کو بگاڑیں"۔ فرانسیسی فوج میں اٹھائیس ہزار آدمی بیمار تھے اور شروع جنگ سے اب تک شہر مٹز میں یا اُس کے قریب ۳۵ ہزار فوج موت سے مر چکی تھی۔

پرشیا کی فوجیں جو اب تک مٹز کا محاصرہ کئے ہوئے تھیں اب وہ علیحدہ علیحدہ کر دی گئیں دو آرمی کورز کے جن میں سے ہر ایک میں تیس تیس ہزار فوج تھی پیرس کی فوج محاصرین میں شامل ہونے کو پیرس بھیج دی گئیں اور ۲۲ آرمی کورز کو پرنس فریڈرک چارلس اپنے ہمراہ وسط فرانس کی جانب لے گیا۔ اور باقی فوج شمال کی جانب بھیج دی گئی۔

جرمنی میں بھیجنے کے لئے فرانسیسی اسیر فوج کے دو حصے کر دیئے گئے۔ ستر ہزار کے قریب بذریعہ ریلوے شہر ساربروک سے جرمنی کی جنوبی ریاستوں میں بھیج دیئے گئے اور پچاسی (۸۵۰۰۰) ہزار زیر حراست فوج پرشیا کے شہر سارلوس لے جائے جا کر ریلوے میں براہ شہر ٹریوس ملک پرشیا اور شمالی جرمنی میں بھیج دیئے گئے۔ مارشل بیزین ۳۱ اکتوبر کو شہر کاسل میں وارد ہوا اور قیدی شہنشاہ نپولین سے ملاقات کی

شہر کی سپردگی کی خبر نے افسران سلطنت جمہوریہ کے دل میں بڑا غصہ پیدا کر دیا اور ایم گمبیٹا نے سلطنت جمہور کی جانب سے شہر ٹورس سے ایک اعلان شایع کیا جس میں جنرل بازین کو نمک حرام اور غدار ظاہر کیا ۔

۲۸ ۔ اکتوبر کو چند گھنٹے کی بہادرانہ مدافعت کے بعد شہر ڈیجون بھی فتح ہو گیا جرمنی کی دس یا بارہ ہزار فوج اس شہر کی جانب بڑھی اور اس شہر کے مضافات میں ساڑھے چار بجے تک لڑائی ہوتی رہی اور بعد ازاں جرمنی فوج نے گولہ باری شروع کر دی فرانسیسی کمانڈر فوج یہ دیکھ کر کہ مقابلہ کرنے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا شہر سے معہ فوج چلا گیا ۔

۲۹ ۔ اکتوبر کی شام کو ایک مضبوط فرانسیسی فوج نے قلعہ سے نکل کر قصبہ بورگٹ پر جو سینٹ ڈینس کے مشرق میں ہے جہاں جرمنی فوج مقیم تھی حملہ کر دیا ۔ دوسرے دن پرشیا والوں نے سخت لڑائی کر کے اس جگہ کو پھر لے لیا جس میں پرشیا والوں کے ۵۰۰ آدمی قتل و مجروح ہوئے ۔

اس لڑائی میں تیس فرانسیسی افسر اور بارہ سو سپاہی قید کئے گئے ۔

۳۱ ۔ اکتوبر کو ایم تھیرس پیرس میں معہ ان شرائط تجاویز کے آیا جو کونٹ بسمارک نے دربارہ مہلت جنگ اس کو بھیجی تھیں ۔ مگر فرانس کی عارضی گورنمنٹ نے یہ تجاویز منظور نہ کیں اس لئے یہ تجاویز منسوخ کر دی گئیں ۔

فصل یازدہم

پیرس میں جوش فرانسیسیوں کا آرلینز پر دوبارہ قبضہ ۔ دیگر حالات جنگ ۔

پیرس کے باشندگان میں جو لوگ صلح پسند تھے اور مہلت جنگ چاہتے تھے اب ان کی امیدیں مایوسی میں تبدیل ہو گئیں ۔ ایم تھیرز اور کونٹ بسمارک میں دربارۂ مہلت جنگ جو گفتگو ہوئی تھی کہ جس میں یہ مدعا تھا کہ مہلت جنگ مقرر ہو جاوے ۔ اس میں بالکل ناکامیابی ہوئی ۔ اور جس کا باب گذشتہ کے اخیر میں بطور اختصار ذکر کیا گیا ہے ۔

ہر چہار دول متحدہ یعنی انگلستان ، روس ، آسٹریا اور اٹلی نے اب اس وقت یہ تجویز پیش کی کہ تا وقتیکہ ملک فرانس میں نیشنل اسمبلی (باقاعدہ مجلس حکومت قومی) کا انتخاب نہ ہو لے جب تک ہر دو ملک مہلت جنگ

منظور کرلیں نیشنل ڈیفنس (فرانس کی عارضی موجودہ گورنمنٹ) گورنمنٹ نے اس مہلت جنگ کے منظور
کرنے کے لئے یہ شرطیں ظاہر کیں کہ ایک تو پیرس میں اس عرصہ میں سامان خوراک و رسد وغیرہ پھر جمع کرلیا
جاویگا اور دوسرے نیشنل اسمبلی کی تقرری کے لئے یہ ضروری ہے کہ کل فرانسیسی باشندگان کے ووٹ لئے
جاویں۔ پرشیا نے پیرس میں غلہ و رسد وغیرہ کا جمع کیا جانا تو بالکل صریح طور سے منظور نہیں کیا۔ صرف صوبہ آلساس
اور لورین کے فرانسیسی باشندگان کو بچند شرائط ووٹ دینے کی اجازت دی۔ گورنمنٹ نیشنل ڈیفنس فرانس نے
بالاتفاق اس مہلت جنگ کو نامنظور کرکے یہ تجویز مسترد کردی۔ اخیر اکتوبر میں پیرس میں صرف دو واقعات
قابل تذکرہ تھے اوّل تو یہی مہلت جنگ کی نامنظوری۔ اور دوسرا یہ امر کہ فرانس کے ایک فرقہ نے جو آزاد
اور جمہوری خیالات کا تھا۔ فرانس کی عارضی گورنمنٹ کو تہ و بالا کرنا چاہا۔ گو فرانس کی خوش نصیبی سے وہ اپنے
اس ارادہ میں کامیاب نہیں ہوا۔ مارشل بے زین کی شکست اور قلعہ مٹز کے دشمن کے قبضہ میں چلے جانے
سے فرانس کی گورنمنٹ اور باشندگان پیرس کا جوش تھوڑا نہوا اور ہمت اور بہادری اور زیادہ بڑھ گئی۔ جیسا کہ
اوّل ہم بیان کر آئے ہیں۔ بے زین کی فوج کی بربادی کی خبر پیرس میں ۳۱۔ اکتوبر کو پہنچی اور اُسی وقت یہ
بھی معلوم ہوا کہ پرشیا والوں نے سینٹ ڈینس کے قریب قصبہ بورگٹ پر پھر قبضہ کرلیا ہے جسکو فرنچ والنٹیرز
نے دو تین دن پہلے پرشیا والوں سے لے لیا تھا۔ پیرس کے باشندے یہ سنکر نہایت غضبناک ہوئے اور اُسی
فرقہ ریڈ ریپبلکن (آزاد اور جمہوری) کی سازش سے بغاوت پر آمادہ ہوگئے۔ اس فرقہ کی یہ خواہش تھی کہ جنرل
ٹروچو اور ایم جولیس فاور اور باقی تمام ممبران عارضی گورنمنٹ کو موقوف کردیا جاوے اور کمیون (کمیون اُس
بغاوت کا نام ہے کہ جس میں ہر ضلع کو باختیار خود اختیار حکومت حاصل ہو اور بالکل ہر ایک ضلع اپنے کاروبار
میں کسی کا ماتحت نہ ہو) کو مقرر کرنا چاہتے تھے گویا کہ ۱۷۹۲ء کی بغاوت کا نمونہ قایم کیا چاہتے تھے۔ اس فرقہ کو
اس بات کا یقین تھا کہ عارضی گورنمنٹ کے تمام ممبران ملک فرانس کے غدار ہیں۔ اور پیرس کو بھی دشمنوں کو
عنقریب ہی سپرد کردینے کو ہیں چونکہ ایم تھیئرز پرشیا والوں کے ساتھ پیرس کے باہر مہلت جنگ کیلئے بات
چیت کرنے گیا ہے۔ اسکے بعد ان باغیوں کا ایک گروہ محلہ ہوٹل ڈی ویلی کے سامنے جمع ہوا جہاں کہ عارضی
گورنمنٹ کی مجلس کا انعقاد ہوا کرتا تھا اور باغی زبردستی کمرۂ اجلاس میں چلے گئے۔ اور جنرل ٹروچو اور ایم جولیس فاور
اور گارنیر پیجیس اور جولیس فری اور جولیس سیمن وغیرہ وزراء کو خوب ڈرایا دھمکایا اور خوب گالیاں دیں اور اس
باغی جماعت نے اپنی موجودگی سے گویا وزراء کو کئی گھنٹے تک قید رکھا۔ اور فوج نیشنل گارڈس کی ایک جمعیت

ایم گسٹوا فلورنس نے کمیشن آف پبلک سیفٹی (حکومت برائے حفاظت عامہ) کا اپنے آپ کو افسر شہر کیا اور بیان کیا کہ عوام نے یہ کمیشن حکومت ملک کیلئے قایم کی ہے۔ آخر کار ۳۱۔ اکتوبر کی آدھی رات کو ایم ارنسٹ پیکار ڈ نے جو عارضی گورنمنٹ کا ایک ممبر تھا اپنے ساتھیوں کی خلاصی کے لئے نمک حلال فوج نیشنل گارڈس کا ایک مضبوط دستہ بھیجا۔ اور اس فوج کے آنے سے یہ بدانتظامی اور زبردستی فرو ہوئی۔ بغیر ایک قطرۂ خون بھی یہ گروہ منتشر کردیا گیا اور چند سرغنے جو نہایت درجہ باغی تھے دوسرے روز گرفتار کئے گئے۔

اس مہلت جنگ کے عہد و پیمان کی ناکامیابی پر شروع نومبر میں پیرس میں تین لشکر علیحدہ علیحدہ مقرر کئے گئے۔ لشکر اوّل جس میں ۲۶۶ بلٹنیں نیشنل گارڈس کی تھیں وہ زیر کمان جنرل کلیمنٹ تھامس تھا۔ لشکر دوم جس میں دو کور زدی آرمی اور ایک ڈویژن رسالۂ سواران تھا وہ زیر کمان جنرل ڈوکرٹ تھا۔ لشکر سوم جس میں فوج پیدل کی ۷۔ ڈویژن اور رسالہ سواران کے دو بریگیڈ تھے وہ بذات خاص جنرل ٹروچو کے زیر کمان تھا۔

نومبر کے شروع میں جنرل آرلیس پی لیڈائن معہ پچاس ہزار یا ساٹھ ہزار فرانسیسی فوج کے شہر آرلینس اور شہر ٹورس کے بیچوں بیچ مقیم ہوا اور یہ فوج دس یا بارہ میل میں پھیلی ہوئی تھی اور یہ درمیان اُن دو سڑک اعظم اور ریلوے لائن کے تھی جو شمال مشرق کی جانب سے آکر شہر ٹورس میں ملتی ہیں۔ اور یہ ریلوے لائن جنوب اور مشرق تک یعنے شہر آرلینس سے ٹورس کی جانب۔ دریائے لوائر کے برابر برابر جاتی ہے اور شہر مینینگ بوجنسی اور شہر مر کے درمیان ہو کر گذرتی ہے اور اس ریلوے کی دوسری لائن جو ذرا مغرب کیجانب پڑی ہے وہ شہر شاٹودن۔ فرؤال اور ونڈوم میں سے گذرتی ہے۔ چونکہ جرمنی کی فوج نے شہر ہائے شاٹودن اور آرلینز پر قبضہ کر رکھا تھا۔ اس لئے دریائے لوائر کی یہ فرانسیسی فوج نہ پیرس کے بچانے کو بڑھ سکتی تھی اور نہ جنرل ٹروچو کے ساتھ ملکر کوئی کارروائی کرسکتی تھی۔ فرانسیسی گورنمنٹ جو شہر ٹورس میں مقیم تھی اس لئے اب اُس کا یہ ارادہ ہوا کہ اب یہ کارروائی کرنی چاہئے کہ جنرل ڈی آرلیس پی لیڈائن معہ اپنی فوج کے شہر آرلینز پر جاوے اور پیرس اور آرلینز کے درمیان اپنی فوج جا بجا مناسب جگہ پر مقیم کرکے بویریا کی فوج کو جو زیر کمان جنرل دن ڈریٹن شہر آرلینز میں مقیم ہے اُس کو محصور کرلے۔ اور آرلینز کی مشرقی جانب سے جنرل پی لیئرز معہ فوج لوائر کے اُس کی مدد کو آجاوے۔ لیکن بویریا کی فوج کے کمانڈر کو فرانسیسوں کا یہ ارادہ معلوم ہوگیا اور وہ معہ اپنی فوج کے ۹۔ نومبر کو آرلینز سے فوراً بسرعت تمام روانہ ہوگیا اور شمالی سڑک پر ہو کر بجانب پیرس پسپا ہوگیا مگر

موضع کولمیئرز پر جو دریا کے کنارے واقع ہے فرانسیسی فوج نے اس فوج جرمنی کو جا لیا۔ دونوں فوجوں میں لڑائی ہوئی مگر جرمنی کی فوج کو بوجہ کمی تعداد کے شکست فاش ہوئی۔ اس لڑائی کی بابت فرانسیسوں کا بیان حسب ذیل ہے:۔

"دریائے لوائر کی فوج نے جو زیر کمان جنرل ڈی آریلیس پی لیڈائن تھی۔ دو دن کی لڑائی کے بعد ۱۰ نومبر کو شہر آرلینز کو فتح کر لیا ہے۔ مقتول اور مجروح ملا کر ہمارا نقصان دو ہزار سے کم ہوا ہے اور دشمن کی فوج کا بہت ہی نقصان ہوا ہم نے ایک ہزار فوج جرمنی کی گرفتار کی اور تعاقب سے اُن کی تعداد قیدیوں کی اور زیادہ بڑھتی جا رہی ہے۔ ہمارے ہاتھ پرشیا کی دو توپیں آئیں اور کوئی بیس گاڑیوں سے زیادہ گولہ بارود اور کارتوس کی گاڑیاں معہ اُن کے گھوڑوں کے ہم نے گرفتار کیں اور علاوہ ازیں ایک بڑی تعداد رسد اور غلہ کی گاڑیوں کے ہم نے جرمنی والوں سے چھین لی۔ ۹۔ نومبر کو موضع کولمیئرز میں لڑائی ذرا زیادہ جگر ہوئی گو موسم خراب تھا مگر ہماری فوج نہایت بہادری سے لڑے۔

۱۰۔ نومبر کو فرانسیسی کمانڈر فوج نے مفصلۂ ذیل حکم اپنی فوج کے نام شایع کیا:۔

افسران سپاہیان فوج دریائے لوائر۔

"کل کی لڑائی میں ہم فتحمند ہوئے۔ دشمن جس جگہ مقیم تھا وہ ہم نے چھین لیں اور اب دشمن پسپا ہو رہا ہے۔ میں نے گورنمنٹ کو تمہاری کارروائی سے اطلاع دی۔ اور گورنمنٹ نے بذریعہ میرے تمہارا شکریہ ادا کیا ہے اور اب میں تم کو نہایت خوشی سے اس کا شکریہ پہنچاتا ہوں۔ گورنمنٹ کی اس مصیبت کے زمانے میں تمام ملک کی آنکھیں تمہاری جانب لگی ہوئی ہیں۔ فرانس کو تمہاری بہادری پر بھروسہ ہے۔ اب ہم سب کو ایسی کارروائی کرنی چاہیے جس سے فرانس کی اُمیدیں برآئیں"

ہیڈکوارٹر۔ ۱۰۔ نومبر سنہ ۱۸۷۰ء

"دستخط جنرل کمانڈر انچیف۔ آریلیس ڈی پی لیڈائین"

لڑائی کے احوال کو مفصل پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ فرانسیسی فوج کی لائن شہر ونڈوم سے شہر بوجنسی تک پھیلی ہوئی تھی۔ اول ہی اوّل شہر مارچین آر کے جنگل میں معرکہ ہوا۔ یہاں ایک جرمنی فوج نے شہر بیکون سے آکر فرانسیسی فوج پر قصبۂ سینٹ لارنٹ ڈی بوئی کے قریب حملہ کر دیا۔ لیکن پسپا ہوئی۔ دوسرے روز خود فرانسیسی فوج نے جرمنی فوج پر حملہ کیا۔ یہ لڑائی ۹۔ نومبر کی صبح کو شروع ہوئی اور رات تک ہوتی رہی۔ فرانسیسی فوج نے

کامیابی کے ساتھ قصبات بیکون اور کولمیئرز پر قبضہ کرلیا۔ جنرل چینزی بسرعت تمام شہر جینجی کی جانب بڑھا جہاں فوج جرمنی نے جو اُس کے حملہ کی مدافعت کی۔ اور اسی وقت جنرل ریان ذرا بائیں جانب شہر سینٹ پریوی لاکولمب کی جانب بڑھا۔ جنرل ون ڈرٹین۔ اس بات سے بروقت آگاہ ہوگیا اور اپنی فوج کو شہر آرلینز خالی کرنے کا حکم دیا اور اپنی تمام فوج کو لیکر براہ شہر آرٹینی ادپیٹی سے پسپا ہوا۔ اس اثناء میں پرشیا کی فوج کے ایک مضبوط دستے نے شہر بوجنسی سے کوچ کر کے جنرل ریان کا شہر سینٹ پریوی پر محاصرہ کر دیا۔ یہاں سے جنرل ریان جرمنی فوج کی کثرت دیکھکر شہر جینجی کیطرف پھر آیا۔ جنرل پیلیڈینز نے بھی اپنی فوج سمیت کوچ کیا اور جنرل ون ڈرٹین کی فوج کے بہت سے سپاہی گرفتار کیے۔ معلوم ہوتا ہے کہ فرانس کی فوج کی بے شمار تعداد نے جنرل ون ڈرٹین کو بغیر اس کے شہر پر حملہ ہوتے شہر چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ اور فرانسیسی فوج سرہ جو ماحن آئے کی جانب پھیل گئی اس لئے پرشیا کی فوج کو یہ خوف ہوا کہ فرانسیسی فوج کہیں ہم کو محصور نہ کرلے اور اس طریقہ سے پیرس سے ہماری خط وکتابت جاتی رہی۔ اسی غرض سے فرانسیسی فوج رسالہ کی کئی رجمنٹیں زیر کمان جنرل ہیلر سمندر کے کنارے سے آئی تھیں۔ جنرل ون ڈرٹین نے اپنے تئیں اس قدر مضبوط نہ پایا کہ شہر پر قابض رہ کر فرانسیسی حملہ کی مدافعت کرتا اور اسی وجہ سے وہ معہ اپنی فوج کے شمال کی جانب شہر پیرس کی طرف براہ شہر جینویلی اور شہر پیٹی کے پسپا ہو گیا۔ شہر پیٹی کے قریب اُس کی فوج کے پچھلے حصہ پر کئی بار سخت حملہ ۱۰ نومبر کو ہوا اور ان تمام حملوں میں فرانسیسی ہی کامیاب رہی۔ گو شہر ٹورس میں ایک دفعہ یہ بات بیان کی جا رہی تھی کہ فرانسیسی ۱۰ کو ذرا اس جگہ ذرا سی دیر کے لئے پسپا ہونا پڑا تھا اس لڑائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ جنرل ون ڈرٹین شہر ڈرمی کی جانب پسپا ہو گیا۔ شہر آرلینز سے اس شہر تک دو دن کی راہ ہے اور جرمنی فوج کے دو ہزار پانسو سپاہی فرانسیسوں نے گرفتار کئے اور دو توپیں فرانسیسوں کے ہاتھ آئیں اور ان کل معرکوں میں جرمنی کی پانچہزار فوج ضایع ہوئی۔ اس لڑائی کی بابت جو جرمنیوں کا بیان ہے وہ فرانسیسی بیان کے مطابق نہیں ہے۔ شاہ پرشیا نے ۱۱۔ نومبر کو کوئین آگسٹا کو جو مراسلہ بھیجا وہ حسب ذیل تھا۔

"جنرل ون ڈرٹین کل کی تاریخ دشمن کی بے تعداد فوج دیکھ کر پیچھے ہٹ آیا۔ وہ لڑتا ہوا آرلینز سے شہر ٹوری میں آگیا ہے اور یہاں اُس کی اور جنرل وٹیچ کی فوج شامل ہوگئی اور شہر چارٹرس سے پرنس البرکٹ بھی معہ اپنی فوج کے آن میں آکر شریک ہوگیا۔ گرینڈ ڈیوک آف مکلنبرگ بھی معہ اپنی فوج کے جنرل ون ڈرٹین سے کچ بلکہ اسکی فوج میں شامل ہوجاویگا۔"

ایک اور جرمنی مراسلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ فرانسیسیوں نے جس قدر حملے کئے وہ ہر حملہ میں بڑے نقصان کے ساتھ پسپا کر دیئے گئے۔ اور بعد ازاں جرمنی فوج نے پسپا ہونا شروع کر دیا۔ ایک دستہ فوج نے جسکے ہمراہ بویریا کی محفوظ فوج کے لئے سامان جنگ تھا اُس نے اپنا راستہ گم کر دیا اور اُس کے ہمراہ دو توپیں بھی تھیں اور یہ سب سامان فرانسیسیوں کے ہاتھ آیا۔ فرانسیسیوں کا بیان ہے کہ جرمنی فوج کا پسپا ہونا بالکل باقاعدہ تھا۔ جنرل ون ڈرینٹن نے اپنے نقصان کا صرف مفصلہ ذیل بیان کیا کہ ۲۴ افسران اور ۶۶۷ سپاہیان مقتول و مجروح ہوئے جنرل ویچ اور پرنس البرکٹ اور گرینڈ ڈیوک آف میکلنبرگ کے آنے سے جو جنرل ون ڈرینٹن کی کمک کو آئے تھے جنرل ون ڈرینٹن کی فوج کی تعداد اب ستر ہزار ہوگئی تھی اور اسکے مقابلہ میں فرانسیسی فوج لوائر کی تعداد غالباً کچھ زیادہ تھی لیکن قواعددان فوج صرف بارہ ہزار [۱۲۰۰۰] تھی۔

فرانسیسی فوج کی اس کامیابی اور فتح پر شہر ٹورس میں بڑی خوشی ہوئی اور ایم گیمبیٹا نے اس فوج لوائر کے نام ایک اعلان شایع کیا جس میں اس فوج کی بڑی تعریف کی اور ہمت بندھائی کہ تمہاری بہادری سے آئندہ بھی اُمید ہے کہ تم دشمن پر فتحیاب ہوگے۔

مٹز کے قریب سرحد پر جو شہر تھیون ویلی ہے ۲۴۔ نومبر کو اُس نے بھی اپنے تئیں جرمنیوں کے سپرد کر دیا اور دوسرے دن سپردگی کی بالکل تکمیل ہوگئی۔ اس شہر پر ۲۲ نومبر کو ۷۰ توپوں سے گولہ باری شروع کی گئی تھی۔ شہر میں کئی جگہ آگ لگ گئی اور دو دن تک آگ لگی رہی۔ کئی ہزار فرانسیسی قید ہوئے اور کئی سو توپیں محاصرین کے ہاتھ آئیں۔ اسی دن یعنی ۲۴۔ نومبر کو فرانسیسی فوج موبائل گارڈس کو جو شہر روئی اور امینز کے بیچوں بیچ مقیم تھی جرمنی فوج نے جو زیر کمان جنرل لوڈرٹز تھی شکست دی۔ فوج موبائل اپنا سب سامان میدان کارزار میں چھوڑ کر شہر بری کی جانب مفرور ہوگئی۔ ایک فرانسیسی فوج کو جس میں چھ پلٹنیں اور توپخانہ تھا جرمنی کی ایک فوج نے جو دشمن کی دیکھ بھال کے لئے نکلی تھی اور جس میں فوج پیدل کی دو کمپنیاں اور چار اسکوڈرن رسالے کے اور دو توپیں تھیں قریب میزریس کے شکست دی۔ اس لڑائی میں جرمنی والوں کا نقصان بہت کم ہوا۔

۲۵ اور ۲۶۔ نومبر کی راتوں کو جرمنی فوج نے شہر بلفورٹ کے قلعوں پر دو حملے کئے لیکن فرانسیسی قلعگیر فوج نے جرمنی فوج کو مضبوطی کے ساتھ پسپا کر دیا۔ جرمنی فوج کا بہت نقصان ہوا۔

۲۶۔ نومبر کی شب کو گریبالڈی کی فوج نے زیر کمان گریبالڈی۔ جرمنی فوج ۳۰۔ رجمنٹ کی ۲ رائفل پلٹن پر تین سخت حملے کئے۔ اس جرمنی فوج کی مدد پر ایک جرمنی فوج انگر پلٹن تھی۔ گریبالڈی کی فوج پسپا ہوئی اور بڑی بے ترتیبی

سے بھاگی اور بھاگتے ہوئے اپنے ہتھیار پھینک گئی۔ ۲۷- نومبر کو جنرل ورڈر تین بریگیڈ فوج کے ہمراہ فوج گریبالڈی پر حملہ کرنے کو بڑھا اور شہر پیکوس کے نزدیک شہر بلومبیرز کا چکر کاٹ کر گریبالڈی کے پچھلے حصۂ فوج پر حملہ کر دیا۔ جرمنی کے ۵۰ سپاہی مارے گئے اور فوج گریبالڈی کے تین سو یا چار سو مقتول و مجروح ہوئے۔ ۳۰- نومبر کو صبح کے نو بجے شرقی کوہ پرینیز کے فرنیکس ٹیریئر اور پرشیا کے دو دستہ فوج میں جہیں توپخانہ بھی تھا شہر جیورلی پر لڑائی ہوئی۔ دوپہر کے دو بجے کے قریب یہ لڑائی شہر نوبٹس تک پھیل گئی جہاں کوہ وسجز کے فرنیکس ٹیریئر کی ۱۳ کمپنیوں نے جسکے ساتھ شہر بیان کی فوج گارڈ موبائل بھی شامل ہو گئی تھی پرشیا کی فوج پر حملہ کر دیا اور فرانسیسوں کی کامل فتح ہوئی۔ پرشیا والوں کا سخت نقصان ہوا۔ پرشیا کی فوج کے مقتولین سے تمام سڑک بھری ہوئی تھی۔ اور پرشیا کے پندرہ سپاہی گرفتار ہوئے۔

فصل وازدہم (۱)

دریائے لوائر پر بڑی بڑی لڑائیاں۔ پیرس سے نکلکر فرانسیسی فوج کا دشمنوں سے بہادرانہ مقابلہ

۹- اور ۱۰- نومبر کی فتح کے بعد جس فتحکو اُس کی بزدلانہ احتیاط نے غیر مفید کر دیا جنرل ڈی آریلیس شہر آرلینز میں لوٹ آیا شہر کے قریب جنگل تھا اور یہاں فوج کو خیمہ زن کر کے اس مقام کو اپنے لشکر کا مرکز بنانا چاہا۔ اس مقام کو اُس نے مورچوں اور دمدموں سے بہت مضبوط بنا لیا۔ اور گو یہ مقام بوجہ قریب ہونے دریائے لوائر کے زیادہ خطرہ سے خالی نہ تھا مگر جنگل کی آڑ میں فوج پسپا بھی ہو سکتی تھی۔ اور اس جگہ مقیم ہو کر اُس نے اپنی محفوظ فوج اور دیگر کمک کو جسکے آنے کی اُس کو اُمید دلائی گئی تھی۔ دریا کے جنوبی کناروں کی جانب بلا یا۔ گیمبیٹا کی کوشش اور عوام کی سرگرمی سے یہ کمکی فوج ایک بے شمار تعداد میں وہاں پہنچ گئی اور اول لڑائی کے ۱۵ دن کے بعد جنرل ڈی آریلیس کی فوج جو اول تین کور تھیں اب چھ کور ہو گئیں اور اب اس کی فوج میں دو لاکھ ۲۰۰۰۰۰ آدمی ہو گئے اور اس فوج ۴۰۰ یا ۵۰۰ توپیں تھیں۔ یہ تین نئی کور اُس کی پہلی فوج کی نسبت عمدہ کم تھیں۔ اس فوج میں چھوٹی عمر کے لڑکے بہت تھے اور افسران اور سامان اور ترتیب وغیرہ ناقص تھیں۔ جنرل مذکور نے کئی دن تک اس فوج کی درستگی اور قواعد سکھلانے میں اپنی اوقات صرف کی۔ اور پھر اس طریقہ سے اُس فوج کو جا بجا منقسم کر دیا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اُس کو علم جنگ سے پوری وقفیت ہے۔ اُس نے اپنی فوج قلب کو آرلینز اور شاٹونیف تک پھیلا دیا جو جنگل اور اُسکے لشکر گاہ کی پناہ میں تھی اور اپنی فوج میسرہ کو اُس سڑک

تک پھیلا دیا جو شہر چین سے شہر مونٹ آرجس تک جاتی ہے اور فوج میمنہ کو شہر مارچن آئر تک پھیلا دیا۔ ان تمام انتظامات سے وہ اس قابل ہو گیا کہ یہاں سے دشمن پر حملہ کرنے کیلئے بڑھے اور پیرس کو جو تمام سڑکیں جاتی ہیں اُن پر اسکا اس طرح قبضہ ہو گیا کہ دشمن بغیر خوف یہاں سے نہیں گذر سکتا۔ اس اثنا میں اُسکے دشمن بھی تیاری میں مصروف تھے۔ پرنس فریڈرک چارلس کے لشکر کا مقدمۃ الجیش جو شہر فانٹن بلیو سے شہر نیمورس اور پتھیوی ٹر تک پھیلا ہوا تھا ۱۹۔ نومبر کو یا اُسکے قریب جنرل ون ڈرینٹن کی فوج سے جا ملا۔ اور جنرل ون ڈرینٹن کی فوج تا اب اُس سڑک پر پھیلی ہوئی تھی جو شہر انگرویلی سے شہر ڈوری تک ہے اور گو پرنس فریڈرک چارلس کی اصلی فوج بھی ون ڈرینٹن کی شریک نہیں ہوئی تھی تاہم فرانسیسی فوج لوائر کے لئے اب یہ فوج بڑی روک ہو گئی لیکن جرمنی نے اپنی فوج کو جو شکل نصف دائرہ کے ڈال رکھا تھا۔ اس فوج کے چلے آنے سے اُس نصف دائرہ کا ایک گوشہ خالی ہو گیا اور فرانسیسی جنرل ڈی آرلیس کو اب اس موقع سے فائدہ اُٹھانا چاہیئے تھا۔ گرینڈ ڈیوک آف میکلنبرگ جسکے خط و کتابت ون ڈرینٹن کے ساتھ جاری تھی اور جس کی فوج مغرب جانب شہر ڈریکس تک پھیلی ہوئی تھی اُس کو شہر لی مانس کی جانب روانہ کر دیا گیا تاکہ وہ مغرب کی فرانسیسی فوج کا تعاقب کرے جسکی جس و حرکت سے شہر وارسیلز میں خوف کیا جاتا تھا۔ گرینڈ ڈیوک نے اس فوج کا شہر سارتھی تک تعاقب کیا اور گو اب اُس کو واپس بلا لیا تھا لیکن تاہم وہ ون ڈرینٹن کی فوج سے بہت فاصلہ پر تھا اور نومبر کے آخری ہفتہ تک وہ درمیان شہر نوجنٹ لی روترو اور شہر چارٹرس کے تھا۔ اس فوج کی جس و حرکت بھی تیزی کے ساتھ نہیں تھیں اور فوج کو ایک گروہ فرانسیسی موسوم فری شوٹرز نے بہت ستایا اور اُس کی فوج جناح اور پچھلے حصہ فوج پر حملہ کرتی رہی جس سے اُس کی فوج بہت ضایع ہوئی۔

۲۶۔ نومبر کو اُن دونوں فوجوں کے کہ جنمیں سے ایک فوج پیرس کو محاصرہ سے خلاصی دلانے اور دوسری فوج محاصرین میں مدد دینے آتی تھی۔ یہ حالت تھی جیسا کہ ابھی اوپر بیان کیا گیا ہے۔

فرانسیسیوں کو بلحاظ وقت جنگ اس جگہ سے بڑا فائدہ تھا۔ کیونکہ شہر مارچن آئر سے شہر آرلینز ہوتے ہوئے مونٹ آرجس کی سڑک تک کے یہ محرابی لین اُن کے قبضہ میں تھی۔ اور یہ لین شہر نوجنٹ لی روترو و چارٹرس اور تور سے ہوتی ہوئی شہزادہ فریڈرک چارلس کی فوج میسرہ تک یہ لین پھیلی ہوئی تھی اور شہر مونٹ آرجس کے کچھ مشرقی جانب بھی تھی۔ اور فرانسیسیوں کے قبضہ میں وہ سب بڑی بڑی سڑکیں تھیں جو پیرس کو جاتی ہیں۔ اور وہ اپنی فوج کو بہ نسبت دشمن کی نہایت جلد ایک مقام پر جمع کر سکتی تھی۔ اور بہ نسبت فوج جرمنی کے یہ فرانسیسی

فوج ڈگئی تھی۔ چونکہ بعد اس کے کہ پرنس فریڈرک چارلس نے اپنی کچھ فوج محاصرہ پیرس میں شریک ہونے کیلئے بھیجی اُس کے پاس پچپن ہزار یا ساٹھ ہزار فوج سے زیادہ نہ تھی۔ اور جنرل ون ڈریٹن اور گرینڈ ڈیوک آف مکلنبرگ کی فوج کی تعداد ۰۰۰،۴۵ ہزار سے زائد نہ تھی اور گو درحقیقت فرانسیسی فوج اپنے دشمن کے مقابلہ کی تو نہ تھی لیکن اُس کی نصف فوج میں کل سپاہی بہت عمدہ اور بہادر تھے۔ ان انتظامات سے جنرل ڈی آریلیس کی جنگی لیاقت اور فرانسیسیوں کی حب الوطنی اور سرگرمی معلوم ہوتی ہے اور ان سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ یا تو جرمنی فوجی کمانڈروں نے دریائے لوائر کی فرانسیسی فوج کو کم تعداد سمجھا تھا یا دشمن نے جرمنی فوجوں کو اتنا دبا رکھا تھا کہ وہ اس جگہ زیادہ فوج روانہ نہ کرسکے۔ اور گو اُنہوں نے فرانسیسیوں کو پھر ایسا کوئی عمدہ موقع کامیابی کا نہیں دیا جیسا کہ فرانسیسیوں کو ۹ اور ۱۰۔ نومبر کو موقع ہاتھ لگا تھا لیکن ایک عمدہ کمانڈر اس تھوڑی سی فوج سے ہی بہت اچھی کارروائی کرسکتا ہے۔ اس اثناء میں گورنر پیرس نے بھی یہ خیال کیا کہ پیرس کی خلاصی کیلئے جو تدبیریں اُس نے سوچی تھیں اب ان کی آزمائش عملی کا وقت آگیا ہے۔ اُس نے مدافعت اور بچاؤ کی تمام ترکیبیں مکمل کرلی تھیں اور محاصرین کی فوج کی لائن کو بہت پیچھے ہٹا دیا تھا اور ذرا اور آگے بڑھکر قصبات ویلی جوف اور وارن پر مورچے اور دمدمے بنائے تھے وہاں سے اُس کو یہ یقین تھا کہ دشمن کی فوج پر کامیابی حاصل ہوسکتی ہے۔ اور اپنی فوج کو اُسنے نہایت عمدہ قواعد سکھائی تھی اور اس فرانسیسی فوج کی تعداد دو لاکھ تھی اور اسکی رائے میں منجملہ ان دو لاکھ کے ڈیڑھ لاکھ بہت عمدہ سپاہی تھے۔ اس تمام فوج کا یہ کام تھا کہ دشمن کی جمعیت کو چیرنے کی کوشش کرے اور دریائے لوائر کی فرانسیسی فوج جو پیرس کی طرف آرہی ہے وہ اس فوج میں آکر شریک ہوجاوے۔ ماہ نومبر کا آخری ہفتہ اس مشترک مہم کے لئے مقرر ہوا تھا لیکن اتفاق سے وقوع پر بھی بہت کام سپرد کردیا گیا تھا اور ٹروچو نے ڈی آریلی کی فوج کی حس و حرکت میں کسی قسم کی مداخلت نہیں کی اُسکو اُسی کی رائے پر چھوڑ دیا۔

دریائے لوائر کی لڑائیاں

جنرل ڈی آریلیس نے اب وہ کارروائی شروع کردی کہ جس سے فوج لوائر کا پیرس کی جانب بڑھنا ممکن ہوسکے۔ اُس نے براہ شہر لیڈن، پیٹرس اور مونٹ آرجس کے اپنی فوج میمنہ کو آگے بڑھنے کا حکم دیا اور اپنی فوج قلب اور میسرہ کو آگے نہیں بڑھایا۔ اور ۲۴۔ نومبر کو اپنی دو کوروں سے جنمیں غالباً ساٹھ ہزار سپاہ تھی جرمنی فوج کے ایک کور پر جسمیں تیس ہزار فوج تھی اور جو شہر بین لارولنڈ کے قریب اُس سڑک پر پھیلی ہوئی تھی جو فانٹن بلیو

شہر سیلین کو جاتی ہے حملہ کر دیا۔ یہ لڑائی نہایت خونریز تھی اور فوجیں بہت بہادری سے لڑیں اور جرمنی فوج کے دو ڈویژن شہر بیٹھی ویٹرز سے اور آ گئے اور فرانسیسی فوج بھاری نقصان کے ساتھ پسپا ہو گئی فرانسیسی فوج کے نوعمر سپاہی جیسا عموماً ہوتا ہے۔ خوف زدہ ہو کر سینکڑوں اپنی فوج سے علیحدہ ہو کر پیچھے رہ گئے لیکن جرمنی کی فوج بھی پیچھے ہٹ گئی اور ایک توپ اور بہت قیدی فرانسیسیوں نے گرفتار کئے۔ جنرل ڈی آریلیئس جس نے بلحاظ علم جنگ کے ایک بہت ہی بڑی غلطی کی تھی شہر آرلینز میں اپنی لشکر گاہ پر واپس آ گیا اور دو دن تک بے کار پڑا رہا۔ اور یہ توقف اسکے لئے اور بھی مہلک ثابت ہوا۔

۲۸۔ نومبر کو فرانسیسی فوج شہر شاٹوڈن سے مونٹ آرجس تک پھیلی ہوئی تھی اور ان دونوں شہروں کا فاصلہ ۴۰ میل کا ہے۔ اس دن جرمنی کی فوج نے فرانسیسی فوج میمنہ پر مونٹ آرجس میں حملہ کر دیا اور انہوں نے معلوم کر لیا کہ نہایت آسانی سے اس فرانسیسی فوج کی سپ لائن کو ہم فتح کر سکتے ہیں۔ اس لئے جرمنی فوج آگے بڑھی اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شہر شاٹوڈن سے فرانسیسی چلے گئے۔ دیگر چھوٹے چھوٹے معرکے قصبات آرٹینی۔ نیو لا بائس۔ سینٹ لوپ اور بیان رولنڈی اور جبین پر ہوئے لیکن ان میں کوئی خاص بات قابل تذکرہ نہیں ہے۔ ۲۹۔ نومبر کو ایک بڑا معرکہ شہر امینز کے سامنے ہوا۔ اس لڑائی میں فرانس کی فوج نے شمال سے آکر جرمنی کی فوج اوّل آرمی پر جو زیر کمان مانٹیفل تھی حملہ کر دیا۔ شروع شروع میں تو یہ لڑائی فرانسیسیوں کے حق میں اچھی رہی جو ۴½ بجے تک اپنی جگہ پر قایم رہی لیکن جرمنی کے طاقتور توپخانہ اور بے انتہا فوج کی وجہ سے فرانسیسی شہر ڈین بکس سے ہٹ گئے۔ فرانسیسی فوج کو قصبۂ بودس پر شکست ہوئی لیکن قصبۂ ڈوری میں فرانسیسی اپنی جگہ پر قایم رہے۔ اس لڑائی میں جس قدر جرمن فوج شریک تھی اسکی تعداد تیس ہزار تھی۔

جرمنیوں کا بیان ہے کہ اول لڑائی درمیان فرانس کے شمالی فوج اور جرمن کی اوّل آرمی (فوج) کی شہر سوریل میں واقع ہوئی۔ فرانسیسی فوج جو خوب مسلح تھی اور جرمنی فوج سے زیادہ تھی ضلع سوم کی جانب واپس بھگا دی گئی اور یہ فوج بھاگ کر شہر امینز کے سامنے اپنی لشکر گاہ میں مقیم ہوئی جسکے گرداگرد خندقیں کھدی ہوئی تھیں اس لڑائی میں فرانسیسی فوج کے کئی ہزار آدمی ضایع ہوئے۔ جرمنی ہزار کی ۹۔ رجمنٹ نے ایک فرانسیسی بحری پیدل فوج کو بالکل تباہ کر دیا۔ جرمنی فوج کا بھی کثرت سے نقصان ہوا۔ اس لڑائی میں جرمنی کی فتح ہوئی اور اس کا ظاہر ثبوت اس بات سے ہوا کہ لڑائی ختم ہونے کے تھوڑی دیر کے بعد ضلع سوم کے حاکم نے یہ اعلان شایع کیا:۔

"کہ اے باشندگان شہر سوم - آزمائش کا دن آپہنچا ہے - باوجود ہماری کوششوں کو شہر آمینز کو اب دشمن عنقریب ہی فتح کر لینگے - کونسل جنگ کی یہ رائے ہے کہ فرانس کی فوج شمال کو پسپا ہو جانا چاہیئے اور فوج نیشنل گارڈس ہتھیار ڈال دے - میں فی الحال تمہارے درمیان سے جاتا ہوں لیکن اُمید ہے کہ جلد واپس آجاؤں گا - خاموشی اور صبر کے ساتھ بھروسہ رکھو اُمید ہے کہ ملک فرانس محفوظ رہیگا - فرانس ہمیشہ قایم رہے - سلطنت جمہور ہمیشہ قایم رہے"

پرنس فریڈرک چارلس نے اب اپنی تمام فوج ایک جا جمع کر لی اور اب اُس نے دل میں یہ ٹھان لی کہ فرانسیسیوں کو ایک قطعی شکست دینی چاہیئے - ۳۰- نومبر کو وہ شہر پیتھیی ویرزا اور بیان رولنڈ کے درمیان مقیم ہوا اور شہر فانٹن بلیو کو اپنی پشت کی جانب رہنے دیا اور شہر بیان پر جنرل ڈی آریلیش نے جو حملہ کیا اُس کا بڑی بہادری سے جواب دیا اور ڈی آریلیش کی فوج کو بہت سخت صدمہ پہنچایا - جرمنی میمنہ فوج نے زیر کمان گرینڈ ڈیوک آف میکلنبرگ - جو شہر ٹوری سے ذرا شمال پیرس اور آرلینز کی سڑک پر دو لائن میں مقیم تھی فرانسیسی فوج لوائر پر جو زیر کمان جنرل چینزی تھی حملہ کر دیا - اس جنرل نے جو ۲۴- نومبر کو شہر چٹی سے آیا تھا اس گرینڈ ڈیوک کے مقدمۃ الجیش لشکر کو جو زیر کمان جنرل ون ڈیٹن تھا واپس بھگا دیا لیکن دوسرے دن یہ گرینڈ ڈیوک اپنی کل فوج لیکر آگے بڑھا اور فرانسیسی فوج کو شہر لوگنی اور پوپری کی جانب بھگا دیا اور اس آخری جگہ فرانسیسیوں کا لشکرگاہ بھی فتح کر لیا جو شہر آرٹینی کے نہایت قریب واقع ہے - جرمنی فوج کے ہاتھ گیارہ توپیں آئیں اور کئی سو فرانسیسی گرفتار ہوئے - پہلی دسمبر کا واقعہ صرف یہ ہے کہ پرنس فریڈرک چارلس جو شہر بیان میں مقیم تھا وہاں سے روانہ ہوا اور فرانسیسی فوج کو جو آرلینز کے جنگل میں تھی وہاں سے ہٹا دیا اور اُن کی دو توپیں گرفتار کیں - بعد اس کے اور بہت سے فائدے جرمنی فوج کو لوائر کی اس فرانسیسی فوج کی زک سے ہوئے - ۲- اور ۳- دسمبر کو میکلنبرگ کی فوج نے اور جنرل مین اسٹائین کی فوج نے فرانسیسی فوج کو پسپا ہونے پر مجبور کر کے شہر آرلینز کا مضافات شہر سینٹ جین اور اُس کی ریلوے اسٹیشن پر قبضہ کر لیا - ۳۰ توپیں جرمنی فوج کے ہاتھ آئیں اور ایک ہزار سے زیادہ فرانسیسی گرفتار ہوئے - جرمنی فوج کا نقصان بھی بہت ہوا - جرمنی فوج کے جنرل رنگل کے ڈویژن کے بہت آدمی مارے گئے - ۴- دسمبر کی شام کو ایک سخت لڑائی کے بعد جس میں فرانسیسیوں کی توپیں اور فوج بہت ضایع ہوئی جرمنی فوج نے شہر آرلینز کو پھر فتح کر لیا اور فرانسیسی فوج پسپا ہوئی اور جرمنی فوج نے تھوڑی دور تک اُن کا تعاقب کیا - ۳- دسمبر کو جرمنی فوج کی ۱۷- اور ۹- آرمی کور نے فرانسیسی فوج کو شہر چلی ان ... ہوئے اور شہر چیویلی کی راہ بجانب آرلینز بھگا دیا - اور ۵- دسمبر کو جرمن کی اسی فوج نے حسب الہدایت پرنس فریڈرک چارلس شہر فابرگ سینٹ جین ڈی لا ریلی کی مضافات اور اُس کی ریلوے اسٹیشن پر قبضہ کر لیا - اور گرینڈ ڈیوک آف میکلنبرگ کے ماتحت جو فوج تھی وہ اور مغربی جانب اس شہر کے نہایت قریب چلی گئی - بوجہ رات ہونے کے زیادہ تعاقب

نہیں کیا گیا۔ فرانسیسوں کی چالیس توپیں ہاتھ آئیں اور ایک ہزار سے زیادہ فرانسیسی گرفتار ہوئے۔

فرانسیسی گورنمنٹ مقیم ٹورس نے اس لڑائی کا حال جرمنیوں کے بیان سے بالکل مختلف بیان کیا۔ فرنچ گورنمنٹ نے ۳۔ دسمبر کو ان لڑائیوں کی رپورٹ شایع کی وہ اس طرح پر ہے کہ چند لڑائیوں کے بعد جو پہلی اور ۲۔ دسمبر کو ہوئی اور جس میں جرمنیوں کا بہت نقصان ہوا۔ لیکن ان لڑائیوں کی وجہ سے فرانسیسی فوج لوائر کا آگے بڑھنا موقوف ہو گیا ہے ۴۔ دسمبر کی رات کو جنرل آرلیئس نے ٹورس میں ایک تار بھیجا کہ اب آرلینز کو خالی کر دینا اور دریا کے بائیں کنارہ پسپا ہو جانا ضروری ہے۔ اس نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اس کے اختیار میں اسوقت دو لاکھ فوج ہے اور پانسو سے زائد توپیں ہیں اور ایک مضبوط جگہ پر مقیم ہے جس کی حفاظت پر بحری توپخانہ ہے۔ اور اس جگہ جنرل آرلیئس دشمن کے حملہ کی مدافعت کے لئے تیار ہیں۔ جنرل مذکور نے اپنے پسپا ہونے کے اوپر اس دلیل سے اصرار کیا ہے کہ جہانتک کہ وہیں موجود ہونے کی وجہ سے میں معاملات سے بہ نسبت دیگر غیر موجودین کے زیادہ آگاہ ہوں۔

فرانس کی گورنمنٹ نے جو کونسل مشورہ منعقد کی اس کی یہ رائے ہوئی ہے کہ آرلینز پر اس کے مورچوں اور دمدموں کی مدد سے پورے طور سے قبضہ رکھا جاوے اور یہ کہ جنرل آرلیئس پیرس سے بہت فاصلہ پر ہیں لیکن چونکہ جنرل کا یہ بیان ہے کہ پسپا ہونا ضروری ہے چونکہ پسپا ہونے سے فوج کا نقصان بہ نسبت خالی کر دینے آرلینز کے بہت کم ہوگا اسلئے اسکو پسپا ہونے کا اختیار دیا جاتا ہے۔

فرانسیسی گورنمنٹ نے فوج لوائر کے کمانڈر کو حکم مذکورۂ بالا بذریعہ تار بھیجدیا اور ایم گمبیٹا نے اس میں یہ حکم اور زیادہ لکھا کہ میرے سابق میں جو جو احکام دربارہ جمع ہونے فوج کے آرلینز میں اور دشمن کی مدافعت جاری رکھنے کے لئے دیئے تھے وہ اب منسوخ کر دیئے جاتے ہیں۔ ایم گمبیٹا نے جنرل ڈی آرلیئس کو یہ اختیار دیا کہ اگر ضرورت ہو تو آرلینز کو خالی کر دیا جاوے اور شہر ٹورس میں جتنے جنرل فوج ہیں وہ تمہارے ماتحت کر دیئے گئے ہیں۔

آخر کا جنرل آرلیئس نے ٹورس میں ایک اور مراسلہ بھیجا اور اس کے ذریعہ سے گورنمنٹ فرانس کو مطلع کیا کہ میں نے اپنی تجویز جنگ تبدیل کر دی ہے اور ۱۶ اور ۱۷ کورز کو بھیجدیا ہے اور ۱۸ اور ۲۰ کورز کو اپنے پاس بلا لیا ہے اور میں خود آرلینز میں مقیم ہو کر شہر کے بچاؤ کی تدبیریں کر رہا ہوں۔ بعد اس کے جنرل آرلیئس نے کامیابی کے ساتھ مدافعت کرنا ناممکن پایا اور شہر آرلینز کو خالی کر دیا اور ۴۔ دسمبر کی آدھی رات کو جرمنی فوج شہر میں داخل ہو گئی۔ ان لڑائیوں میں فرانسیسی فوج کا نقصان مقتولین مجروحین اور قیدیوں میں سولہ ہزار فوج کا ہوا۔ جرمنی والے فرانسیسی نقصان کو اور بھی زیادہ بتلاتے ہیں۔

چونکہ یہ مقامات شہر آرلینز کے شمال اور جنوب میں ہو رہے تھے پیرس کی فوج نے ایک اور کوشش دشمن کی فوج کو چیر کر نکل جانے کی کی۔ ۲۹۔ ۳۰ نومبر کی رات کو قلعجات پیرس سے اور خاصکر ان قلعوں نے جو جنوب کی جانب تھے بڑے خوفناک طور سے گولہ باری شروع کر دی۔ اور شہر سینٹ جرمین سے دریائے سین اور مارنی کے اتصال تک گولوں اور گولیوں کی بوچھار برابر محاصرین کی لائن پر ہو رہی تھی۔ اس گولہ باری کی آڑ میں جو خاصکر اسوجہ سے کی گئی تھی تاکہ فوج فوائیر کو حملہ کر دینے کا حال معلوم ہو جسکا خیال کیا گیا تھا کہ وہ فوج بہت دور نہیں ہے قلعجات مانٹروگ بیسیٹری اور آیوری سے بہت سی فوج نکل آئی اور بمدد دریائے سین کی جنگی کشتیوں اور شہر ویلی جو لف کے توپخانہ کی مدد اور اپنی خاص توپوں کی مدد سے اس فرانسیسی فوج نے فوج جرمنی سے شہر ال لا ہے جیوسلی۔ اور چوزی لی روئی کے فتح کرنے کی کوشش کی جو محاصرہ کے دائرہ کے قریب شہر آرلینز کی سڑک پر واقع تھے۔ یہ بھی ارادہ کر لیا گیا تھا کہ مشرق اور جنوب مشرق سے بھی فوج آکر اس مہم میں شریک ہووے لیکن اس دن دریائے مارنی میں یکایک طغیانی ہو گئی۔ اور فرانسیسی فوج بغیر قطعی لڑائی کے قلعوں میں لوٹ آئی۔ دوسری شب کو گولہ باری پھر شروع کی گئی۔ اور ۳۰۔ نومبر کو علی الصباح ایک لشکر عظیم زیر کمان جنرل ڈوکرٹ جنوب مشرقی اور مشرقی قلعوں سے اس جانب کی جرمنی فوج پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ جنوب مشرق پر جنرل وینوئی کا حملہ اور ایسا ہی شمال سے سینٹ ڈینس سے حملہ ہونا یہ کارروائی صرف جرمنی فوج کو دھوکہ دینے کے لئے کی گئی تھی ورنہ یہ درحقیقت حملہ نہ تھا۔ لیکن دوکرٹ نے جو حملہ کیا وہ بہت ہی سخت تھا سیاہ فوج کو لے کر جسکی مدد پر بہت سی محفوظ فوج تھی ڈوکرٹ قلعہ وینسنس کے سامنے سے دریائے مارنی پر پہنچا کئی پل ڈالکر دریا کو عبور کر لیا۔ اور ایک بڑا لشکر فوج کو شہر ویلی میں اتار دیا جو اس قطعہ زمین پر آباد ہے جو دریائے سین اور دریائے مارنی کے بیچ میں بطور جزیرہ نما گئی ہے۔ ڈوکرٹ نے اپنی تمام فوج کو چار دیہات نوئزی لاگرینڈ برائی ویلیئرز اور چیمپگنی کے سامنے لاکے ڈال دیا۔ فرانسیسی فوج پوری ترتیب سے آگے بڑھی اور ایک مختصر مگر خونخوار لڑائی کے بعد اس نے ویلیئرز چیمپگنی اور برائی فتح کر لئے اور جرمنی فوج ان جگہوں سے بوجہ ہونے زائد فوج دشمن کے ہٹ گئی۔ موضع لاگرینڈ پر بھی فرانسیسی فوج نے حملہ کیا اور چند گھنٹہ تک فرانسیسی فوج میدان کارزار میں فائدہ میں رہی۔ اور ان کی فوج اس قدر زائد تھی کہ ان کی مدافعت ذرا مشکل تھی لیکن زمین میدان کارزار کی ایسی تھی کہ تمام فوج فرانس کو اپنی پوری گولہ باری کرنے کا موقع نہ ملا۔ آخر کار جرمنی فوج کو اور کمک آگئی اور بڑی خونخوار لڑائی کے بعد موضع ویلیئرز جرمنی والوں نے پھر لے لیا۔ لیکن واضعات برائی اور چیمپگنی فرانسیسیوں ہی کے پاس رہے۔ اس لڑائی کے مفصل حالات حسب ذیل ہیں:

پیرس کے جنوب مشرق میں قلعہ ونسنس کے مقابل میں جو جنگل ہے اُس کے سامنے دریائے مارنی پر سخت لڑائی ہوئی دریائے مارنی اپنے مقام اتصال دریائے سین سے یعنے شہر چارنٹن سے شہر چیلی تک مثل سانپ کے چکر کھاتا ہوا بہتا ہے۔ اور ایک نشیبی ضلع کی زمین میں سے گذرتا ہے جو اُن قلعجات کی زد میں ہے کہ جو خاص پیرس کے بچاؤ کے قلعے ہیں۔ جب کہ جرمنی فوج اوّل ہی اول حملہ کرتے ہوئے پیرس کے قرب وجوار میں پہنچی تو اس ضلع کے تمام بائیں کنارہ پر قابض ہو گئے) دریا کے قریب اور فرانسیسی آگ کی زد میں جرمنی فوج نے صرف موضع برائی اور چیمپگنی پر تھوڑی تھوڑی فوج ڈال دی تھی۔ لیکن ان کے پیچھے مواضعات ویلیرز کوئیلی۔ نوئزی لی گرینڈ اور دیگر جگہوں میں اُنہوں نے اپنی فوج و مورچوں اور توپخانہ سے نہایت مستحکم کر رکھی تھی۔ پیرس کے قلعجات اور جرمنی فوج کے درمیان گویا کہ ایک زمین آزاد تھی جس پر کوئی قابض نہ تھا۔ اور اس آزاد زمین میں دریا تھا اور اُس بائیں کنارہ پر دو تین میل اور زمین تھی۔ اس قطعہ زمین پر فرنچ جنرل ڈوکرٹ نے اپنی فوج کو لا ڈالا اور ۲۸ نومبر کو اس پر قابض ہو گیا۔ اُس نے پیپوں کے پل کے ذریعہ سے معہ اپنی تمام فوج کے دریا کو عبور کیا اُس کی فوج کی تعداد کوئی ۴۰۰۰۰ ہزار بتاتا تھا اور کوئی ۱۵۰۰۰۰ بیان کرتا تھا اور مواضعات چیمپگنی اور برائی سے جرمنی فوج کو بھگا دیا۔ لیکن اپنے قلعوں کی زد سے باہر ہو کر اس نے جرمنی فوج پر موضع ویلیرز پر حملہ کر دیا اور یہاں جرمنی فوج نے پورے طور سے اُس کا مقابلہ کیا۔ اور ڈوکرٹ کو اب اُنہیں متذکرہ صدر دو دیہات میں لوٹ کے آنا پڑا۔ چار قلعوں کی توپوں کی زد میں ان دو دیہات پر قبضہ کر لینا صرف یہی کام تھا جو ۲۹ نومبر کو اس عظیم الشان فرانسیسی فوج نے کیا۔ اور ۲۹ نومبر کو نہایت مبالغہ کے ساتھ اس کی بابت دنیا کے تمام حصوں میں خبر بذریعہ تار بھیجی گئی۔ ۲۰ تاریخ کو لڑائی اس وجہ سے بند کر دیگئی تا کہ مقتولین کو دفن کر دیا جاوے۔ جرمنی والوں کا بیان ہے کہ فرانسیسوں کی درخواست پر ایسا کیا گیا اور فرانسیسی کہتے تھے کہ جرمنی والوں کی درخواست پر لڑائی ملتوی کیگئی ۳۰ نومبر کو لڑائی پھر شروع ہوئی۔ جرمنی فوج نے اپنے دشمنوں کو مواضعات برائی اور چیمپگنی سے ہٹا دینے کی کوشش کی اور علی الصباح اُن کا یہ مقصد تھوڑا سا یا کل حاصل ہو ہی گیا تھا کہ اس عرصہ میں فرانسیسی کل فوج لڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی آئی اور نہایت سخت اور خونخوار لڑائی واقع ہوئی جسکے آخر میں فوج جرمنی نے فرانسیسی فوج کو پیچھے ہٹا دیا۔ گو دریائے مارنی کے پار تو نہیں بھگا سکے لیکن دریا کے قریب چراگاہوں اور جنگلوں میں ہٹا دیا۔ اس لڑائی کی حالت گویا ۲ دسمبر کی شام کو وہی تھی جو اس سے ۴۸ گھنٹے پیشتر تھی۔ فرانسیسی فوج ابھی تک دریائے مارنی کے بائیں کنارہ پر کئی جگہ قابض تھی اور یہ سب جگہ فرانسیسی قلعجات کی زد میں تھیں اور جرمنی فوج کی لائن بالکل نہیں ٹوٹی۔ اس کے بعد جنرل ڈوکرٹ اپنی فوجیں دریا کی دوسری جانب لے گیا اور اپنی فوج کے نام مفصلہ ذیل ایڈریس جاری کیا:۔

مقام ولنس - ۴ - دسمبر

"اے سپاہیان - دو دن کی شاندار لڑائیوں کے بعد میں نے تم کو دریا کے اس کنارے پھر ڈالا ہے کیونکہ مجھے یہ یقین ہو گیا تھا کہ دشمن نے اس جانب اپنی ساری فوج ایک جا جمع کر لی تھی اور لڑائی کی تیاریوں میں تھا اور اُس جگہ ہماری کوششیں بے فائدہ ہوتیں۔ اگر میں وہاں پڑا رہتا تو ہزارہا بہادروں کی جانیں بے فائدہ ضایع ہوتیں۔ سمجھ لو کہ لڑائی تھوڑے عرصے کے لئے موقوف ہوئی ہے۔ بہادری سے لڑنے کے لئے تم پھر تیار ہو جاؤ۔ جلدی سے اپنا سامان جنگ تیار کر لو اور رسد جمع کر لو۔ تم جانتے ہو کہ ہم ملک کے بچانے کے ایسے پاک کام میں مصروف ہیں کہ بوقت ضرورت ہم کو اپنی جانوں سے بھی دریغ نہیں کرنا چاہئے۔"

اپنی بڑی کوششیں کرنے سے پہلے جنرل ٹروچو اور جنرل ڈوکرٹ نے دو اعلان شایع کئے جن سے بڑا جوش پھیلا۔ جنرل ٹروچو نے اُس خون کی ذمہ داری جو عنقریب بہنے والا ہے اُن اشخاص پر ڈالی جنکی قابلِ نفرین خواہشیں زمانۂ حال کی تہذیب اور انصاف کو پامال کئے جاتی ہیں۔ جنرل ڈوکرٹ نے اپنے اعلان میں یہ شایع کیا کہ "میں تمام قوم کے آگے قسم کھاتا ہوں کہ اب کے پیرس میں یا تو فتحمند داخل ہوں گا یا مردہ ہو کر داخل ہونگا"۔ شہر ٹورس میں اس خبر نے کہ پیرس سے فوج نکلکر دشمن سے لڑے سخت جوش پھیلا دیا اس بارے میں گورنمنٹ کو بڑے مبالغہ آمیز حالات پہنچے اور نہایت پرجوش طریقہ سے اُن کو بیان کیا گیا۔ ۳۰ - نومبر کے حکم میں جنرل آریلینس ڈی پالیڈائن نے فوج کو یہ لکھا "کہ پیرس کی فوج نے پرشیا کی فوج کی لائن کو توڑ ڈالا ہے۔ جنرل ڈوکروٹ معہ اپنی فوج کے ہماری جانب آرہے ہیں اب ہم کو بھی اُن سے ملنے کے لئے اُسی ہمدردی سے کوچ کرنا چاہئے کہ جسکی فوج پیرس نے ایک نظیر قایم کر دی ہے"۔ فرانسیسیوں کے اور بیانات اس قسم کے تھے کہ "پرشیا کی فوج دریائے سین کے بائیں کنارے کیجانب پسپا ہو گئی ہے"۔ اور "ڈوکرٹ ایک لاکھ سے زاید فوج کیساتھ فوج ادائرکے شہر کیطرف نکلا آرہا ہے"۔

پیرس سے ایک غبارہ چلا اور وہ ۲۹ - نومبر کو قصبہ بلیس ضلع موربہین میں اُترا اور ٹورس میں اُس کے ذریعہ سے یہ خبریں تحریری آئیں۔ دوبارہ پیرس سے فوج کا نکلکر دشمن پر حملہ کرنے کے حال میں یہ تحریر کیا تھا کہ "جنرل ٹروچو نے فوج کی تعریف اپنی رپورٹ میں کی ہے اس رپورٹ میں اپنی خدمات کا بیان کرنا بھول گیا تھا۔ یعنے جب پیدل فوج لڑتے لڑتے پیچھے رہ جاتی تو وہ اُن کو ہمت دلا کر آگے بڑھاتا تھا۔ اس لڑائی میں پیرس کی چاروں جانب کے قلعوں سے گولہ باری ہوتی رہی۔ جنرل رینالٹ جسکی زیر کمان فوج ۲ - کور تھی زخمی ہوا اور جنرل لیچارڈ بھی زخمی ہوا۔ جنرل ٹروچو نے کہا کہ تمام ملک کو جنرل ڈوکرٹ کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ جرمنی والوں کا بیان ہے کہ بیشک فرانسیسی توپخانہ

بہت مضبوط تھا اور اُس سے برابر گولہ باری ہوتی رہی لیکن اُس سے جرمنی فوج کا بالکل بھی نقصان نہیں ہوا۔ شہر پیرس میں عوام کا ایک ہجوم غفیر حاکم شہر کے مکان پر جمع ہوا اور ایم گیمبیٹا کو پکارا۔ اس وزیر نے چھت کے اوپر سے اپنے تئیں عوام کو دکھایا اور عوام کو ایک ایڈریس دیا لیکن بوجہ جوش کے اکثر اُس کی آواز نہیں نکلتی تھی اور وہ ٹھہر کر آواز درست کرتا جاتا تھا۔ اُس نے جنرل ٹروچو اور جنرل ڈوکرٹ کی ہمت بہادری استقلال اور تمام فوج کی بہادری کی تعریف کی۔ اُس نے بیان کیا کہ تمام بچاؤ کے ذریعوں سے کام لیا گیا تھا اور پیرس سے جس فوج نے نکلکر دشمن پر حملہ کیا تھا اُس کی مدد پر قلعجات پیرس جنگی کشتیاں اور چکر (؟)، ریلوے آہن پوش گاڑیاں تھیں۔ تمام فوج اور فوج موبایل اور فوج نیشنل گارڈس نے بڑی بہادری سے لڑائی کی۔ ایم گیمبیٹا نے آخر ایڈریس میں یہ کہا کہ مجھے اُمید ہے کہ اب ہماری فوج فتحیاب ہوگی۔ فتح ہمارے ہتھیاروں سے پھر ملاقات کرے گی۔ اور فرانس کے لوگوں کی بہادری گو تھوڑے عرصہ سے روپوش ہے لیکن اب وہ جلد فتح کی صورت حاصل کرکے جلوہ افروز ہونے والی ہے۔ پرشیا کی فوج ہماری فوج کی نئی ہمت اور بہادری دیکھ کر اب ہر جانب بے دل ہوگئی ہے اور اب وہ پسپا ہونے والی ہے۔ پرشیا کی فوج کو شہر اٹری بیگنی پر شکست دی گئی ہے اور پیرس کی فوج کی فتح کی خبر سُنکر فوج جرمنی نے شہر اسینز کو خالی کر دیا ہے۔ ہماری فوج لوائر پیرس کی فوج میں شریک ہونے کے لئے استقلال سے کوچ کر رہی ہے۔ اب نتیجہ پر کون شبہ کرسکتا ہے؟ اب ہم ایک مطلق العنان بادشاہ ہیں جو اپنے لالچ اور خواہش نفسانی کے لئے لڑتا ہے اور ایک قوم میں جو انصاف اور حق اور اپنی عزت کے لئے لڑتی ہے تمیز و فرق کرسکتے ہیں۔ یہ فتح صرف سلطنتِ جمہوری کی ہوئی ہے چونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جمہوری نے تمام سامان مکمل کر لیا ہے۔ فرانس کو سب نے یکہ و تنہا چھوڑ دیا تھا لیکن فرانس نے اپنے تئیں مضبوط اور طاقتور بنا لیا ہے۔ یہی کام ہے جو ایک آزاد قوم کرسکتی ہے۔"

ایم گیمبیٹا کو اپنے ایڈریس میں اس آواز سے اکثر توقف کرنا پڑتا تھا جو سب لوگ یکساں پکارتے تھے کہ پیرس ہمیشہ قایم رہے! جمہوری سلطنت ہمیشہ قایم رہے۔

فصل دوازدہم (ب)

دریائے لوائر پر چند دنوں تک لڑائی رہنا۔ شہر بوجنسی کی فتح۔ پیرس سے دوبارہ فوج کا نکلکر دشمن پر حملہ کرنا۔ جنگ نٹ نویلس

فرانسیسی فوج نے پیرس کے محاصرہ توڑنے کی جتنی کوششیں کیں وہ سب بالکل فضول گئیں۔ اور جنرل ٹروچو کو

الزام دینے کی خواہش کئے بغیر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس بات کے حصول کے لیئے اس سے بہتر موقع اُس کو کبھی نہیں ملا۔ اور یہ بات غالب معلوم ہوتی تھی کہ اگر ذرا ہشیاری اور بہادری اور ہمّت کی جاتی تو فرانسیسوں کا یہ مقصد بر آتا۔ اس محصور شہر کے باہر وہ بربادی بخش واقعات جو فرانسیسی فوج لوائر کے سر پہ منڈلا رہی تھی اب جمع ہونی شروع ہو گئی۔ لیکن تاہم فرانس کے مطلع تاریک پر ایک روشن دھبہ نظر آتا تھا۔ جبکہ فوج جرمنی نے آرلینز پر دوبارہ قبضہ کر لیا تو فرانسیسی فوج لوائر علیحدہ علیحدہ ہو گئی۔ فوج میمنہ اور قلب تو دریا کے پار بھاگ گئی اور فوج میسرہ دریا کے شمال کے کنارہ کیطرف شہر بوجلنسی میں مقیم ہو گئی۔ پرنس فریڈرک چارلس پچاس ہزار سپاہ کے ہمراہ فوج میمنہ کے تعاقب میں گیا۔ جو بغیر زائد نقصان ہونے کے شہر بورجیں کی جانب چلی گئی اور یہاں یکایک ایک ایسا واقعہ پیش آیا کہ جسکی وجہ سے پرنس مذکور شہر ویرزن سے آگے نہ بڑھ سکا۔ اسی اثنائیں ون ڈربٹن اور گرینڈ ڈیوک آف میکلنبرگ چالیس ہزار فوج کے ساتھ فرانسیسی فوج میسرہ پر حملہ کرنے کے لیئے بڑھے لیکن فرانسیسی فوج نے اُن کے حملہ کی مدافعت اس طور سے کی کہ جسکی وجہ سے اس جنگ میں پیچ در پیچ دلچسپ واقعات نمودار ہوتے گئے۔ فرانسیسی فوج میسرہ میں دو کور تھیں جنکی تعداد پچاس ہزار سپاہ کی تھی اور مصیبتوں کے پڑنے کی وجہ سے یہ فوج بے دل سی ہو گئی لیکن یہ فوج ایک ایسے جنرل کے زیر کمان تھی کہ جسنے اپنی تعجب انگیز غیر معمولی جنگی لیاقتوں کا پورا پورا ثبوت دیا۔ شہر بوجلنسی اور شہر مارچن آر کے درمیان آرلینز کے جنگلوں میں ایک مضبوط جگہ پہ مقیم ہو کے جنرل چینزی نے ایک خونخوار لڑائیوں کا سلسلہ شروع کر کے فاتح فوج جرمنی نے جسقدر حملے کئے سب کو رد کر کے فوج جرمنی کو پسپا کیا اور ایک دفعہ سے زیادہ فوج جرمنی پر خود حملہ کیا۔ بعد ازاں پرنس فریڈرک چارلس نے کمک کے لیئے ایک اور فوج بھیجی اور اس وجہ سے چینزی پیچھے ہٹ آیا لیکن اُس کا یہ پسپا ہونا نہایت باقاعدہ اور استقلال کے ساتھ تھا۔ شہر لی مانس کی مضبوط جگہ سے اس فوج کو بہت فائدہ پہنچ سکتا تھا۔ اور اگر چینزی اسجگہ پہنچ جاتا تو وہ مغرب کی فرانسیسی فوج کے شریک ہو جاتا اور پھر اُس کو بہت کمک پہنچ جاتی۔ اس لیئے اُس نے لی مانس کی جانب کوچ کرنا شروع کر دیا اور کئی جگہ اور خاصکر دریائے لوائر کے مضبوط دمدموں اور مورچوں کو اُس نے فوج سے خوب مستحکم کیا اور بعض اوقات اپنے تعاقب کنندگان پر لوٹ کے حملہ کر کے اُن کو بہت نقصان پہونچاتا تھا۔ اور آخرکار ۱۸ دسمبر کو اُس نے شہر لی مانس لے ہی لیا اور اپنی فوج کو نقصان سے بچائے رکھا اور اپنی کمک سے جا ملا۔

دریائے لوائر پر چند دن تک لڑائی رہنا

پہلی دسمبر سے ۵۔ دسمبر تک فرانسیسی فوج لوائر سے ایک بڑا خونریز سلسلۂ جنگ جاری رہا اور یہ لڑائیاں پیرس اور آرلینز کی سڑک پر شہر آرجرس سے شہر آرٹینی تک ہوتی ہوئی شہر چاٹودن تک جاری رہیں۔ جو آرلینز سے شمال کی جانب کئی میل پر ہے۔ جرمنی فوج میمنہ زیر کمان گرینڈ ڈیوک میکلنبرگ تھی اور چونکہ جرمنی فوج قلب اور میسرہ فرانسیسی فوج کو اُن کے مورچوں اور دمدموں سے دریائے لوائر کی جانب واپس بھگا رہی تھی جرمنی کی فوج میمنہ مغربی جانب کوچ کر رہی تھی اور اس سے یہ خوف تھا کہ کہیں جنرل ہیلیئرز اور جنرل آریلیئس کو شہر ٹورس سے علیحدہ نہ کر دے۔

یکم دسمبر کو ہر دو افواج معاندین بمفصلۂ ذیل جگہوں پر مقیم تھیں:-

شہر آرجرس کی داہنی جانب بوئیریا کی فوج پڑی ہوئی تھی۔ ۱۷۔ ڈویژن فوج قلب اور پچھلی فوج مقرر کی گئی تھی اور ۲۲۔ ڈویژن شہر آرلینز کی سڑک پر بڑھ کر آدھی رات کو درمیان شہر چیں ویلی اور آرٹینی کے مقیم تھی اور میسرہ پر چوتھی ڈویژن سواران تھی۔ پرنس فریڈرک چارلس کا ہیڈ کوارٹر شہر پیتھی ویئرز میں تھا اور تیسری آرمی کور شہر بونو چرلیس گیٹرینڈ سے شہر چیٹلین تک پھیلی ہوئی تھی۔ اور فرانسیسی فوج جو زیر کمان جنرل چینزی تھی وہ شہر آرٹینی میں دمدمے اور مورچے بنا کے خوب مستحکم جگہ مقیم تھی اور اس فوج کی جناح۔ بوئیریا کی فوج کے سامنے مواضعات پوپری سے ٹیلینیئر اور جیالن ویلی تک پھیلی ہوئی تھی۔ جرمنی کی ۳۔ کور کے مقابلہ میں فرانسیسی فوج پھیلی ہوئی نہیں تھی۔ درحقیقت اگر وہاں کوئی فوج ہوتی تو وہ غیر محفوظ ہوتی چونکہ اُس کے پیچھے بیس میل تک گھرا جنگل تھا اور یہ جنگل دریائے لوائر کے شمال میں اور شہر آرلینز اور شاٹونیف کے بیچ میں واقع تھا۔

پہلی۔ دسمبر کی سہ پہر کو تین بجے کے قریب لڑائی شروع ہوئی لڑائی اس طرح شروع ہوئی کہ فرانسیسی فوج نے جس میں ۵ پلٹنیں تھیں فوج بوئیریا کے مقابلہ پر بڑھنا شروع کر دیا جس میں بویریا کی ۲۔ بریگیڈ فوج تھی اور فرانسیسی فوج نے بوئیریا کی فوج کو آرجرس پر واپس بھگا دیا۔ اور ان کی دو توپیں فرانسیسی فوج کے ہاتھ لگیں۔

۲۔ دسمبر کو علی الصباح لڑائی پھر شروع ہوئی۔ آرلینز کے شمال اور شمال مغرب میں جو قطعہ ملک ہے وہ ۲۰ میل تک بلکہ اُس سے بھی زیادہ ایک وسیع میدان چلا گیا۔ اس میدان میں بے شمار دیہات ہیں۔ دہاقین کے مکانات

مٹی اور پتھر کے بنے ہوئے ہیں اور ان پر چھپر پڑے ہوتے ہیں۔ آج فرانسیسی فوج نے بویریا کی فوج پر حملہ کیا جسکو چار دفعہ شکست دیکر پیچھے ہٹایا۔ اور یہ بویریا کی فوج اب زیادہ تاب مقابلہ نہ لاسکی۔ اسلئے یہ ہٹ گئی اور اس کی جگہ ۱۷۔ ڈویژن کی ۷۶ رجمنٹ آزاد شہروں کی لائی گئی (جرمنی میں تین شہر اپنے اندرونی معاملات میں بالکل آزاد ہیں ان کا نام ہمبرگ بریمن اور لیوبک ہے اور یہ شمالی جرمنی میں واقع ہیں۔ از مترجم) اور فرانسیسی فوج نے اس رجمنٹ سے دوپہر کو قریب ۱۱ بجے کی لڑائی شروع کردی۔ یہ لڑائی مشرقی جانب بڑھتی جاتی تھی اور دو بجے کے قریب شہر آرٹینی سے بویریا کی فوج کی لائن تک ایک مسلسل بوچھاڑ گولے اور گولیوں کی ہو رہی تھی۔ فرانسیسی اپنی جگہ پر نہایت بہادری سے قایم رہے۔ جرمنی کی فوج نے جو بہت درماندہ ہوئی تھی اور لمبے لمبے کوچوں سے تھک گئی تھی اس نے بہت ہی سخت کوشش کی تاکہ فرانسیسی فوج کو پسپا کردے جو جرمنی فوج سے تعداد میں زیادہ تھی اور توپوں اور مٹرلیوز سے مسلح و مستحکم تھی۔ علاوہ ازیں تاہم ۱۷۔ ڈویژن فوج بڑے معرکہ میں بالکل نئی آئی تھی۔ میدان کارزار کی لائن میں تمام مکانات دیہات کے اُڑنے والے گولوں کی وجہ سے جل رہے تھے اور جب رات ہوئی تو ایک طرف تو چاند چمک رہا تھا اور دوسری جانب مکانات اور دیہات کے جلنے سے زمین سے آسمان تک روشنی ہو رہی تھی اس میدان کارزار کی زمین حملۂ سواران کے لئے بہت مناسب تھی اور شہر آرٹینی کے مقابل میدان کارزار میں ۱۷۔ ڈویژن رسالہ بہت اچھی طرح لڑ رہا تھا۔ مگر فرانسیسی فوج نے اپنی مٹرلیوز توپوں سے آگ برساکر اس ڈویژن کی ایک رجمنٹ کو بالکل نیست و نابود کردیا۔ اور سینکڑوں گھوڑے بلا سوار جنکے سوار قتل ہوگئے تھے اور بعض گھوڑے زخمی بھی ہوگئے تھے۔ چاروں جانب سے بڑے خوف سے ہنہناتے ہوئے بھاگ رہے تھے۔ آج کی لڑائی بھی مثل ان تین خونریز لڑائیوں کے تھی جو ماہ اگست میں شہر میٹز کے آگے ہوئی تھیں اور مثل ان لڑائیوں کے اس لڑائی سے بھی ظاہرا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔

میدان کارزار میں ہر جانب مقتولوں اور مجروحوں کی بے شمار تعداد پڑی ہوئی تھی اور کسی جانب یہ تمیز نہیں ہو سکتی تھی کہ کونسا فریق فائدہ میں رہا ہے جو نقصانات ہوئے تھے ان کا تخمینہ صحیح طور سے نہیں ہو سکتا تھا۔ لفٹنٹ جنرل ون اسٹیفن کمانڈر اول ڈویژن فوج بویریا اور ۷۶ رجمنٹ کا کرنل شیلین اور ۷۵۔ رجمنٹ کا میجر ون ہیرچ فیلڈ۔ یہ تینوں نہایت سخت مجروح ہوئے۔ جرمنی فوج نے ۱۸۰۰۔ اٹھارہ سو قیدی گرفتار کئے جن میں ایک جنرل بھی تھا۔ رات کو بڈھے آدمی اور عورتیں اور بچے اپنے جلتے ہوئے مکانوں سے نکلکر ادھر ادھر پھر رہے تھے اور افسوس ان کی کوئی پناہ کی جگہ نہیں رہی تھی۔ فوجوں نے بھی تمام رات کھلے میدان

میں گذاری۔

۳۔ دسمبر کو گرینڈ ڈیوک آف میکلنبرگ کی فوج سے اور فرانسیسی باقیماندہ فوج لوائر سے جسمیں شہر ٹورس سے اور کمکی فوج آکر شریک ہوگئی تھی۔ شہر بوجنسی کے پاس ایک جم کر لڑائی ہوئی اور اس میں افواج جرمنی کو کامیابی ہوئی اور شہر بوجنسی کی فتح ہوجانے کا فرانسیسیوں کو اندیشہ ہوگیا۔ جرمنی کی فوج نے پندرہ سو قیدی گرفتار کئے اور چھ توپیں اُنکے ہاتھ لگیں۔ ۲۔ دسمبر کی لڑائی کے بعد ۱۷۔ اور ۲۲۔ ڈویژن فوج جرمنی نے مع اوّل کورز فوج بویریا کی بوجنسی کیجانب کوچ کر دیا۔ فرانسیسی فوج شہر مارچن آئر کے جنگل اور بوجنسی کے درمیان مقیم تھی۔ علاوہ اُس فوج کے جو اول دن کی لڑائی میں شریک تھی۔ فرانسیسی فوج لوائر کی دو کورز جو شہر آرلینز سے بھگا دی گئی تھیں اُنہوں نے بھی اس جرمنی فوج کا کوچ روکنا چاہا۔ مگر جرمنی فوج مضبوطی کے ساتھ آگے بڑھی گئی اور دیہات کراونٹ ۔ سیو مونٹ سیساس پر قبضہ کرلیا اور آخر کار شہر بوجنسی بھی لے لیا۔ چھ توپیں اور ایک ہزار سے زائد قیدی فوج جرمنی نے گرفتار کئے۔ ۳۔ دسمبر کو موضعات رونو بلیٹ۔ ویلرسا اور سرنی بھی فرانسیسی فوج سے چھین لئے۔ اور بہت سے فرانسیسی گرفتار ہوئے۔ شہر ویرزن کی ریلوے پر بھی جرمنی فوج نے قبضہ کرلیا۔ ۴۔ دسمبر کو گرینڈ ڈیوک کی تمام فوج نے فرانسیسیوں پر پھر حملہ کردیا اور اُن کی تمام مضبوط جگہوں پر قبضہ کرکے فرانسیسی فوج کو مارچن آئر کے جنگل میں بھگا دیا اور بہت سے فرانسیسی گرفتار ہوئے۔

اس لڑائی کی بابت بھی فرانسیسی بیان جرمنی بیان سے ذرا مختلف ہے۔ جنرل چینزی کا بیان ہے کہ اگرچہ گرینڈ ڈیوک آف میکلنبرگ کی تمام فوج نے حملہ کردیا تھا مگر فرانسیسی فوج ان تمام معرکوں میں اپنی جگہ پر قایم رہی۔ ۵۔ دسمبر کو ۹۔ جرمن کورز کے ایک دستہ نے جو شہر بلوئس کی جانب بڑھ رہا تھا ایک فرانسیسی ڈویژن فوج کو جو اُن کے مقابلہ کے لئے آئی تھی بلوئس کے قریب موضع مونٹ الوالڈ پر شکست دیکر اس کو پسپا کردیا۔ اُس کورز کے اور دیگر دستوں نے دیگر فرانسیسی فوج کو شہر چیمبورڈ کی جانب بھگا دیا اور آخر کار دریائے لوائر کے کنارہ بلوئس کے مضافات پر قبضہ کرلیا۔ ریاست ہیسی کی پلٹنوں نے ۵۔ توپیں فرانسیسی فوج سے چھین لیں۔ ۸۔ دسمبر کو ۳۔ آرمی کورز نے ایک فرانسیسی فوج کا تعاقب کرکے اُس کو برائر کے آگے موضع نیوائی تک پیچھے ہٹا دیا۔ جو فرانسیسی فوج گرینڈ ڈیوک آف میکلنبرگ کی فوج کا مقابلہ کرنے کو پڑی ہوئی تھی وہ پسپا ہوگئی اور بہت دور تک اُن کا تعاقب کیا گیا۔

شروع دسمبر میں شاہ پرشیا نے جرمنی فوج کے نام مفصلۂ ذیل اعلان شایع کیا۔

"اے جرمنی متحدہ کے لشکر کی سپاہ۔

"ہم اب اسوقت جنگ کے قطعی نتیجے پر پہنچنے والے ہیں جب کہ میں نے تم کو گذشتہ ایڈریس دیا تھا اُسوقت دشمن کی آخری فوج جو شروع جنگ پر ہمارے مقابلہ میں تھی وہ بوجہ سپردگی میٹز کے گویا بالکل برباد کردی گئی تھی مگر دشمن نے اب غیر معمولی کوششوں سے ہمارے مقابلہ کے لئے نئی فوج تیار کرلی ہے۔ اور باشندگان فرانس کے ایک بہت بڑے حصّہ نے اپنے آرام کا پیشہ چھوڑ کر اور جنکو پیشہ سے ہم نے نہیں روکا تھا ہتھیار سنبھال لئے ہیں۔ اگرچہ دشمن بعض اوقات فوج جرمنی کی تعداد سے زیادہ تھا لیکن ہم نے اُن کو شکست دی ہے اسلئے کہ بہادری اور قواعد دانی اور راستی کا بھروسہ کرنے کی قوت شماری تعداد سے زیادہ ہوتی ہے۔ دشمن کے پیرس کے محاصرہ توڑ دینے کے تمام ارادے پسپا کر دیئے گئے اور اکثر خونریزی کے ساتھ بھی دشمن کو پسپا کیا گیا جیسا کہ چیمپگنی اور لابورگٹ کی لڑائی کے موقع پر ہوا ہے۔ لیکن یہ سب امور بوجہ تم لوگوں کی بہادری کے ہوئے ہیں دشمن کی تمام فوجیں جو ہر چہار جانب سے پیرس کی خلاصی کے لئے آرہی تھیں۔ اُنکو شکستیں دی گئی ہیں۔ ہماری فوجیں جنمیں سے بعض چند ہفتے ہوئے کہ میٹز اور اسٹراسبرگ کے آگے مقیم تھیں۔ اب شہر روئن آرلینز اور ڈیجوں تک پہنچ گئی ہیں اور ان چھوٹے چھوٹے معرکوں میں دو لڑائیاں بڑی مفید ہوئیں۔ ایک تو شہر امینز کی لڑائی اور دوسری وہ لڑائی جو چند دنوں تک شہر آرلینز میں ہوئی۔ ان لڑائیوں کی فتح سے ہماری سابقہ فہرست فتوحات میں اور اضافہ ہوگیا ہے۔ ہم نے دشمن کے کئی قلعجات فتح کرلئے ہیں اور بہت سامان جنگ ہمارے ہاتھ آیا ہے۔ اسلئے ہم کو بہت بڑی خوشی ہے اور ہم اپنی خوشی کا تم سے اظہار کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ ہم تم سب لوگوں کا سپاہی سے لیکر جنرل تک کا شکریہ ادا کرتے ہیں اگر دشمن اب بھی جنگ کو جاری رکھے تو ہمیں یقین ہے کہ تم اپنی اُسی قسم کی قوت اور ہمّت اُسکو دکھاؤ گے جس کی وجہ سے تم کو اب تک فتح حاصل ہوتی رہی۔ تاوقتیکہ دشمن ایک باعزت صلح نہ کرلے کیونکہ اس جنگ میں ہمارا بہت خون اور فوج ضایع ہوئی ہے"

دستخط۔ ولیم

ہیڈکوارٹرز وارسیلز ۶- دسمبر ۱۸۷۰ء

۱۲- دسمبر کو ۶- انگریزی جہازوں کو جو شہر ڈکلائیر کے پاس دریائے سین میں خالی کھڑے ہوئے تھے پرشیا کی فوج نے گرفتار کر کے اُن کو دریا میں ڈبو دیا۔ کیونکہ فرانسیسوں کے دریائے سین میں کئی جنگی کشتیاں تھیں اور اُنہوں نے فوج پرشیا کو شہر روئن کی جانب کوچ کرتی ہوئی بہت حیران کیا تھا۔ ۲۱- دسمبر کو ایک جنگی کشتی شہر ڈکلیئر کے قریب تک چلی گئی جہاں کہ دریا کے داہنے کنارے پر کچھ پرشیا کی فوج مقیم تھی۔ ڈکلیئر ایک چھوٹا سا بند رگاہ ہے

جو دریان شہر کیو بلوف اور شہر روئن کے واقع ہے اور فوج پرشیا کو جب یہ معلوم ہو گیا تھا کہ فرانسیسی جنگی کشتیوں
کا بیڑا ادھر آرہا ہے تو انہوں نے دریا کا یہ راستہ مسدود کر دیا تھا۔ خوش قسمتی سے یا بدنصیبی سے پانچ انگریزی
کوئلہ بھرنے کے جہاز اور ایک دیگر جہاز وہاں سے قریب ہی تھے اور دریائی راستہ روکنے کے لئے ان جہازوں
کا ڈبو دینا ضروری تھا۔ اسلئے پرشیا والوں نے ان کو ڈبو دیا۔ اس سے مالکان جہاز کا کچھ نقصان نہیں ہوا کیونکہ
پرشیا والوں نے اُن کے تاوان کا ایک تمسک لکھ کے دیدیا۔ ۲۱۔ دسمبر کو پیرس سے ایک فوج نے نکلکر فوج
محاصرین پر شمالی جانب حملہ کیا تاکہ جنرل فیڈہرب کی فوج کے شریک ہو جاویں جو بیرونی جانب شمال میں لڑائی کر رہا
تھا۔ فرانسیسی فوج نے مواضعات نیلی سور مارنی۔ ویلی اور ارڈ اور سوئین بلینشی پر قبضہ کر لیا اور انہوں نے یہ
دعویٰ کیا کہ ہم نے اس جانب جرمنی آگ چاروں طرف سے خاموش کر دی۔ توپخانہ کی ایک سخت لڑائی کے بعد
امیر البحر لاروں سیئر نے معہ فوج قلعہ سینٹ ڈینس کے قصبہ لابورگٹ پر حملہ کر دیا لیکن وہ اپنے تئیں وہاں
قایم نہ رکھ سکا اور واپس چلا آیا۔ جرمنی فوج نے ایک سو فرانسیسی قید کئے۔ جنرل ڈوکرٹ نے مواضعات پونٹ ایبلان
اور بلینک مینزل پر جرمنی کے توپخانہ پر سخت حملہ کر دیا۔ اور مغرب کی جانب جنرل نوئل نے مواضعات مانڑی ٹا وٹ
اور بزن وال پر فوج لا ڈالی اور فوج گارڈس موبائل نے اس لڑائی میں پورا حصہ لیا۔ شب کو جنرل ڈوکرٹ نے
مواضعات گرو سلی اور گرینڈ ڈرینسی کے میدانوں پر قبضہ کر لیا۔ ان معرکہ جات میں امیر البحر لاروں سیئر کی فوج بہت
ماری گئی اور فوجوں کا نقصان کم ہوا۔ جرمنی فوج کا نقصان کم ہوا۔ معلوم ہوا کہ فرانسیسوں نے یہ غلط خیال قایم
کر لیا تھا کہ فوج شمالی ہمارے قریب آگئی ہے اور اسی لئے انہوں نے پیرس سے نکلکر حملہ کیا تھا اور جرمنی کی فوج
نے اس فوج کو پسپا کر دیا اور جرمنی کی دو کور اور فوج گارڈس کی فیو ریلیئر پلٹنوں نے شہر سنٹیر پر قبضہ کر لیا۔
جنرل ٹروچو بھی اس شب میدان کارزار میں رہا۔ شہر لابورگٹ پر توپخانوں سے سخت گولہ باری ہوئی۔ آخرکار فوج
جرمنی نے الیزبیتھ رجمنٹ کی ایک پلٹن اور آگسٹا رجمنٹ کی دو پلٹنوں سے اس شہر کو فتح کر لیا۔ جرمنی فوج نے
کئی سو قیدی گرفتار کئے اور جرمنی فوج کا نقصان بہت کم ہوا۔ فرانسیسی فوج نے شہر بوگنی سے اکر موضع سیون
پر سیکسنی کی فوج پر حملہ کیا اور دریائے مارنی پر جو قلعجات روزنی اور نوئیلی ہیں وہاں سے موضع چلیس میں جرمنی فوج
پر حملہ ہوا لیکن حملہ آور نہایت سخت نقصان اُٹھا کے پسپا ہوئے۔ ایک ہزار سے زائد فرانسیسی گرفتار ہوئے۔ اس
حملے کے دوران میں جرمنی فوج کے مورچوں پر پھٹنے والے گولے مسلسل پھینکے گئے۔ جرمنی کی صرف ۱۵ آدمی کو زخم
پر اس قسم کے تین سو پچاس گولے گرے اور اس فوج کا نقصان یہ ہوا کہ صرف ایک سپاہی مجروح ہوا۔ ۲۰۔ دسمبر کو

فرانسیسوں نے اسی جانب مواضعات سیورن اور چلیس پر ظاہرا کم تعداد فوج سے حملہ کیا جرمنی فوج نے جوابی حملہ کر کے فرانسیسی فوج کو نہایت آسانی سے پسپا کر دیا۔

جنگ پونٹ نویلیس

یہ لڑائی ۲۳۔ دسمبر کو واقع ہوئی۔ اس لڑائی میں پرشیا کی فوج کی تعداد ۴۰۰۰۰ سپاہی کی تھی جو زیر کمان جنرل مانٹیفل تھی اور فرانسیسی فوج کی تعداد ۶۰۰۰۰ تھی اور یہ زیر کمان جنرل فیڈہرب تھی اس لڑائی سے دو روز پیشتر فرانسیسی فوج اپنی چھاؤنی شہر کوربائی میں مقیم تھی اور مواضعات بیوکورٹ۔ مونٹگنی۔ بیچن کورٹ۔ ڈروٹیکس۔ پونٹ نویلیس بیچی دیکوئی مونٹ اور ڈوارس پر قابض تھی لیکن جرمنی فوج نے ۲۳۔ دسمبر کو فرانسیسی فوج پر حملہ کر کے اس کو ان مواضعات سے بھگا دیا تھا اور باوجود فرانسیسی فوج کے سخت حملے کے فوج پرشیا ان پر قابض ہوگئی یہاں تک کہ بوجہ رات ہو جانے کے یہ لڑائی ختم ہوئی۔ فرانسیسوں کے پاس اس جنگ میں اس قدر توپخانہ تھا کہ اگر یہ توپخانہ کی لڑائی کہی جائے تو زیادہ مناسب ہے۔ اور یہ لڑائی ختم اس طرح ہوئی کہ فرانسیسی فوج نے کل میدان کارزار میں سنگین سے حملہ کرنا شروع کر دیا (سنگین اس خنجر کو کہتے ہیں جو بندوق کے منہ پر لگایا جاتا ہے۔ از مترجم) جبکہ جرمنی کی فوج نے ان دیہات کو لے لیا تو فرانسیسی فوج سخت نقصان کے ساتھ وادی ہلو کی جانب بھگا دی گئی۔ اور بوجہ رات ہو جانے کے تعاقب نہ ہو سکا۔ جرمنیوں نے تو اس لڑائی کا یہی حال بیان کیا ہے جو ابھی بیان ہوا ہے لیکن اس لڑائی کی بابت فرانسیسیوں کا جو بیان ہے وہ اس بیان سے بہت مختلف ہے۔ فرانسیسوں کا بیان ہے کہ لڑائی کے دو روز پیشتر فرانسیسی فوج اپنی چھاؤنی شہر کوربائی میں مقیم تھی اور دریائے لاہلو کے بائیں کنارے کے دیہات پر قابض تھی۔ لاہلو ایک چھوٹی سی ندی ہے جو مقام ڈوارس پر دریائے سوم میں ملجاتی ہے فرانسیسی فوج نے میدان کارزار کیلئے اس دریا کے بائیں کنارے پر جو بلند زمین ہے وہ پسند کی تھی اور وادی کے عبور کرنے کا کام پرشیا کی فوج پر چھوڑ دیا تھا جو شہر امینز سے آتی تھی اور جو دریا کے داہنے کنارے ہو کر وادی میں پہنچ سکتی تھی۔ جنرل فیڈہرب نے اپنی فوج کو یہ حکم دیا تھا کہ ان دیہات میں فوج جرمنی کا خفیف مقابلہ کرنا اور فوراً پیچھے ہٹ کر بلند جگہ پر آجانا۔ اس حکم کی پورے طور سے تعمیل کی گئی اور ۲۳۔ دسمبر کو ۱۱ بجے کے قریب دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابل پر آگئے۔ دونوں لشکروں کے درمیان صرف ایک تنگ مگر ڈل ڈل وار وادی رہ گئی اور اب دیہات کے مکانات پر گولہ باری شروع کر دی گئی جانبین کی طرف سے اس لڑائی میں ستر ستر یا اسی اسی توپیں گولہ باری کر رہی تھیں جرمنی توپخانہ

گاؤں میں داخل ہوتے ہی فرانسیسیوں نے بھی گولہ باری شروع کردی۔ ½ ۳ بجے کے قریب دونوں جانب کے توپخانوں سے گولہ باری کم ہوئی اور فرانسیسی فوج پیدل کو حکم دیا گیا کہ وہ ذرا تیز قدمی کے ساتھ جرمنی فوج پر حملہ کرتی ہوئی بڑھتی چلی جاوے اور ان تمام دیہات سے جرمنی فوج کو نکال دے۔ یہ حکم نہایت مستعدی اور بہادری سے عمل میں لاکر پورا کیا گیا جنرل سولاک کے ڈویژن فوج نے دیہات ڈوارس اور وائیکو سونٹ پر پھر قبضہ کرلیا۔ جیسل کے ڈویژن فوج نے مواضعات پونٹ نویلیس اور کواریکس لے لئے۔ شمالی فوج کے ایک ڈویژن نے جو زیر کمان روبن تھی موضع سے بے ہن کورٹ پھر لے لیا۔ اور داہنی جانب ڈروجا کے ڈویژن فوج نے بولین کورٹ اور پریہن کورٹ پر قبضہ کرکے دور تک دشمنوں کا تعاقب کیا۔ شام کے پانچ بجے ہر چہار جانب ہماری کامیابی نظر آتی تھی اب رات آگئی اور دوست اور دشمن میں کچھ تمیز نہیں ہوسکتی تھی۔ فوج پرشیا نے ان واقعات سے فائدہ اٹھایا۔ کیونکہ اس لڑائی کا ابھی تک کوئی نتیجہ نہیں نکلا تھا اسلئے وہ بغیر لڑائی جاری رکھی مواضعات ڈوارس۔ کوریکس اور بے ہن کورٹ کی جانب پیچھے لوٹ گئی فرانسیسی فوج نے فوج جرمنی سے اب وہ سب جگہیں لیکر کہ جس پر وہ لڑائی سے پہلی شب کو قابض تھی۔ رات میدان کارزار ہی میں بسر کی اور دوسرے دن دوپہر کے دو بجے تک وہیں مقیم رہی اور اس بات کا انتظار کرتی رہی کہ فوج پرشیا اب پھر لڑائی شروع کرتی ہے یا نہیں مگر فوج پرشیا نے لڑائی دوبارہ شروع نہیں کی۔ صرف چند گولیاں اور وہ بھی فاصلہ سے دونوں فوجوں نے چلائیں۔ یہ فتح پاکر فرانسیسی فوج اپنی چھاؤنی میں واپس آئی جو شہر کوربائی اور البرٹ کے بیچ میں ہے۔ فرانسیسی فوج میں جو نوجوان سپاہی تھی اس کو موسم کی سختی کی وجہ سے اور بھوکے رہنے کی وجہ سے بہت تکلیف پہنچی اور یہ بیکارہ جانا ایسی بڑی لڑائیوں میں اکثر ہوجاتا ہے میدان کارزار میں سپاہیوں کے لئے جو روٹی پہنچی گئی وہ منجمد ہوگئی اور کھانے کے قابل نہیں رہی۔ فرانسیسی نقصان کا تخمینہ یہ لگایا گیا ہے کہ دو سو سپاہی فوج کے قتل ہوئے اور ایک ہزار سے دو ہزار تک سپاہی زخمی ہوئے مگر یہ سب خفیف زخم تھے۔ پرشیا کی فوج کا بہت نقصان ہوا اور خاصکر فرانسیسی توپخانہ سے اس کو سخت نقصان ضرور پہونچا ہوگا اس دن کے ختم ہونے پر کچھ جرمنی زخمی اور کچھ جرمنی فوج گرفتار کی گئی۔

باوجود فرانسیسی شاندار بیان کے جو دربارۂ جنگ پونٹ نویلیس فرانسیسوں نے بیان کیا۔ معلوم ہوا کہ فرانسیسیوں کو اسقدر فخر کرنے کا کوئی موقع ملا ہی نہیں کیونکہ بعد کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ اول بیان میں فوج کی تعداد بہت بتلائی تھی۔ جو آخری صحیح بیان سے بہت کم ثابت ہوئی۔ آخری بیان کے مطابق پرشیا کی فوج کی تعداد

چونتیس ہزار تھی اور چالیس توپیں تھیں۔ اور فرانسیسی فوج کی تعداد ستر ہزار تھی اور اسمیں ساٹھ یا ستر توپیں تھیں۔ گویا جنرل فیڈھرب کے پاس جنگ نولیس میں جرمنی فوج سے تین گنا فوج زیادہ تھی۔ اس حالت میں جنرل مانٹ افیل صرف حملہ کی مدافعت ہی کرسکتا تھا اور یہ مدافعت اس نے نہایت لیاقت سے کی اور جب کبھی اسکو موقع ملتا تھا بہت سی فرانسیسی فوج کو مار ڈالتا تھا۔ ۲۴۔ دسمبر کو تمام دن جنرل فیڈھرب نے اپنی فرانسیسی فوج کو بالکل بیکار رکھا۔ ۲۵۔ دسمبر کی صبح کو پرشیا کی فوج یہ معلوم کرکے بڑی متعجب ہوئی کہ وہ مضبوط فرانسیسی فوج جس نے پونٹ نولیس پر ایسی فائدہ مندی کے ساتھ قبضہ کر رکھا تھا۔ پونٹ نولیس کو خالی کرکے یکایک روانہ ہوگئی اور شہر ارّاس کی جانب واپس چلی گئی ہے۔ پرشیا کی فوج کا رسالہ سواران فوراً تعاقب کرنے کے لئے تیار گیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں وہ جنرل فیڈھرب کی فرانسیسی فوج کے تعاقب میں مصروف ہوا۔ اُن کا مقصد یہ تھا کہ اس پسپاشدہ فوج کے آخری حصہ کو حیران کریں اور جو سپاہی فوج سے علیحدہ ہو جاوے اُس کو قتل کریں یا گرفتار کرلیں۔ سواران فوج جرمنی نے شہر البرٹ تک اس فوج کا تعاقب کیا اور جب یہ تعاقب کنندگان وہاں پہنچے تو ان کو معلوم ہوا کہ جنرل راش اس پسپاشدہ فوج کے آخری دستہ کے ساتھ ابھی یہاں سے روانہ ہوا ہے۔ اس پر تعاقب کنندوں نے تعاقب موقوف کردیا۔ میدان کارزار کے گرداگرد بہت دور تک کشتوں اور مقتولوں کی نعشیں بکھری ہوئی پڑی تھیں۔

فصل سیزدہم

ہاور کے قریب لڑائی ہونا۔ فرانسیسی قلعجات پر گولہ باری۔ باپام کے نزدیک لڑائی ہونا۔ مختلف واقعات جنگ۔

سنہ ۱۸۷۰ء کے گذشتہ پانچ ماہ اب ختم ہونے کو ہیں اور ان مہینوں میں اُس قوم کو جو یورپ میں اب تک اوّل درجہ کی جنگی قوم سمجھی جاتی تھی بہت ہی بڑے بڑے واقعات پیش آئے۔ سنہ ۱۸۷۰ء کے اختتام پر اب ملک فرانس کی یہ حالت ہے کہ اُس کا شہنشاہ ملک جرمنی میں قید ہے۔ شہنشاہ بیگم اور ولیعہد فرانس انگلستان کو بھاگ گئے ہیں۔ فرانس کی زرخیز زمین فاتح فوج کی لوہے کی ایڑیوں کے نیچے پامال ہو رہی ہے اور ملک کی کل آبادی فاتح فوج کی حقارت اور وصولی خراج کے باعث ماری ماری پھر رہی ہے اور کل ملک میں یہ فاتح فوج پھیلی ہوئی ہے ملک کے تمام تجارتی اور زراعتی پیشے کہیں کلی اور کہیں جزئی بند ہوئے پڑے ہیں۔ فرانس کا خوبصورت دارالسلطنت پیرس

تمام فرانسیسی قوم کو فخر ہے اور جس شخص نے کہ اُس کا خوش منظر سواد دیکھا ہے اُس کی تعریف کئے بغیر نہیں رہا ہے وہ ایک بہت بڑا چلتا ہوا نہر ہے جس میں لکھو کھا مرد ان و مزارعان مقید ہو کر وہ وہ صعوبتیں اور تکلیفیں برداشت کر رہے ہیں جو عموماً محصور شہر پر نازل ہوا کرتے ہیں سچ ہے۔ جنگ تمام برائیوں سے بڑھ کر برائی ہے۔

۲۳ - دسمبر کو فوج نادر کے ایک حصۂ فوج نے پرشیا کی فوج پر قصبۂ بولیک کے نزدیک پہلا حملہ کیا یہ قصبہ شہر نادر کے قریب واقع ہے - اُس دن کرنیل ڈی بیومونٹ نے فرانسیسی فوج کا ہیڈ کوارٹر قصبہ سیلا میئر میں مقرر کیا تھا - یہ مشہور ہو رہا تھا کہ پرشیا کی فوج کی ایک کور جس نے اپنی ساٹھ گاڑیاں فوج پیدل کے استعمال کے لئے روانہ کر دی ہیں - اُس میدان کی جانب بڑھی جا رہی ہے جو شہر نوئن لاٹ اور بولیک کے درمیان واقع ہے - ۲۴ - دسمبر کی صبح کو پرشیا کی فوج کے مقدمۃ الجیش نے بولیک کے قریب قصبۂ رونچر یلیں پر جو فرانسیسی فوج تھوڑی سی پڑی ہوئی تھی اُس کو آسانی بھگا دیا - آٹھ بجے کے قریب لڑائی شروع ہو گئی - فرانسیسی فوج نادر کے آٹھ سو سپاہی تھے اور اُنہوں نے جرمنی فوج کا تخمینہ تین ہزار سپاہ کا کیا تھا مگر جرمنی فوج درحقیقت اس کی نصف تھی - فرانسیسی فوج ایک بلند کھیت پر جس کا نام لاجولی تھا پیچھے ہٹ گئی اور فرانسیسی فوج کی دو توپوں نے پرشیا کی فوج کی ایک توپ کو بیکار کر دیا اور فرانسیسی گولہ باری سے جرمنی فوج کا بہت نقصان ہوا - اسی میدان میں فرانسیسی فوج قلب بھی تھی اور فوج میمنہ بھی آ کے شریک ہو گئی اور اس فوج نے دشمن پر اب بندوقوں سے خوب گولیاں برسائیں - فرانسیسی فوج میمنہ بہت بہادری سے لڑی اور ایم موچیز فرانسیسی فوج کا کمانڈر اعلےٰ معہ بارہ توپوں کے اور ایک ہزار فوج اور آ پایا - فرانسیسی فوج اب جرمنی فوج کا ایک بہادرانہ تعاقب کرنے ہی کو تھی کہ یکایک ایک نامعلوم خوف کی وجہ سے اُن کی فتح فوج کے پسپا ہونے میں متبدل ہو گئی - کرنل ڈی بیومونٹ جو اس فوج کا کمانڈر تھا اُس کو یکایک یہ خیال ہوا کہ پرشیا کی دس ہزار فوج اُس کی فوج میسرہ پر حملہ کرنے کو ہے - کوئی شخص نہیں جانتا کہ یہ مجنونانہ خیال اُس کے دماغ میں کہاں سے آ گیا - شہر سینٹ رومین میں جو کونسل جنگ منعقد ہوئی اُس میں کرنیل مذکور نے بیان کیا کہ دس ہزار جرمنی فوج کے ہونے کا مجھے یقین تھا اور میں نے شہر نادر پر لوٹنے ہی میں مصلحت اور حفاظت فوج سمجھی - دیگر افسران فوج اپنے اس سردار کی غلطی میں مداخلت نہیں کر سکے اور فوج کو پسپا ہونے کا حکم دیا گیا - شب کے آٹھ بجے ایک طولانی کوچ کے بعد ہزار فرانسیسی فوج جو ۲ ہزار فوج پرشیا کے مقابلہ پر بھیجی گئی تھی اُن مورچوں اور دمدموں کے پیچھے آ کر مقیم ہو گئی کہ جو شہر نادر کی حفاظت کے لئے بنے ہوئے ہیں اور اس فوج نے اپنے گرداگرد خندقیں کھود لیں - ایم ریل حاکم شہر نادر جو میدان کارزار میں گیا تھا اور جس نے فرانسیسی فوج کو بھاگتے ہوئے

دیکھا تھا اُس نے رات کا کچھ حصہ فوج فرانس کو اِدھر اُدھر دشمن کی تلاش میں بھیجکر صرف کیا اور دشمن کی موجودگی کی تحقیقات کی۔ اُس مفروضہ دس ہزار جرمنی کی فوج کا کہیں پتہ بھی نہ تھا پھر حاکم مذکور شہر ہاورمیں لوٹ آیا اور فرانس کی فوج کے پسپا ہونے پر اسکو نہایت غصہ تھا۔ فوج ہاور اپنے افسر کی نالائقی سے شرمندہ معلوم ہوتی تھی اور جرمنی کی فوج پر حملہ کرنیکو تیار رہتی تھی۔ کرنیل ڈی بیوسونٹ کیجگہ کرنیل پوسٹ افسر مقرر ہوا۔

۲۷- دسمبر کو پیرس کے شمال مشرق کی جانب قلعہ ہونٹ اورن پر گولہ باری شروع کی گئی اور پرشیا کے توپخانہ نے اس قلعہ کو گرا دیا۔ صرف ایک روز تک فرانسیسی فوج نے لڑائی جاری رکھی اور پھر فرانسیسی فوج اس قلعہ کو چھوڑکر بھاگ گئی اور فوج پرشیا ۲۹- دسمبر کو اس قلعہ میں داخل ہوئی۔ بعد ازاں جو فرانسیسی فوج کہ پیرس کے باہر پڑی ہوئی تھی وہ پیرس کیجانب پسپا ہو گئی۔ اس لڑائی میں پرشیا کی فوج کا بہت کم نقصان ہوا۔ اس قلعہ میں فرانسیسی ۱۷۔ افسر مقتول پڑے ہوئے ملے اور بہت سا گولہ بارود اور بندوقیں پائی گئیں۔ یہ قلعہ ذرا کچھ بلند زمین پر واقع ہے۔ ۲۷- دسمبر کو پورے سو ۱ بجے فصیلہ ہونٹ فرمیل کے مقابلہ میں توپوں کا چلنا شروع ہوا اور ہوا میں اُن کی آواز مثل رعد صاف معلوم ہوتی تھی تھوڑی دیر تو توپوں کی شلک سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔ دن میں برف بھی برسنے لگ گیا۔ چھوٹے چھوٹے ٹکڑے برف کے گرتے تھے اور تمام میدان سفید نظر آتا اور پاؤ میل سے آگے سوائے برف کے اور کوئی چیز نظر نہ آتی تھی معلوم ہوتا ہے کہ لڑائی سے ایک دن پہلے جرمنی گولنداز وں نے اس قلعہ کی شست باندھ لی تھی کیونکہ اُن کا گولہ ہمیشہ صحیح نشانہ پر پڑتا تھا۔ ۲۷- دسمبر کو تمام دن گولہ باری جاری رہی لیکن موسم کی سختی کی وجہ سے کسی شخص کو نتیجہ کی بابت کچھ یقین نہ تھا۔ شام کے ۴ بجے تک جرمنی توپخانہ کی ہر ایک توپ نے پچاس پچاس بار گولہ باری کی۔ فرانسیسی گولہ باری سے صرف بیس جرمنی گولنداز مارے گئے۔ ۲۸- دسمبر کو اس بات کا شبہ سا ہوا کہ فرانسیسی فوج اس قلعہ کو خالی کر کے چلی گئی ہے۔ لیکن اس پر بمشکل یقین ہوتا تھا۔ دوسرے دن تمام شکوک رفع ہو گئے اور فوج پرشیا نے اس خالی قلعہ میں جاکر اپنا قبضہ کر لیا۔

اس قلعہ کے فتح کر لینے کے بعد ۱۳- دسمبر کو فوج جرمنی نے قلعہ ہائے روزنی۔ نوئزی اور نوجنٹ پر گولہ باری جاری رکھی۔ باوجودیکہ موسم میں نہایت سختی تھی اور تاریکی پھیلی ہوئی تھی اور برف اتنا گر رہا تھا کہ جرمنی گولنداز وں کو سو گز سے زیادہ فاصلہ کی کوئی چیز نہیں دکھتی تھی۔ لیکن جرمنی کے توپخانوں نے یکم جنوری کی شام سے پہلے پہلے ان ہر سہ قلعجات کی گولہ باری کو خاموش کر دیا اور فرانسیسی فوج ان شمال مشرقی قلعوں کو خالی کر کے چلی گئی۔ ان قلعجات کے لے لینے سے پرشیا کی فوج نے گرداگرد جو قلعوں کا سلسلہ پڑا ہوا تھا اُسمیں گویا رخنہ ڈال دیا لیکن باشندگان پیرس کی ایسی ہمت

رہی جیسی کہ تھی اور قلعہ مونٹ اورن کا حال وہ اس طرح سے بیان کرتی تھی کہ اس قلعہ پر فوج جرمنی نے جو حملہ کیا وہ پسپا کر دی گئی اور جرمنی کی فوج کی آٹھ ہزار یا سات ہزار سپاہ ماری گئی اور دوبارہ خالی قلعہ مونٹ اورن پیرس والے یہ بیان کرتے تھے کہ چونکہ اس میں کوئی ہیچ نہیں تھا اس لئے حسب الہدایت جنرل ٹروچو قلعہ خالی کر دیا گیا ہے۔

۳۱۔ دسمبر کو جرمنی فوج اول ڈویژن کی پانچ پلٹنوں نے جو زیر کمان جنرل مانٹ الفل تھیں اپنے سے زیادہ تعداد کی فرانسیسی فوج پر دریائے سین کے بائیں کنارے شہر روئن کے نزدیک حملہ کر دیا۔ یہ فرانسیسی فوج جیسا کہ بیان سے ہوتی تھی اور قصبات سولینکس اور گرینڈ کورون کی جانب جا رہی تھی۔ فرانسیسی فوج کچھ تو منتشر ہو گئی اور کچھ قلعہ دربرٹ ولی ڈاٹیل میں بھاگ گئی جو ایک مضبوط قلعہ تھا۔ جرمنی فوج نے اس قلعہ پر بھی حملہ کر دیا۔ فرانسیسی فوج کی بہت سی توپیں دشمن کے ہاتھ آئیں اور ایک سو سے زیادہ فرانسیسی قید ہوئے جس میں فوج فرینکس ٹیریئر کا کمانڈر بھی تھا۔

یکم جنوری ۱۸۷۱ء کو نئی سال کی خوش آمدید کے موقع پر شاہ پرشیا نے محل وارسلیز میں جو دعوت دی تھی اس میں اپنے مہمانوں کو حسب ذیل اسپیچ دی:۔

"بڑے بڑے واقعات گذر گئے ہیں کہ ہم اور آپ آج کے دن اس جگہ ایک دوسرے سے مل رہے ہیں۔ ہمارا اس جگہ موجود ہونا تمہاری صرف بہادری اور استقلال کی وجہ سے ہے اور نیز ہماری فوج کی بہادری کی وجہ سے ہے کہ ہم کو اس قدر فتوحات حاصل ہوئی ہیں۔ پیشتر اسکے کہ ہم ایک باعزاز اور دائمی صلح پر پہنچیں ہم کو بہت بڑے بڑے کام کرنے باقی ہیں۔ ایسی دائمی صلح کا ہو جانا یقینی امر ہے بشرطیکہ آپ اسی طور سے کارروائی کئے جاویں کہ جس کارروائی کی وجہ سے ہم اور آپ آج یہاں مقیم ہیں۔ آئندہ کیلئے ہم کو خداوند تعالے پر بھروسہ کر کے اسباب کا منتظر رہنا چاہئے جو کچھ کہ اسکی رحیمانہ مشیت نے ہماری تقدیر میں لکھ دیا ہے۔"

دعوت کے آخر میں شاہ پرشیا نے حسب ذیل تقریر پھر ادا کی:

"میں نئے سال کے خوش مقدم کیلئے اب اپنا جام اٹھا کے پیتا ہوں۔ گذشتہ سال کا شکریہ ادا کر کے نئے سال سے ہر طرح کی امید رکھنا چاہئے۔ ہماری فوج شکریہ کی مستحق ہے کہ جو فتح پر فتح پاتی چلی آئی ہے۔ مگر میں اُن شہزادگان جرمنی کا خاص مشکور ہوں کہ جو قبل جنگ فوج سے تعلق رکھتے تھے اور نیز اُن شہزادگان کا بھی کہ جو بعد میں فوج میں شریک ہو گئے ہیں۔ ہم نے جو عمارت بنائی ہے اب اُس کی چوٹی کی جانب ہماری امیدیں لگی ہوئی ہیں یعنے ایسی صلح کی جانب جو باعزت ہو۔"

جنگ باپام

۲-جنوری کو ایک سخت لڑائی درمیان فرانسیسی اور جرمنی فوج کے واقع ہوئی۔ جرمنی فوج زیرکمان منٹیفل تھی اور فرانسیسی فوج زیرکمان جنرل فیڈھرب تھی۔ یہ لڑائی شہر باپام کے نزدیک ہوئی اور متخاصمین میں سے ہرایک کا یہی دعویٰ تھا کہ ہماری فتح ہوئی۔ ۲-جنوری کی دوپہر کو ایک فرانسیسی فوج عظیم نے قصبۂ ساپگنس کے قریب لڑائی شروع کردی جرمنی کی فوج شام تک یہ حملہ روکتی رہی۔ جس میں اُس کا نقصان کم ہوا اور فرانسیسیوں کا نقصان زیادہ ہوا۔ دوسو پچاس سپاہی جرمنی فوج کے فرانسیسیوں نے گرفتار کئے۔

۳-جنوری کو جنرل ون گوبن نے جو ۱۵ ڈویژن جرمنی فوج کا افسر تھا اور ایک دیگر دستۂ فوج نے جو زیرکمان پرنس البرٹ کے بیٹے کے تھا باپام کے نزدیک شمالی فوج فرانسیسی کے مقابلہ میں اپنی جگہ قایم رکھی اور دوسو ساٹھ فرانسیسی گرفتار کئے۔ فرانسیسی فوج کا غیر معمولی سخت نقصان ہوا اور شام کے قریب یہ فوج پسپا ہوگئی اور جرمن رسالہ نے اُس کا تعاقب کیا جرمنی فوج نے اپنی چند سابقہ جگہوں پر قبضہ کرلیا۔ جرمنی فوج کی اوّل آرمی کے جنرل ون بین تہیم نے ۴-جنوری کو علی الصباح دریائے سین کے بائیں کنارہ پر فرانسیسی فوج کو جو زیرکمان جنرل رولف تھی یکایک جا گھیرا اور تین جھنڈے اور دو توپیں اُن سے چھین لیں اور چارسو یا پانسو فرانسیسی گرفتار ہوئے۔

فرانسیسی فوج شمالی ۱۹-جنوری کو قصبۂ باریان سے جو شہر اراس کے قریب ہے روانہ ہوئی۔ اور اُسی دن فوج جرمنی سے لڑائی شروع کردی جسنے اپنی لائن فوج شہر کو سلینسر اور ویلرز اور رمار کے مقابل ڈال رکھی تھی۔ یہ لڑائی بڑی خونریز تھی صبح کے نو بجے سے شروع ہوئی اور تمام دن ہوتی رہی۔ اس لڑائی کا نتیجہ فرانسیسی فوج میمنہ کے لئے بہت اچھا رہا لیکن فوج قلب او میسرہ کا نتیجہ قطعی نہیں نکلا۔ ۴-جنوری کو ۷ بجے صبح کے لڑائی پھر جاری ہوئی اور نہایت سختی کیساتھ تمام دن جاری رہی۔ جرمنی فوج کو شکست فاحش ہوئی اور وہ شہر باپام کی جانب بھگادی گئی۔ فرانسیسی فوج نے کئی دیہات سنگین سے حملہ کرکے فتح کرلئے۔ جرمنی فوج کا بہت نقصان ہوا۔ فرانس کی فوج موبائل نہایت بہادری سے لڑی اور فرانسیسی فوج نے سخت سردی بہادری سے برداشت کی۔

جنرل فیڈھرب نے مفصلۂ ذیل حکم اپنی فوج کے نام شایع کیا۔

پونٹ نویلس کے جنگ میں تم فتحمندی سے اپنی جگہ قایم رہے اور جنگ باپام میں تم نے دشمن کو اُس کی سب جگہوں سے نکال باہر کیا اب دشمن بھی تمہاری فتح سے انکار نہیں کرسکتا۔ میدان کارزار میں جس بہادری سے تم لڑے

ہوا اور جس سخت موسم کی تم نے برداشت کی ہے۔ اس سے تمام ملک کو تمہارا مشکور ہونا چاہیئے۔ تمہارے کمانڈر تمہاری بہادری کی بابت اپنی رپورٹ میں انعام ملنے کے لئے تمہارے نام پیش کرینگے۔ سامان جنگ اور غلہ وغیرہ تم اب پھر جمع کر سکتے ہو تاکہ لڑائی جاری رکھو۔"

جنگ باپام کی بابت اور دیگر حالات بھی موصول ہوئے۔ یہ بات سب سے زیادہ عقلمندی کی ہے کہ لڑائی کے مفصل احوال پر اُس وقت تک تشریح نہیں کرنی چاہیئے جب تک کہ اُن جنرلوں کی سرکاری طور پر رپورٹ موصول نہ ہو جاوے جو ہر دو افواج متخاصمین پر افسر ہوتے ہیں۔ جنگ باپام کے متعلق جس قدر خبریں جرمنی ذریعہ سے معلوم ہوئیں وہ یا تو وہ خبریں ہوتی تھیں جو شاہ پرشیا کے ہیڈکوارٹر یعنے وارسلیز سے آتی تھیں یا وہ تھیں جو شہر امینز سے جنرل مانٹ ایفل کے اسٹاف کے ذریعہ سے آتی تھیں۔ لڑائی کی جگہ جو افسر تھا وہ جنرل دن گوئبین تھا اور اس وجہ سے اُس کی بابت خبریں دوسرے شخصوں کی معرفت موصول ہوتی تھیں۔ لیکن فرانسیسی ذریعہ سے جو خبریں موصول ہوتی تھیں وہ وہ ہوتی تھیں جو جنرل فیڈہرب نے تمام معرکوں کی بابت جو باپام کے نزدیک ہوئی اپنی فوج کو حکم میں لکھ کے دیں اور نیز حاکم اراس کے نام جو مراسلہ لکھا اُس میں اُن کی اطلاع دی۔ درحقیقت جنرل فیڈہرب ایک عمدہ سپاہی اور لایق جنرل ہے اور جس طرح سے کہ وہ بہادر ہے اسی طرح اُس کے الفاظ بھی غلط تصور نہیں کئے جا سکتے۔ تاہم ہر شخص اُسکے بیان کی سچائی کی بابت تو نہیں بلکہ اُس نتیجہ کی بابت جو اُس نے نکالا ہے چند سوالات پیدا کر سکتا ہے۔ شہر امینز کے قریب پونٹ نوئیلس یا کنٹوریکس کی لڑائی کی مشتبہ فتح کے بعد جنرل فیڈہرب اراس کے آگے شمالی قلعجات کے پیچھے واپس چلا گیا۔ اور یہاں اپنی شمالی فوج پھر جمع کی جس کی بابت یہ بیان کیا تھا کہ وہ بہادری سے اپنی جگہ پر قایم رہی مگر معلوم ہوتا ہے کہ وہ میدان کارزار میں قایم نہ رہ سکی۔ وہ یکم جنوری ۱۸۷۱ء کو اراس سے ایک بار پھر روانہ ہوا اور پرشیا کی فوج کے مقابلہ کے لئے بڑھا جو باپام میں مقیم تھی۔ باپام شہر اراس سے جنوب مغرب کو چودہ میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں ہے جس میں قلعہ بھی ہے اور سڑک ہائے اعظم جو اراس سے شہر کیمبری۔ پیرون اور امینز کو جاتی ہیں اُن کے اتصال پر آباد ہے۔ ۲۔ جنوری کو فرانسیسی فوج جرمنی فوج کی مقدمۃ الجیش چوکیوں میں گھس آئی اور فوج جرمنی کو اپنی داہنی جانب اکیٹ لاگرینڈ کی جانب بھگا دیا۔ لیکن اپنی بائیں جانب موضع بی ہگینز پر وہ اسی طرح کامیاب نہ ہو سکے۔ لیکن چونکہ فوج جرمنی موضع بی ہگینز سے راتوں رات پسپا ہو گئی اسلئے دوسرے دن علی الصباح ہر یہ فرانسیسی جنرل اس امر سے فائدہ اُٹھا کر آگے بڑھا اور صرف قصبہ ہائے سیپگنس۔ اور ویلرز۔ فاوریل۔ بیفٹ ویلرز۔ اونیس الاباپام اور باپام کے شمال میں تمام مقامات پر حملہ ہی نہیں کر دیا بلکہ مغرب کی جانب قصبہ گریویلرز اور جنوب میں قصبہ لگنی۔ ٹیلوئی پر بھی حملہ کر دیا

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جنرل فیڈہرب کی فتح امر یقینی ہے وہ میدان کارزار کا مالک تھا اور اب اُس نے پرشیا کی تمام فوج کو باپام پر گھیر لیا تھا اور اب پرشیا کی فوج پر اُس کو صرف حملہ کرنے کا کام باقی تھا۔ مگر جنرل فیڈہرب نے حملہ نہیں کیا۔ اُس کا مقولہ تھا کہ اگر حملہ کر دیا جاوے گا تو شہر باپام تباہ ہو جائیگا اور شہر کو برباد کرکے وہ فتح کرنا نہیں چاہتا تھا اس لئے باپام کے نزدیک جو فرانسیسی فوج کہ پرشیا والوں سے لڑنے گئی تھی اُس فوج کو بھی اُس نے واپس بُلا لیا چونکہ باپام کے اردگرد کے تمام دیہات بالکل برباد اور ویران ہو گئے تھے اسلئے فیڈہرب اپنی فوج کو باپام اور اراس کے درمیان جو دو فوجی چھاؤنیاں اڈنفر اور بوئیلس کی ہیں وہاں واپس لے آیا۔ اس فرانسیسی جنرل نے اپنی فوج کو جب یہ ہدایت کی اور دی کہ اُنہوں نے باپام کے نزدیک کی تمام جگہیں جرمنی فوج سے فتح کر لیں ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت وہ باپام کا حال بھول گیا تھا اور جرمنی والوں نے جو بیان کیا ہے کہ اُنہوں نے اپنی سابقہ جگہیں پھر لے لیں اس سے بھی اُس نے انکار نہیں کیا چونکہ باپام اور بوئیلس کے درمیان اُس نے تمام قطعہ زمین فوج جرمنی کے لئے چھوڑ دیا تھا یعنے خود واپس چلا آیا تھا۔ اگر فیڈہرب نمود جنگ ہی کے لئے یا اپنی نوجوان سپاہ کی بہادری آزمانے کیلئے لڑائی کرتا تو وہ یہ فخر کر سکتا تھا کہ گو فرانسیسی فوج کا بھی بہت نقصان ہوا مگر جرمنی فوج کو بہت ہی سخت نقصان پہونچا۔ اگر اسکی یہی خواہش تھی کہ وہ پیرس کی جانب بڑھے اور انصاف اسباب کا مقتضی ہے کہ یہی خیال کرنا چاہئے کہ اُس کا یہی ارادہ تھا۔ اور اس وجہ سے اُس نے جرمنی فوج کو باپام سے ہٹانا چاہا اور اُس کی راہ میں جو یہ روک تھی اُسکو صاف کرنا تھا تو یہ بافسوس کہنا پڑتا ہے کہ فرانس کی شمالی فوج کی یہ فتح بالکل غیر مفید ثابت ہوئی۔ پیرس کو جو سڑک جاتی ہے اُس سڑک کی ایک انچہ زمین پر بھی قبضہ کئے بغیر جنرل فیڈہرب تیسری دفعہ شہر اراس اور ڈوئی کی جانب واپس لوٹ آیا۔

۵۔ جنوری کو صبح کے ۱/۲ ۸ بجے پیرس کے جنوب میں فرانسیسی قلعجات پر گولہ باری شروع کی گئی اوّل اوّل تو بخارات زمین سے آسمان کو چڑھ رہے تھے لیکن جوں جوں دن چڑھتا جاتا تھا دھوپ بھی تیز نکلتی آتی تھی اور ہوا اس تیزی سے چل رہی تھی کہ جو دھوئیں کے اُڑا لیجانے کو کافی تھی چونکہ ہوا بہت تیز چل رہی تھی اسلئے توپوں کی شلک کی آواز دارسلیز میں اتنی نہیں آتی تھی کہ جتنی ہوا کے نہ ہونے کی حالت میں آتی۔ اور عموماً باشندگان دارسلیز کو اسبات کی بھی خبر نہ تھی کہ بیرون شہر کیا ہو رہا ہے۔ قصبہ سیڈون کے قریب دو چار میں برابر گرج کی سی آواز آ رہی تھی جس سے معلوم ہوا کہ جرمنی فوج گولہ باری کر رہی ہے۔ سیڈون کے پیچھے جو میدان ہے اور قصبہ چٹی لے کے مغرب میں جو پہاڑی ہے وہاں بڑا شور ہو رہا تھا کیونکہ جو گولے وہاں آکے گرکے پھوٹتے تھے اُن کی بڑی آواز ہوتی تھی اور توپوں کی شلک

کی آواز الگ آرہی تھی۔ اب فوج جرمنی نے قلعجات پر آگ برسانا شروع کردی اور اُن کی توپوں کے اوپر سفید دھواں اٹھتا نظر آتا تھا۔ فرانسیسی قلعجات سے بھی گولہ باری ہو رہی تھی اور اُن کے گولے اب پہاڑ کی چوٹی پر آکے گرتے تھے اور بڑا شور ہوتا تھا سخت زمین پر جو گولے گر کر پھوٹتے تھے تو وہاں سے سیروں خاک اُڑ جاتی تھی اور قریب کے درختوں اور جھاڑیوں پر سے کہرا جو پڑا ہوتا تھا اس کی کئی بوندیں ٹپک پڑتی تھیں۔ بیشتر اس کے کہ اس گولے کی جھنجھناہٹ ختم ہوتی کہ دوسرا گولہ ہوا میں غل مچاتا ہوا آپڑتا تھا جرمنی گولے کی آواز فرانسیسی گولے سے بڑی تیز ہوتی تھی۔ تمام دن یہ لڑائی جاری رہی گو اس کا نتیجہ کوئی ظاہر نظر نہ آتا تھا مگر اس بات کا چرچا ہوتا رہا کہ قلعجات روزنی اور نوجنٹ کا بہت نقصان ہوا ہے۔ دوسرے دن یعنے ۲۔ جنوری کو جرمنی توپخانہ سے قصبۂ پونٹ ایجون سے قلعجات سینٹ ڈینس رڈ بیتی پر برابر آگ برستی رہی۔ کبھی کبھی ان قلعجات سے بھی ایک آدھ گولہ اس کے جواب میں آجاتا تھا اور اس کے جنوب میں قلعجات روزنی اور نوجنٹ پر گولہ باری ہو رہی تھی۔ ان قلعوں سے بھی گولہ باری بہت آہستہ آہستہ ہو رہی تھی۔ ۵۔ تاریخ کو جرمنی فوج نے جو پیرس کے جنوبی قلعوں پر گولہ باری کی تھی اُس گولہ باری کے نتیجے سے جرمنی فوج نہایت خوش تھی۔

۶۔ جنوری کو قلعجات پیرس پر بڑی سرگرمی سے گولہ باری جاری رہی اور آج قلعہ کے اندر جس قدر گولے پڑے وہ تعداد میں اُن گولوں سے زیادہ تھے جو ۵۔ تاریخ کو قلعوں میں گرے تھے۔ جنوب کے فرانسیسی قلعوں سے بھی سرگرمی سے گولہ باری ہو رہی تھی اور یہ عام رائے تھی کہ فرانسیسی گولہ باری جرمنی گولہ باری سے بہت جلد اور تیز ہوتی ہے۔ قلعجات اسّی۔ وینویس اور مانٹروک سے تمام رات گولہ باری ہوتی رہی۔ اس سے جرمنی کی فوج میں ۷۔ جنوری کو ایک سپاہی مارا گیا۔ اور کئی زخمی ہوئے۔ اور دریائے سین کے بائیں کنارہ پر بہت دور سے خاندان اپنے گھروں سے نکلتے نظر آرہے تھے جن کے مکانات گولوں سے ٹوٹ گئے تھے۔ عام باشندگان خاموش نظر آتے تھے۔

۸۔ جنوری کی صبح کو فوج جرمنی نے قصبہ کور بینو پر آگ برسانی پھر شروع کردی جس سے تین آدمی زخمی ہوئے اور ایک بحری فوج کا سپاہی مارا گیا۔ ۸۔ کو قلعجات اسّی۔ وینویس۔ اور مانٹروگ پر مسلسل گولہ باری ہوتی رہی جو بعض اوقات بہت سخت ہو جاتی تھی۔ مگر اس گولہ باری سے ان قلعوں کو بہت کم نقصان پہنچا لیکن اُن میں چار آدمی مارے گئے اور بہت سے زخمی ہوئے۔ آج جرمنی فوج کی گولہ باری ایسی اچھی ثابت نہیں ہوئی جیسی کہ سات تاریخ کو قلعجات کان لشٹ۔ برڈس اور سولن سیڈویٹ پر ہوئی تھی۔ زخمیوں کی شمار میں فوج انجنیر کا کپتان انگوئین بھی تھا۔ ۸۔ تاریخ کو نوئزی کے قلعہ سے جرمنی توپخانہ کی تمام باڑیوں پر تین باڑھیں گولوں کی چلائی گئیں اور اس کا بڑا خوفناک نتیجہ ہوا جرمنی فوج کے سپاہی کثرت سے مقتول اور مجروح ہوئے۔ فرانسیسی گولے جرمنی فوج کے مورچوں اور دمدموں پر گرکے ٹوٹے اور اس سے

بہت نقصان ہوا۔

۹۔ جنوری کو پیرس کے جنوبی قلعوں سے گولہ باری نہیں ہوئی۔ موسم خراب تھا اور برف پڑ رہا تھا اور نشانہ کا شست لگانا بہت مشکل تھا۔ ظاہرا جرمنی گولنداز بہ نسبت فرانسیسی گولندازوں کے ذرا زیادہ صحیح نشانے لگاتے تھے کیونکہ گولہ باری کے دوران میں انہوں نے کئی دفعہ فرانسیسی قلعوں کی گولندازی کو خاموش کر دیا۔ ۹ تاریخ کو قلعہ اسّی گو بالکل بیکار تو نہیں ہوا۔ لیکن اس کی بابت یہ خبر مشہور تھی کہ اس قلعہ کو نقصان بہت پہنچا ہے۔

۱۰۔ جنوری کو پیرس کے شمالی جانب ایک آگ لگ گئی جس سے بہت نقصان ہوا۔ کیونکہ ۹ تاریخ کو برف بہت پڑا تھا اسلئے گولہ باری آج برائے نام کچھ یونہی سی ہوئی۔ تمام زمین برف سے ڈھکی ہوئی تھی۔

۱۰۔ جنوری کو قصبہ پرون نے اپنے تئیں جرمنی کی فوج کو سپرد کر دیا۔ اس قصبہ میں ایک اوّل درجہ کا قلعہ ہے اور قصبہ کی آبادی ۴۳۰۰ سو باشندوں کی ہے۔ یہاں جو مدمے اور مورچے تھے وہ مختلف زمانہ کے تھے اور بعض بد وضع بھی تھے۔ ۲۷۔ دسمبر کو کرنیل کیمیکی نے توپخانہ کی میدانی ۹ باڑیوں سے پیرون پر گولہ باری شروع کر دی۔ چونکہ کوئی بھاری توپیں یا محاصرہ کی توپ سردست جرمنی فوج میں موجود نہ تھی اور تمام شہر پرون میں آگ لگ گئی۔ ۲۷۔ اور ۲۸۔ اور ۲۹ تاریخوں کی راتوں کو برابر گولہ باری جاری رہی اور بعض اوقات فرانسیسی فوج بھی اس کے جواب میں بڑی بہادری سے گولہ باری کرتی رہی۔ تب کچھ بھاری توپیں قلعہ امینز سے منگائی گئیں لیکن جب وہ آئیں تو معلوم ہوا کہ یہ بالکل ناکارہ ہیں۔ اس اثنا میں جنرل فیڈھرب نے اپنی فوج کو آرام دے لیا اور اب یکایک اس کو یہ خیال ہوا کہ پرون پہ گولہ باری ہو رہی ہے اب اس قصبہ کو بچانا چاہیئے۔ چنانچہ ۲۔ جنوری کو اسکی فوج کا مقدمۃ الجیش قصبہ بیگینیز میں پہنچا۔ جو شہر باپام کی داہنی جانب اور اکیٹ کی بائیں جانب واقع ہے۔ اس فوج نے وہاں پرشیا کی تھوڑی سی فوج سے لڑائی جاری کر دی اور دو گھنٹے تک دونوں فوجوں میں گولیاں برستی رہیں۔ دوسری صبح یعنے ۳۔ جنوری کو جبکہ قصبہ پرون پہ گولہ باری ہونے کی آواز اس کے کانوں میں آ رہی تھی جنرل فیڈھرب نے باپام میں جنگ کرنا شروع کر دیا جسمیں چار ہزار تین سو فرانسیسی اور آٹھ سو جرمنی کی فوج ضایع ہوئی۔ اس جنگ میں جرمنی کی فوج کے ۱۵۔ ڈویژن کے ۱۶ بریگیڈ نے کل فوج فرانسیسی کا مقابلہ کیا۔

بعد اس کے کہ فرانسیسی جنرل نے مواضعات گریویلرز اور بیف ویلرز اور اوینس لی باپام پر قبضہ کر لیا فرانسیسی فوج آگے بڑھکر شہر باپام کی ایک مضافات فابرگ ڈی اراس میں مقیم ہو گئی لیکن کسی سبب سے فرانسیسی فوج نے آگ برسانا یکایک موقوف کر دیا۔ اور اس سے پرشیا کی فوج کو ایک جا جمع ہونے کا موقع مل گیا جنہوں نے اب تازہ دم ہو کر بڑی جرأت سے فرانسیسی فوج پر حملہ کر دیا اور اس کو سب جگہوں سے بھگا کر اسے بیگینیز کی جانب اراس کی سڑک پر پسپا ہونے

کیلئے مجبور کردیا - پرشیا کی فوج کا کرنیل اب ایک خطرہ کی حالت سے رہا ہوکر آزاد ہوگیا - اب اُس نے اپنی تمام توجہ پیرون کے فتح کرنے پر صرف کی، اور ۱۰ جنوری کو پیرون نے اپنے تئیں فوج جرمنی کو سپرد کردیا - گولہ باری سے اس قصبہ کو بہت نقصان پہنچا اُس کے کئی حصّے بالکل ویران ہوگئے تھے - فوج پرشیا نے تین ہزار فرانسیسی گرفتار کئے - دو جھنڈے ۔ ۷۲ توپیں اور ایک بہت بڑی مقدار گولہ بارود اور دیگر ذخیرہ کی فوج جرمنی کے ہاتھ لگی -

فصل چہاردہم

شہر لی مانس پر بڑی بڑی لڑائیاں - اور مختلف واقعات جنگ -

شروع ۱۸۷۱ء میں جرمنی اور فرانس کے خونخوار جنگ کے ختم ہونے کے آثار پائے جاتے تھے - باوجودیکہ فرانسیسی قوم نے اپنی حب الوطنی سے ہمت اور غیر زائل استقلال قایم رکھا - لیکن یہ بات آشکارا تھی کہ اب تھوڑے ہی عرصہ میں فرانسیسی اپنے تئیں سپرد کرکے بلا حیلہ اُن کی درخواستیں اور مطالبے سب قبول کرینگے - سیڈان کی بربادی بخش لڑائی کے بعد سے - اہالیان فرانس نے جو جو کوششیں جرمنی فوج کو اپنے ملک سے باہر بھگا دینے کے لئے کیں وہ کوششیں ہر ایک تعریف کی مستحق ہیں جو اُن کی کیجاوے - لیکن جنگ کے شروع ہوجانے کے بعد بھی جو جو مصیبتیں کہ ان کوششوں کے بعد وقوع ہوئیں اُن مصیبتوں نے فاتح جرمنی فوج کے فرانس سے باہر بھگا دینے کے کام کو بالکل ناممکن کردیا - اگرچہ ہر معرکہ اور ہر لڑائی میں جس میں کہ فرانسیسی فوج شامل ہوئی اُس کی کوششوں میں اُس کو ہمیشہ ناکامیابی ہی ہوئی تاہم اُن کا جوش اور اُن کی ہمت کبھی پست نہیں ہوئی اور فرنچ لوگوں کے اخلاق میں یہی ایک ایسی خوشنما شئے ہے کہ فرانسیسی لوگ اس بات کے مستحق ہیں کہ ہر فرد بشر اُن کی تعریف کرے -

شہر لی مانس پر بڑی بڑی لڑائیاں ہونا

۱۰ جنوری کی شام کو یہ خونریز معرکے شروع ہوئے شہر آرڈینی کی جانب فرانسیسی فوج اور جرمنی فوج کے درمیان ایک خفیف سی گولہ باری ہوئی لیکن یہ صرف اُس عظیم جنگ کی تمہید ثابت ہوئی جو جنگ کہ ۱۱ تاریخ کو واقع ہوئی -

۱۱ جنوری کی صبح کو برف زمین پر آٹھ انچ گہرا پڑا ہوا تھا - لیکن تھوڑے ہی عرصہ میں یہ برف کی سپیدی مقتولین کے خون سے رنگی جاکر سرخ ہوگئی - فوجوں کی تعداد جو اس لڑائی میں شریک تھیں اس قدر تھی کہ جس کی وجہ سے یہ جنگ ہمیشہ یادگار زمانہ رہے گا - اس جنگ میں پرشیا کی فوج کی تعداد معہ فوج محفوظ کے ڈیڑھ لاکھ ۱۵۰۰۰۰ سپاہ سے کم نہ تھی اور یہ فوجیں

چار یا پانچ مختلف کورز کی تھیں۔ ان کے مقابلہ کے لئے جنرل چینزی فرانس کی فوج کے تین کورز لایا جنہیں سے ہر ایک کورز میں برائے نام پچاس ہزار فوج تھی۔ لیکن اغلباً اس فوج کا ایک پانچواں حصہ کم ہو گیا تھا جس کی وجہ یہ تھی کہ کچھ فوج تو اس معرکے میں ضایع ہوئی جو اس لڑائی سے پہلے ہوا تھا اور کچھ اس وجہ سے ضایع ہوئی کہ فرانسیسی نئی بھرتی شدہ فوج بوجہ جوش حب الوطنی کے دشمن کے دباؤ بغیر آگے بڑھ بڑھ کر دشمن سے لڑتی تھیں۔ جنرل چینزی کی تین کورز جو مفصلہ ذیل تھیں یعنے ایک تو ۱۵ کور تھی جو امیر البحر جنرل جوریگیبری کے زیر کمان تھی اور ۱۷ کور جنرل کولمب کے ماتحت تھی اور ۲۱ کور امیر البحر جنرل جوری کے ماتحت تھی۔ اس لئے یہ دونوں لشکر جنگجو گویا برابر ہی کی جوڑ تھے۔ لیکن فرانسیسی فوج بڑی مضبوط اور مستحکم جگہ پر مقیم تھی۔ جنرل چینزی۔ فوج فرانس کو لڑائی پر باترتیب بھیجنے کے انتظام میں بذات خود مصروف تھا۔

میدان کارزار شہر لی مانس سے قریب پانچ میل کے دور تھا اور وسیع سڑک اعظم کے دونوں جانب ایک قطار در قطار میں فرانسیسی باربرداری کی گاڑیاں کھڑی ہوئی تھیں اور جن میں روئی۔ شراب۔ گھانس۔ سبز گھانس اور بھوسہ خوب اچھی طرح بھرا ہوا تھا اور مویشیوں کا بہت بڑا گلہ ساتھ تھا اور یہ سب اس انتظار میں کھڑی تھیں کہ اگر فرانسیسی دشمن پر آگے بڑھی تو اس کے پیچھے پیچھے جاویں اور بر تقدیر اگر آج بھی فرانسیسیوں کو شکست ہو تو فوج فرانسیسی کے آگے آگے پسپا ہو جاوے۔

۱۱ جنوری کو صبح کے دس بجے پرشیا کے ایک مضبوط توپخانہ نے فرانسیسی فوج میسرہ پر آگ برسا کے لڑائی شروع کر دی۔ بوجہ دھوئیں کے بادلوں کے جو صاف طلع میں اوپر ہوا میں بلند اڑ رہی تھی کچھ نظر آتا تھا لیکن توپوں کی شلک اور بندوقوں کے جلدی جلدی چلنے کی آواز سے یہ معلوم ہو رہا تھا کہ شہر چارٹرس اور پیرس کو جو سڑک ریل جاتی ہے اُدھر کوئی سخت لڑائی ہو رہی ہے۔

شہر لی مانس کے مشرقی جانب ایک پہاڑی دار فراز میدان چلا گیا ہے۔ فرانسیسی لائن فوج کی انتہائی داہنی جانب موضع یونی تھا اور اس موضع کے جنوب اور مشرق جانب میں ایک بڑا وسیع جنگل دور تک چلا گیا ہے۔ اس جگہ ۱۶ فرانسیسی کور مقیم تھی اور یہاں پر سخت خونریز لڑائی واقع ہوئی۔ اس لڑائی کا اصل مقصد یہ تھا کہ موضع یونی کے پاس جو جنگل ہے اس پر قبضہ کر لیا جاوے چونکہ یہ موقع ایسا محفوظ اور عمدہ تھا کہ جانبین میں سے ہر ایک کی خواہش اس پر قبضہ کرنے کی تھی۔ فرانسیسی فوج کا دستہ اس کھلے میدان سے آگے بڑھا جو قریب نصف میل کے چوڑا تھا۔ تاکہ اس جرمنی فوج پر حملہ کرے جو جنگل میں مقیم تھی۔ اس معرکہ میں ۲۰۰۰۰ ہزار فوج سے کم نہ تھی اور فرانسیسی فوج بڑی تیزی سے ڈبل قدم جا رہی تھی اور فرانسیسی

توپخانہ سے بڑی زبردست گولہ باری ہو رہی تھی جسکا اثر بتدریج معلوم ہو رہا تھا گو اس سے پرشیا کا توپخانہ بالکل ہی خاموش نہوا۔ فرانسیسی فوج نے یہ حملہ بڑی بہادری سے کیا لیکن فوج پرشیا نے بھی اس کی مدافعت بڑی ہی بہادری سے کی حملہ آور جو سیاہ وردی پہنے ہوئے تھے بار بار پرشیا کی لائن فوج پر بڑھتے تھے اور جرمنی توپوں کے چلنے کی چمک جنگل کی کالی زمین میں صاف نظر آتی تھی بوجہ اس جنگل کے پرشیا کی فوج بڑی مضبوط جگہ پر تھی۔ مگر فرانسیسوں نے پرشیا کی فوج کی مدافعت کا کچھ خیال نہیں کیا اور بڑھتی چلی گئی اور جنرل جوریگبری نے ایک سخت لڑائی کے بعد کامیاب ہوکر پرشیا کی فوج کو اس جائے مقصود سے نکال باہر کیا۔

پرشیا کی فوج نے اب نیچے جاکر وادی میں سے گولہ باری شروع کردی۔ گولے ہر چہار جانب گرتے تھے مگر اسجگہ پیدل فوج سے کوئی حملہ نہیں کرایا گیا۔ صرف توپخانہ ہی سے لڑائی ہوتی رہی۔ ۲ بجے ۱۰ منٹ گذرنے پر پرشیا کی فوج کا ایک بڑا دستہ معہ بہت سارے توپخانوں کے موضع شانوڈوی ایکس کے مقابل آیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ قلب فوج فرانسیسی کا کل حال تعداد وغیرہ کا اور نیز فرانسیسی زبردست توپخانہ کا اثر یہ سب پرشیا کی فوج کو معلوم تھا۔ جنرل جینیزی نے یہ حکم دیا کہ توپخانہ کی باڑیوں سے اب گولہ باری کیجائے اور فوراً فرانسیسی میدانی توپوں سے آگ برسنا شروع ہو گیا اور ان توپوں کو فوج بحری کے گولنداز چلا رہے تھے۔ پرشیا کے توپخانوں نے بھی اس کا جواب دیا لیکن پہلی بار کے چلانے کے بعد انکے توپخانہ سے بلندی پر فوج پیدل اور فرانسیسی توپخانہ پر کچھ اچھا اثر نہوا۔ جبکہ جرمنی کی فوج نزدیک پہنچی فرانسیسی فوج پیدل کو پہاڑی کی چوٹی پر بڑھنے کا حکم دیا گیا اور پہاڑی کی سڑک پر سے ایکدم پچاس ہیٹر بلیوزوں سے فوج پرشیا پر آگ برسانی شروع کی گئی۔ گولے اور گولیوں اور گراب کی ایک بوچھاڑ چاروں جانب برسنی شروع ہوگئی۔ پرشیا کی فوج نے بھی اپنی بندوقوں سے بڑی تیزی کے ساتھ آگ برسانی شروع کردی۔

قصبہ جیمگنی کی انتہائی جیپ کیجانب فوج جرمنی ایک تنگ اور عمیق وادی میں ہو کر گذری جو دریائے ہوزنی اور جنگل کے درمیان واقع تھی اور ادھر سے فرانسیسی فوج قریب دو میل کے پیچھے ہٹ گئی۔ جب سوا پانچ بجے سات ہوگئی تو لڑائی ایک دفعہ ہی اسطرح موقوف کردی گئی کہ جیسے مشترک رضامندی سے موقوف ہوئی ہو۔ تاہم فرانسیسی اب تک بلندی پر قابض تھے اور جرمنی کی فوج نیچے میدان اور جنگل میں پڑی ہوئی تھی۔

اس لڑائی میں فرانسیسی فوج کا نقصان زائد نہیں ہوا۔ لیکن چونکہ پرشیا کی فوج نیچے وادی میں فرانسیسی توپخانہ کی عین زد میں تھی اسلئے پرشیا کی فوج کا نسبتاً بہت زیادہ نقصان ہوا۔ جرمنی فوج دو ہزار یا تین ہزار ماری گئی آج کی تاریخ جرمنی فوج کو کسی قسم کا فائدہ نہیں ہوا۔ یہ لڑائی شہر لیمانس پر قبضہ کرنے کے لئے کیگئی تھی مگر لیمانس

لڑائی کے اختتام پر فرانسیسیوں ہی کے قبضہ میں رہا۔ اور فرانسیسیوں کی فوج کی لائن دریائے ہوزنی کے بائیں کنارے پر اُس ریلوے لائن کے متوازی پڑی ہوئی تھی جو ریل کہ پیرس کو جاتی ہے اور فوج کا رُخ جنوب مشرق کیطرف تھا۔

آخرکار جرمنی کی فوج نے فرانسیسی فوج کو گھیر کر جو زیر کمان جنرل چینزی تھی اُس کو بالکل منتشر کر دیا اور شہر لیمانس میں بھی بہت سی فرانسیسی فوج نہ تھی۔ گرینڈ ڈیوک آف میکلنبرگ شہر چارٹرس سے براہ نوجنٹ لی روٹرن شہر لی مانس کی جانب روانہ ہوا اور پرنس فریڈرک چارلس براہ شاٹوڈی لوائر۔ لاچارٹری اور سینٹ کلائس کے لیمانس کیجانب آگیا۔ جرمنی کے یہ دونوں کمانڈر شہر لی مانس کی جانب آتے ہوئے اُس فرانسیسی فوج کو بھگاتے آئے جسکو جنرل چینزی نے ان دونوں کمانڈروں کو روکنے کیلئے مقرر کیا تھا اور ۱۲ جنوری کو جرمنی فوج نے لیمانس پر قبضہ کر لیا۔ ۱۲۔ تاریخ کی لڑائی میں جرمنی کے یہ دونوں کمانڈر شریک تھے اور جرمنی کے ایک مراسلہ میں یہ تحریر تھا کہ "جرمنی کی فتح اور فرانسیسیوں نے اپنی شکست کا اقرار گویا پہلے پہل اپنے فرانسیسی سرکاری مراسلوں میں بھی قبول کر لیا ہے"۔

جنرل چینزی نے درحقیقت ایک مراسلہ وزیر جنگ کے نام بھیجا تھا جو شہر بورڈو میں مقیم تھا اور اس میں تحریر تھا کہ "۱۱۔ جنوری کی رات کو فرانسیسی فوج اپنی جگہوں پر اچھی طرح قائم تھی سوائے لاٹولری کے مورچے کے جہاں کہ شہر بریٹینی کی فوج موبائل نے اپنے آپ کو منتشر کر دیا۔ اور دریائے ہوزنی کے دائیں کنارے پر جس قدر فرانسیسی مضبوط جگہیں تھیں وہ سب خالی چھوڑ دیں۔ اسیر الیجسر جو بیگیری اور دیگر جنرلوں کی یہی رائے ہوئی کہ ایسا ہو جانا ضروری ہے اور میں بھی بڑی بددلی کے ساتھ اس بات پر راضی ہو گیا جرمنی فوج بھی گرفتار کی گئی ہے مگر ابھی اُن کی تعداد معلوم نہیں ہوئی جو فوج جرمنی کہ ہمارے مقابلہ پر ہے اس کی تعداد کا تخمینہ از روئے جرمنی قیدیوں کے بیان کی ایک لاکھ ستر ہزار فوج کا ہے اور انہیں قیدیوں کا بیان ہے کہ یہ سب فوج زیر کمان پرنس فریڈرک چارلس ہے۔ اور یہ پرنس مشرقی فرانس کی جانب نہیں گیا ہے۔ فرانسیسی فوج کا نقصان بہت ہوا اور اگلے دن اُمید ہے کہ پرشیا کی فوج ہماری فوج پر پھر حملہ کرے گی"۔

۱۳۔ جنوری کو فرانسیسیوں نے شہر لیمانس بالکل خالی کر دیا اور جرمنی فوج نے اُس پر فوراً قبضہ کر لیا۔ جرمنی فوج نے بہت سے قیدی گرفتار کئے اور یہ قیدی فرانسیسیوں کی بدچلنی اور بداخلاقی کی تصدیق کرتے تھے۔ صرف پرنس فریڈرک چارلس کی فوج نے اٹھارہ ہزار فرانسیسی گرفتار کئے۔ اس لڑائی کے شروع میں ایک گیمبیٹا بھی موجود تھا۔ شہر لیمانس کے بازاروں میں بڑا دنگا فساد ہوا۔ جرمنی فوج نے ریلوے پر بھی بہت سی گاڑیاں گرفتار کیں جنہیں فرانسیسیوں کا بہتا ان

جنگ اور رسد کا ایک بڑا ذخیرہ بھرا ہوا تھا۔ فرانسیسی فوج تین مختلف اطراف کیجانب پسپا ہو گئی اور جنرل چینزی کا لشکر بالکل تتر بتر ہو گیا۔

۱۱ جنوری کو لڑائی پھر شروع ہوئی اور شام تک اندھیرا ہونے تک ہوتی رہی۔ ۱۲ تاریخ کو تمام لائن فوج میں لڑائی پھر شروع ہو گئی۔ جنرل چینزی کی فوج میں سے جب جرمنی فوج برابر دباؤ ڈالے رہی دو ہزار فرانسیسی اور قید ہوئے اور اس جنگ کے فرانسیسی قیدیوں کی کل تعداد بائیس ہزار ہو گئی۔ ان چھ روز کی لڑائیوں میں جرمنی فوج کا جو نقصان ہوا وہ حسب ذیل تھا۔ جرمنی فوج کے ۱۷۷ افسر مقتول اور مجروح ہوئے اور تین ہزار دو سو تین سپاہی مقتول اور مجروح ہوئے۔ ۱۹ توپیں جرمنی فوج کے ہاتھ آئیں۔ جس گھوڑے پر مہر اجہ جنرل چینزی سوار تھا وہ گھوڑا گولی لگ کے مر گیا اور ایک دوسرا افسر فوج جو اسیر الیجر کے پہلو میں کھڑا تھا مارا گیا۔

جنرل چینزی نے اس روز اپنی فوج پر بے ہمتی اور بزدلی کا الزام مفصلہ ذیل حکم میں لگایا جو حکم کہ اُسنے فوج کے نام بھیجا۔

"دریائے سرزنی اور دریائے لوائر سے شہر وندوم تک جو لڑائی ہوئی اور اس کا خراب نتیجہ فرانسیسی فوج کے حق میں ہوا اُس کے بعد۔ بعد اس کے کہ دشمن کے حملہ کی کامیابی سے مدافعت کی گئی۔ ۱۱ جنوری کو شہر لیمانس کے آگے جب دشمن کی فوج نے حملہ کیا جو زیر کمان گرینڈ ڈیوک آف میکلنبرگ اور پرنس فریڈرک چارلس کے تھی۔ اُس وقت کچھ حصہ ہماری فوج پر ایسی نامردی اور بزدلی چھائی کہ خوف کے اس نے تمام مضبوط مقامات خالی کر دیئے کہ جنکے قبضہ میں رہنے سے کل فوج کی حفاظت ہو سکتی تھی۔ یہ بات بڑی شرم اور غیرت کرنے کی ہے اور کوئی بہادرانہ کوشش نہیں کی گئی باوجودیکہ اس بات کا فوراً حکم دیدیا گیا تھا اور اسی وجہ سے شہر لیمانس کو خالی کر دینا ضروری ہو گیا۔ تمام ملک فرانس کی آنکھیں اب دوسرے لشکر پر ہیں۔ اب توقف کرنے کی اجازت نہیں دیجاتی۔ موسم سخت ہے اور تھکن اور فاقہ کو لشکر میں رہا ہے لیکن تمام ملک بڑی تکلیفیں برداشت کر رہا ہے اور جبکہ ایک بڑی کوشش سے ملک بچ سکتا ہے تو اب ہرگز توقف اور دیر نہیں کرنی چاہیئے۔ تم سب لوگ جو جان کی حفاظت خوب جنگے حملہ کرنے میں سے نہ پسپا ہو جانے میں۔ اپنے افسران کے گرد جمع ہو جاؤ اور یہ بات ثابت کر دو کہ اضلاع کو لمبیرز۔ ڈیلیپوئر۔ جوزنس اور وندوم کے سپاہی ایسے بہادر ہیں"

۱۰ جنوری کو علے الصباح فرانسیسی فوج نے اُس توپخانہ کی باڑھی پر حملہ کر دیا جو شہر فورٹری ڈیم ڈی کمارٹ پر بنی قایم کی گئی تھی اور یہ شہر جرمنی والوں نے فرانسیسیوں سے چند روز پیشتر ہی فتح کیا تھا۔ فرانسیسی حملہ کرتے ہوئے

توپوں کے قریب چلے گئے اور وہاں پہنچکر فرانسیسی فوج نے سنگین سے حملہ کرنا شروع کر دیا۔ لیکن ۔ بویریا کی فوج نے فرانسیسی فوج کو واپس بھگا دیا۔ ایک افسر فوج بویریا سنگین سے قتل ہوا۔

۱۰ جنوری کی دوپہر کو قلعہ سینٹ ڈینس سے تھوڑی سی فرانسیسی فوج نے خاص جنرل ٹروچو کی ہدایت کے بموجب نکلکر جرمنی فوج کو چھیڑ کر باہر نکالنا چاہا۔ مگر فرانسیسی فوج آسانی سے پسپا کر دی گئی اور فوج جرمنی کا بہت کم نقصان ہوا۔
۱۱ جنوری کی صبح کو قلعہ وینوس سے جو درمیان شہر پناہ کی کلارست اور چیٹلن کے واقع ہے ایک بڑی فرانسیسی فوج نے اسی غرض سے برآمد ہو کر فوج پرشیا پر حملہ کر دیا۔ بہت سخت لڑائی کے بعد آخرکار فرانسیسی فوج قلعہ کی فصیل کے نیچے تک پسپا کر دی گئی۔

۱۱ جنوری کو پیرس کے جنوب مغرب میں سے پرشیا کے توپخانہ کی کل باٹریوں نے غیر معمولی اور جلد جلد آگ برسانا شروع کر دیا۔ اس کے جواب میں فرانسیسی قلعجات سے بھی جلدی جلدی گولے برسائے جاتے تھے ان قلعوں کے درمیان جو میدان تھا اس پر سے بھی فرانسیسی فوج نے گولہ باری جاری رکھی اور پیرس کے خاص قلعہ پر بھی سبکو گولہ باری ہوتی رہی۔ اسی عرصہ میں قلعہ مونٹ ویلیرین سے بڑے بڑے گولے قصبات بوجیول اور واکریسن پر اور خاصکر بڑی سختی سے موضع ویلی ڈی اور آئی اور سیورس پر برسائے گئے۔ ۱۱ جنوری کی سہ پہر کو پیرس میں بڑے زور و شور کی آگ لگی۔ محلہ مانٹ مارٹر کی مغربی جانب جلتے ہوئے دھوئیں کے بادل نظر آتے تھے لیکن بوجہ دھوئیں کی کثرت کے شام تک آگ کے شعلے نظر نہیں آئے صرف دھوئیں کے اوپر شعلہ کی ذرا سی لو دہکا کبھی کبھی صاف نظر آ جاتی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیرس میں بہت بڑی آگ لگ رہی ہے۔

فصل پانزدہم

جنگ بلفورٹ ۔ اور دیگر مختلف واقعات جنگ

شاہ پرشیا نے محل ورسلیز میں یکم جنوری سنہ ۱۸۷۱ء کو نئے سال کی خیر مقدم کی دعوت میں اپنے مہمانوں سے یہ کہا تھا کہ اب ہماری امیدیں اس عمارت کی چوٹی کی طرف لگی ہوئی ہیں جو ہم نے بنائی ہے یعنی ایک ایسی صلح کی جانب جو باعزت صلح ہو۔

تمام فرانس اور جرمنی اور نیز تمام مہذب دنیا میں شاہ کے اس مقولے نے بازگشت کی۔ ورسلیز میں یا فرانس میں جو دیگر شاہی محلات ہیں اُن کے اندر نئے سال کی خیر مقدم کے موقع پر ہمیشہ یہ قاعدہ اب تک جاری تھا کہ

شہنشاہ نیپولین یورپ کے معاملات پر اپنے خیالات ظاہر کیا کرتے تھے اور اُن معاملات کی بابت جو اُن کی حکمت عملی ہوتی تھی اُس کا اظہار کیا کرتے تھے اور اُن کے خیالات اور اظہارات کے سننے کیلئے فرانس کی کل قومیں بڑی دلچسپی سے اپنے کان لگائے رہتی تھیں۔ لیکن اب زمانہ کا تغیر دیکھئے کہ ۱۸۷۱ء کی پہلی تاریخ کو محل وارسلیز ایک دیگر مطلق العنان بادشاہ کے قبضہ میں ہے اور یہ اس وجہ سے قابض نہیں ہے کہ شہنشاہ فرانس فوت ہو چکا ہے بلکہ یہ امر اس وجہ سے ہوا ہے کہ شہنشاہ فرانس اُس شخص کے پاس ایک قیدی ہے کہ جو آج کے دن فرانسیسی محل وارسلیز پر قابض ہے۔ لیکن شہنشاہ فرانس کا کوئی اظہار یا مقولہ جو نئے سال کی خیر مقدم کے موقع پر دیا جاتا تھا ایسی دلی آواز بازگشت کے ساتھ کبھی نہیں سنا گیا۔ جیسا کہ شاہ پرشیا کا یہ مقولہ یکم جنوری ۱۸۷۱ء کو سنا گیا۔

جنگ بلفورٹ

۱۵۔ جنوری کو فرانسیسی جنرل بوربکی نے جو اپنی بے شمار فوج اور توپخانوں اور مٹریلیوزوں کی وجہ سے فتح پانے کا پورا بھروسہ کئے ہوئے تھا جنرل ون ورڈر کی فوج پر جو عمدہ اور مستحکم جگہ پر مقیم تھی حملہ کر دیا۔ جرمنی کی فوج قلب موضع ہری کورٹ کے سامنے مقیم تھی اور فوج میمنہ زیر کمان جنرل گرف ون ڈجر فیلڈ قصبہ پر ہیئر پر مقیم تھی اور فوج میسرہ زیر کمان جنرل ون گلومر قصبہ مونٹ بلیارڈ پر مقیم تھی۔ جنوبی لائن فوج زیر کمان جنرل ون ڈبس چر قصبہ مونٹ بلیارڈ سے قصبہ ڈیلی تک پھیلی ہوئی تھی۔ فرانسیسی فوج میں چار کورز تھیں اور ہر ایک کور میں تیس تیس ہزار سپاہ تھی۔ اگر ہم اُن مقتولین کو اس فوج میں سے منہا کر دیں جو ۱۵ تاریخ کو راستہ میں مارے گئے تھے تب بھی یہ فرانسیسی فوج ایک لاکھ (۱۰۰۰۰۰) سپاہ سے کچھ زائد تھی۔ جنرل کریمر کے ماتحت ایک کورز تھی اور وہ ۲۴ کورز تھی۔ دیگر کورز ۲۵، ۲۰ اور ۱۸ اور ۱۵ تھیں جنکے کمانڈروں کے نام بالتحقیق معلوم نہ ہو سکے اور یہ آخری تین کورز فوج لوائر کا ایک حصہ تھیں ۲۴ اور ۲۵ دو نئی کورز تھیں جو شہر لائینز میں بھرتی کی گئی تھیں جو اس جنگ کا فرانسیسی صدر مقام ہے ان کورز میں سے ایک کورز ۱۶ جنوری کی شام تک یعنے لڑائی کے دوسرے دن تک میدان کارزار میں نہ پہنچ سکی۔ اور اس کورز کے آجانے سے فرانسیسی فوج کی تعداد ایک لاکھ پچیس (۱۲۵۰۰۰) ہزار یا ایک لاکھ تیس (۱۳۰۰۰۰) ہزار سپاہ کی ہو گئی۔ جنرل ون ورڈر کے ماتحت جس قدر جرمنی فوج تھی وہ چالیس (۴۰۰۰۰) ہزار سے زائد نہ تھی۔ اس فوج میں چار ہزار سے زیادہ سوار تھے۔ گویا جرمنی فوج کی نسبت فرانسیسی فوج سے وہ بھی جو ایک کو چار سے ہے۔ یعنے جرمنی فوج کی نسبت فرانسیسی فوج

چار گنی تھی علاوہ ازیں جرمنی توپخانہ کی نسبت فرانسیسی توپخانہ بھی زیادہ تھا اور ماسوا اس کے مٹرلیوز کی تین بیٹریاں الگ تھیں اور ہر بیٹری میں چھ چھ مٹرلیوز تھیں۔

۱۵۔ جنوری کو آٹھ بجے صبح کے توپخانہ سے گولہ باری کر کے حملہ کر دیا گیا اور شام ہونے تک توپخانہ نے مسلسل آگ برسائی۔ اس کے دو گھنٹے کے بعد بندوقوں سے لڑائی شروع کی گئی جو تمام دن جاری رہی اور چار بجے کے قریب تمام ہتھیاروں کی آواز سننے میں نہایت خوفناک معلوم ہوتی تھی۔ جرمنی فوج جس جگہ مقیم تھی اُس سے ایک قدم بھی پیچھے نہیں ہٹی اور جبکہ رات ہونے کی وجہ سے لڑائی موقوف ہو گئی اُنہوں نے تمام رات کھلے میدان میں یعنے میدان کارزار میں اُسی جگہ بسر کی جسجگہ کہ صبح کو اُنپر حملہ کیا گیا تھا اور جاڑا بھی شدت سے پڑتا تھا۔ دوسرے دن ۱۶۔ جنوری کی صبح کو جنرل بوربکی کی کمک کو کیونکہ ایک کور فوج اور آگئی تھی اُس نے پھر حملہ کر دیا اُس نے یہ حملہ خاصکر جرمنی فوج میمنہ پر کیا اور بوربکی اپنی بے شمار فوج کو آگے بڑھا کر بے فائدہ یہ کوشش کر رہا تھا کہ اپنے دشمن کی لائن فوج کو منتشر کر دے۔ اگر یہ لائن فوج جرمنی کی ایک بار بھی شکست ہو جاتی تو بلفورٹ کے محاصرہ کے لئے جسقدر سامان جنگ جمع تھا وہ سب فرانسیسیوں کے ہاتھ لگتا اور دیگر نئی فوج قلعہ میں داخل ہو جاتی اور شہر میں سامان غلہ وغیرہ پھر جمع کر لیا جاتا۔ اور جنرل ون ورڈر کی فوج کو اگر شکست نہ ہوتی تو وہ بیشک پسپا ضرور ہو جاتی اور یہ فوج دریائے رائن کے پار بھگا دی جاتی اور فرانسیسی فوج اس دریا کو عبور کر کے ریاست بیڈن میں یعنے ملک جرمنی میں جنگ کرتی اور فرانسیسی فتح کا نتیجہ ہوتا۔ دوسرے روز بھی تمام میدان کارزار میں جرمنی کی فوج اُسی طرح مقیم رہی۔ اور حملہ آور فرانسیسی فوج کا بہت سخت نقصان ہوا۔ اور جرمنی فوج کا نقصان جتنا اول دن ہوا تھا دوسرے دن اُس سے زیادہ ہوا۔ پہلے دن تو جرمنی فوج کے دو یا تین سو سپاہی مارے گئے لیکن دوسرے دن قریبا ایک ہزار کے جرمنی فوج ماری گئی۔ مقتولوں مجروحوں اور قیدیوں میں فرانسیسی دس ہزار فوج کا نقصان ہوا اور سامان جنگ کی بربادی کا ناظرین اسبات سے خیال کر لیں کہ صرف ایک ایکڑ زمین میں جہاں ایک بھی سپاہی نہ تھا ایک ہزار سے زاید گولے فرانسیسی فوج نے پھینکے تھے۔ دوسرے دن بھی جرمنی فوج نے میدان کارزار میں اُسی جگہ رات کھلے میدان میں بسر کی کہ جسپر وہ صبح سے قابض تھے۔ تیسرے دن ۱۷۔ جنوری کو فرانسیسی فوج نے حملہ بہت سستی اور کمزوری سے کیا اور دو پہر کے بعد سے تمام فرانسیسی فوج نے پسپا ہونا شروع کر دیا اور جرمنی توپخانہ نے اُن کا تعاقب کیا۔ چوتھے دن ۱۸۔ جنوری کو جنرل ڈیبس جینرنی نے اس پسپا شدہ فرانسیسی فوج پر حملہ کر دیا اور اُن کو سخت نقصان پہنچایا اور شہر بلامونٹ تک اُن کا تعاقب کیا۔ اسجگہ سے اس جنرل کو شہر بلفورٹ

کامحاصرہ کرنے کو واپس بلا لیا۔ ۱۵۔ اور ۱۶۔ جنوری کو یہ پسپا شدہ فرانسیسی فوج شہر بسنکان کی جانب چلی جارہی تھی سوائے
جرمنی کے توپخانہ کے دیگر جرمنی فوج نے اس فرانسیسی فوج کو حیران نہیں کیا اور یہ فوج جرمنی کو تھک گئی تھی اور آرام
کرنے کی بڑی ضرورت تھی مگر یہ کوچ کرتی گئی۔ کیونکہ اس فوج نے تین راتیں سخت گرمیں کھلے آسمان کے نیچے
بسر کی تھیں اور چوتھی رات گویا برف میں میدان کارزار میں بسر کی تھی اور ایسی سخت کوششیں کی تھیں کہ فہرست
جنگ میں ایسا کوئی موقعہ نہ نکلیگا کہ جسمیں فوج نے اتنی سخت برداشت تکالیف کی ہو اور ایسی کوشش کی ہو جیسے
کہ اس فوج جرمنی نے کیں۔ اور اس جنگ سے بڑھکر تو کیا اس جنگ کی نظیر بھی شاید مشکل ہی سے ملے گی۔ جبکہ
یہ خیال کیا جاتا ہے کہ دشمنوں کے دو قلعوں کے بیچ میں اس جرمنی فوج نے دشمن کے حملہ کی مدافعت کی یعنے
قلعہ بلفورٹ شمال میں تھا جو میدان جنگ سے چار میل سے زیادہ دور نہ تھا اور جنوب مغرب میں قلعہ بسنکان تھا
جو دو یا تین دن کے کوچ کے فاصلہ پر تھا اور پھر اس فوج نے دشمن کی فوج کے اس حملہ کی مدافعت کی کہ جسمیں دشمن
کی فوج چوگنا زیادہ تھی باوجود ان باتوں کے دشمن اس جرمنی فوج کو ایک دفعہ بھی پیچھے نہ ہٹا سکا۔ تو یہ جو کہ ارادہ اور
باشوکت مدافعت اور فوج کی بہادری گویا یہ اس جنگ کے اعلےٰ ترین کام میں ہیں جو ہمیشہ یادگار رہینگے۔

اس بے شمار یعنے ایک لاکھ تیس ہزار فرانسیسی فوج کی شکست کے سبب۔ کہ جسمیں اعلےٰ درجہ کا توپخانہ تھا
اور ہلاک ہتھیار سٹریلیوز کی کئی باٹریاں تھیں معلوم کر لینا آسان امر ہے۔ اس فوج کے گھوڑوں کو تو چار دن سے
دانہ گھاس بالکل نہیں ملا تھا اور تین دن سے فوج کو بھی خوراک تقسیم نہیں کی گئی تھی۔ بہت سے فرانسیسی قیدی جب
گرفتار ہوگئے تو بیان کرتے تھے کہ دو دن سے کچھ زیادہ عرصہ گذرا کہ ہم نے کھانا نہیں کھایا ہے۔ تمام رستہ
میں قبور۔ ٹوٹی ہوئی توپیں۔ بندوقیں۔ ٹوپیاں۔ پکانے کے برتن۔ شکستہ تلواریں اور بیسیوں قسم کی چیزیں جن کا
بیان دردسری ہے بکھری پڑی ہوئی تھیں۔ جرمنی گولہ باری کا نشانہ ایسا ٹھیک لگتا تھا کہ اس سے پہلے شاید ہی
اس عمدگی سے لگا ہو۔ قصبہ لسبورل کے نزدیک ایک فرانسیسی فوج نے جسمیں چھ سو سپاہ تھی جرمنی کی لینڈ ویہر
پلٹن پر حملہ کر دیا۔ فرانسیسوں کو ڈیڑھ سو قدم کے فاصلہ پر آنے دیا گیا۔ اور جب وہ اس فاصلہ پر آگئے تو جرمنی فوج
نے آگ برسائی جس سے یہ چھ سو کے چھ سو فرانسیسی یا تو مر گئے یا زخمی ہوگئے سوائے بیالیس سپاہیوں کے کہ جنپر
بے انتہا خوف چھا گیا تھا اور وہ گرفتار کر لئے گئے۔

جنرل بوربکی کا قلعہ منشر سے خفیہ طور سے غائب ہو جانا اور فرانس کی عارضی گورنمنٹ کا اس کی درخواست
وزیر اوّل شبہ کرنا اور پھر اسپر اعتبار کر لینا اور اس کا اس عجیب قسم پروانہ ہونا کہ جس کو وہ قناعت سے نہ

ثابت کر دیا کہ اگر وہ معہ اپنے لشکر کے پیرس کے نزدیک رہتا تو زیادہ مناسب ہوتا یہ سب ایسے مشہور وقعات ہیں کہ جو اس قابل ہیں کہ ان کا تاریخ میں ذکر کیا جاوے۔ جنرل بوربکی نے جلدی بہت کی اور یہ جلدی جب ہی کرنی چاہئے تھی کہ جب یہ معلوم ہو جاتا کہ یہ صرف آخری ہی لڑائی ہے لیکن فرانس کے مشرق میں اس نے یہ موقع دیکھا تھا کہ اگر فتحیاب ہو جاؤں گا تو اس سے یہ یہ فائدہ ہونگے۔ مگر اس موقع پر اس کی مصیبتیں شکست کے بعد اور دوگنی خطرناک ہو گئیں۔ جنرل بوربکی کو جنرل ورڈر پر حملہ کر کے جو ناکامیابی ہوئی۔ اس سے بلکہ فرانس کی قسمت کے سدھرنے کی امید کا آخری موقع بھی جاتا رہا۔

۱۹ جنوری کو فرانسیسیوں نے ایک دلیرانہ کوشش کی کہ فوج محاصرین کی لائن پر حملہ کر کے اور اس کو چیر کر نکل جاویں۔ پیرس سے بھی اسی ارادہ سے فوج نکل کر شمال کی جانب گئی اور ایک اور فرانسیسی فوج نے اس جرمنی فوج پر حملہ کر دیا کہ جو قلعہ مونٹ ویلیرین کے سامنے پڑی ہوئی تھی اور اس سرگرمی اور شدت سے آگ برسائی کہ تمام وارسیلیز کے باشندگان خوف سے گھبرا گئے۔ شہر وارسلیز کے تمام بازاروں اور محلوں میں خوف چھا گیا اور شہر میں انتظام کے لئے سواروں کا رسالہ گشت کرتا پھرا۔ مقام لیس ڈی آرمینز پر توپخانہ کی باٹریاں مقیم کر دی گئیں اور گاڑیاں جو شفاخانہ ہوتا ہے وہ میدان جنگ میں جانے کے لئے تیار ہو گیا اور محفوظ سامان جنگ کی گاڑیاں آہستہ آہستہ سڑک پر لاکے کھڑی کر دی گئیں۔ شہنشاہ جرمنی بھی تھوڑی سی فوج اردلی میں لے کر وارسلیز سے شہر سینٹ جرمین کی جانب روانہ ہوئے۔ اور ولیعہد پرشیا بھی اسی راستہ سے مشرق کی جانب اپنی فوج کے پیچھے پیچھے چلا گیا۔ شہر سے بندوقوں اور توپوں کی آواز صاف صاف سنائی دیتی تھی۔ قلعہ مونٹ ویلیرین اور بوجیول کے درمیان اڑتیس اور بتیس توپیں آگ برسا رہی تھیں اور ان قلعجات اور جنگلہائے لاسیلی سینٹ کلاؤڈ کے درمیان جو میدان ہے اور دریائے سین کی جانب سب جگہ بڑی تیزی سے آگ برس رہی تھی۔ قصبہ گارچس کے مشرق میں جو پہاڑ ہے اس پر قریب اٹھارہ ہزار یا بیس ہزار کے فرانسیسی فوج قلعہ مونٹ ویلیرین سے نکل کر مقیم تھی تاکہ جرمنی فوج کے ۱۰ ڈویژن اور لینڈ وہیر گارڈ فوج پر حملہ کرے جس نے ان کا آگے بڑھنا روک رکھا تھا۔ دوسری اور فرانسیسی فوج قصبہ مونٹ ٹریٹاؤٹ کی جانب بڑھ گئی اور بہت سا نقصان اٹھانے کے بعد اس پر قابض ہو گئی۔ یہ فرانسیسی فوج اور آگے نہ بڑھ سکی کیونکہ جرمنی کی فوج جا کر جو ذرا پیچھے ہٹ گئی تھی اب سنبھل کر بڑی بہادری سے لڑتی رہی استنے میں اور جرمنی فوج آگئی اور فرانسیسی فوج سے یہ جگہ جرمنی فوج نے پھر چھین لی۔ یہ لڑائی غروب آفتاب تک جاری رہی اور اس طور سے ختم ہوئی کہ تمام جگہوں سے فرانسیسی فوج سخت نقصان اٹھا کے پسپا ہوئی۔ قلعہ ویلیرین سے

جس فوج نے نکلکر حملہ کیا وہ پھر پسپا ہو کے قلعہ میں آ گئی - اور جرمنی اور فرانسیسی فوجیں اُسی جگہ پر قایم رہیں کہ جسجگہ وہ بالترتیب لڑائی سے پہلے مقیم تھیں -

۱۰ - جنوری کی صبح کو جرمنی توپخانہ کی باٹریوں نے اُن قلعجات پر آگ برسانا شروع کیا کہ جو شہر سینٹ ڈینس کے گردا گرد بنے ہوئے ہیں - اس باٹری میں محاصرہ کرنے کی توپیں تھیں کہ جنسے اوّل اوّل قلعہ منرئس کو گرایا گیا تھا اور اب یہ محاصرہ کرنے کی توپیں میدان میں دمدمے پر لاکے رکھدی گئی تھیں کہ جو خفیہ خفیہ اس کام کے لئے ایک ہفتہ پہلے تیار کر لیا گیا تھا سینٹ ڈینس پر گولہ باری کرنے کے لئے ۱۰ - باٹریاں مقرر کی گئی تھیں کہ جنمیں ۶۰ توپیں تھیں اور وہ وہ توپیں تھیں کہ جنکے ذریعہ سے ایسا گولہ پھینکا جاتا تھا کہ جو نشانہ پر گر کے ٹوٹتا ہے - فرانسیسی فوج کو اس میدان میں دمدمے بنانے کی خبر تک نہ تھی اور اوّل تو وہ اُن کو دیکھکر بڑی متعجب ہوئی اور پھر اپنے قلعوں سے اُنھوں نے بھی گولہ باری شروع کر دی - دوپہر تک دونوں جانب سے بڑی سخت گولہ باری ہو رہی تھی -

فصل شانزدہم

فرانس کی شمالی فوج کی شکست - جنگ ڈیچن - ودیگر احوال جنگ -

یہ جنگ ۷۱ - ۱۸۷۰ء جس طریقہ سے کیگئی یہ اُس طریقہ سے بہت مختلف تھا کہ جس طریقہ سے زمانہ سابق میں جنگ کئے جاتے تھے - اُن لڑائیوں میں جو اٹھارھویں صدی کے آخر اور انیسویں صدی کے آغاز میں ہوئیں جبکہ اوّل نیپولین بونا پارٹ اپنی فوجیں لئے پھرتا تھا اور یورپ کا بہت زیادہ حصہ اُسنے فتح کر لیا تھا - یہ طریقہ تھا کہ ایک جنگ سے دوسرے جنگ ہونے تک جو وقفہ صرف ہوتا تو وہ عرصہ ہفتے یا مہینے ہوا کرتے تھے - لیکن جنگ حال میں لڑائیاں اور معرکے ایک غیر معمولی جلدی کے ساتھ جلد جلد ہوتے گئے اور ایک جنگ سے دوسرے جنگ کے درمیان کا عرصہ مشکل سے چند دن ہی ہوتے تھے -

فرانس کی شمالی فوج کی شکست

جنرل فیڈھرب کی فوج کو شہر سینٹ کوئنٹن میں شکست فاحش ملنے سے فرانس کی جنگی قوت کو شمال میں بہت بڑا صدمہ پہنچا اور یہ بدقسمت شہر اب کے تیسری بار جرمنی فوج کے قبضہ میں آیا - جنرل فیڈھرب نے اس شہر پر قابض ہو جانے سے یا تو یہ سوچا ہو گا کہ جنوب کی طرف جانے کے لئے راستہ ہو جاوے گا اور اگر یہی اُسکا

خیال تھا تو شاید اُس نے شہر پیرون کی فتح ہو جانے کا اور جنرل ون گوئیبن نے جو اپنی فوج جگہ بجگہ ڈال دی تھی اس کا بھی خیال نہ کیا ہوگا۔ لیکن تمام واقعات پر نظر ڈالنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک قطعی جنگ فوراً کرنے کے لئے اُس کا ارادہ نہ تھا اور دوسرے یہ امر کہ جنرل ون گوئیبن کی کمک کے لئے جس قدر پرشیا کی فوج پہنچ گئی تھی اُسکی تعداد اُسکو معلوم نہ ہو سکی۔ اور اسلئے اس فوج کے ٹھیک تخمینہ لگانے میں اس نے دھوکا کھایا ہے۔ فیدھربؔ کا پسپا ہونا شکست کی حد تک نہ پہنچا۔ لیکن اس کی پسپائی سے جرمنی فوج کو جو فائدے پہنچے اس کی وجہ سے کہا جا سکتا ہے کہ اس پسپائی کا بھی وہی نتیجہ ہوا جو شکست کا ہوتا۔ اس فرانسیسی لشکر عظیم میں سے ایک تہائی لشکر بوجہ قید ہو جانے کے یا غائب ہو جانے کے گویا بالکل ضایع ہو گیا۔ اور جو فوج کہ بھاگ کر غائب ہو گئی اُس کا پتہ نہیں لگ سکا کہ وہ کہاں چلی گئی۔ اور جو سپاہ کہ قتل و مجروح ہوئی وہ اس کے علاوہ ہے۔ باقی فوج شہر کیمبرائی سے تھوڑی دور آگے جا کر قلعجات۔ اتاس اور ڈوئی میں مقیم ہو گئی۔ لیکن اسمیں سے بھی بہت سی فوج شہر لیلی اور سینٹ اومر کو از سر نو مرتب کرنے کے لئے بھیجدی گئی۔ اس طرح سے وہ لشکر عظیم جو چند ایّام پہلے شمالی فرانس میں موجود تھا اور جسکو اپنی فتحمندی کا پورا یقین تھا اب ایک بے ترتیبی سے فرانس کے شمالی شہروں میں منتشر ہوا پڑا ہے۔ اس شمالی لشکر نے بجائے اس کے کہ پیرس کی مدد کو جاوے اپنی حفاظت فراری میں ہی پائے اور یہ لشکر عظیم اب فراریوں کا ایک منتشر شدہ جتھا ہو گیا۔ اس لڑائی کے مفصل حالات حسب ذیل ہیں:-

۱۸ جنوری کی صبح کو یہ شمالی فوج اپنی چھاونیوں سے شہر اویلرزا اور بیر پرس سارذی کیجانب روانہ ہوئی۔ ۲۲۔ کورز کا دوسرا بریگیڈ فوج شہر روپی میں اس سے پہلے ہی پہنچ چکا تھا اور یہاں پرشیا کی فوج کا مقدمۃ الجیش لشکر ملا۔ یہ مقدمۃ الجیش سڑک پر رک گیا تاکہ پرشیا کی باقی فوج بھی آجاوے۔ اس وقت فورسٹر کے بریگیڈ فوج پر جو شہر واکس میں پہنچ گیا تھا پرشیا کی فوج نے توپخانہ کی ایک باڑی سے جس میں ۱۲۔ توپیں تھیں حملہ کر دیا۔ کیونکہ سینٹ کوئینٹن میں کوئی فرانسیسی رسالہ سواران نہ تھا اسلئے اس بریگیڈ کو جرمنی فوج جسجگہ مقیم تھی اُس کی خبر نہ پہنچ سکی اور جرمنی کی فوج نے بے خبری میں اُسپر حملہ کر دیا تھا۔ باوجود اس بات کے اس فوج نے جسپر دس بجے صبح کے حملہ کیا گیا تھا۔ دوپہر کے ۱ بجے تک نہایت بہادری سے اس حملہ کی مدافعت کی فرانسیسی فوج کی ۴۳۔ رجمنٹ نے کچھ عرصہ تک یہ حملہ جھکر برداشت کیا اور ذرا پیچھے نہ ہٹی اور بعد ازاں ۲۰ پلٹن پیدل اُس کی مدد کے لئے آگئی۔ ایسی بہادرانہ مدافعت بغیر نقصان نہیں ہو سکتی اور اسلئے اس رجمنٹ کے پانچ افسر اور سو آدمی ضایع ہوئے۔ فوج موبایل گارڈس پر جرمنی کے رسالہ سواران نے حملہ کیا اور یہ حملہ کی مدافعت نہیں کر سکے لیکن دریائے سین اور مارنی کی فوج موبایل نے بڑی بہادری سے

اسس حملہ کو ست کیا اور رسالہ سوار ان کو مجبوراً ایسا ہونا پڑا۔ باوجودیکہ حملہ اس قدر سخت اور یکایک ہوا تھا لیکن پہلے بریگیڈ
کو اسکو دوسرے بریگیڈ کی کمک تک نہ پہنچ سکے تھے اور چونکہ اس وقت شہر روزی کی سڑک پر بیکار پڑا ہوا تھا اپنا کوچ برابر
جاری رکھا اور شہر مینر پرس تمر دیسے اور سری لیس مینر پرس میں پہنچ گیا۔ اسلئے پرشیا کی فوج اس فرنچ فوج کا کوچ کٹنے جانا روک
سکی کہ جو زیر کمان جنرل ڈیبسول تھی۔ ۲۳۔ کورز فوج نے کوچ میں بھی اپنی توپیں تیار رکھیں کیونکہ ان کو یقین ہوا کہ حملہ عنقریب
ہی ہونے والا ہے تاہم وہ شہر واکس کی راہ سے شہر سرن کورٹ میں پہلے بریگیڈ کے پہنچنے کے بعد پہنچے۔ اسطرح
اس فوج کا جو مدد کے لئے بھیجی گئی تھی سخت نقصان ہوا اور اس نے اپنی باربرداری کی بھی کئی گاڑیاں پیچھے چھوڑ دیں
یہ پہلے دن کی لڑائی اس جنگ عظیم کی جو ۱۹۔ جنوری کو ہوئی گویا پیش خیمہ تھی۔ فرانسیسی فوج ۲۳۔ کورز شہر سنیٹ
کوئنٹن کے نزدیک مقیم کی گئی۔ اور پہلا ڈویژن فوج شہر نبیلی اور گاچی کے گرداگرد چھاؤنیوں میں اور دوسرا ڈویژن شہر
گروجس اور کارٹرس میں مقیم کیا گیا۔ فوج پرشیا نے اول کاشرس پر حملہ کیا جسکو سیلن کے بریگیڈ نے نہایت بہادری سے
بچایا باوجودیکہ فوج پرشیا ایسی عمدہ بلند جگہ پر مقیم تھی کہ جہاں سے یہ گاؤں بالکل ان کی زد میں تھا تھوڑی سی دیر کے بعد
گروجس پر بھی حملہ کر دیا گیا اور قصبہ ساوی کی جانب بھی آگ برسائی جا رہی تھی اور وہاں کل ۲۲۔ کورز فوج بڑی جلدی سے
کوچ کر کے گئی اور اپنی فوج میسرہ کو جو نہر پر مقیم تھی مدد دی۔ ڈرویا کے ڈویژن فوج دگوا سپر ابھی تک حملہ نہیں کیا گیا تھا اُدن لئے
بلندیوں کیجانب کوچ کیا جہاں ایک پن چکی کا کارخانہ موسومہ ٹاؤٹ ونٹ بنا ہوا ہے اور نیز ربلیہ پہاڑی کی چوٹیوں پر بھی
چلی گئی اور اس کی فوج میمنہ بھی نہر کیجانب جا رہی تھی میدان جنگ کی لائن مواضعات ہلمونٹ۔ ساوی۔ گروجس
ٹاؤٹ ونٹ کی چکی۔ موضع ربلیو لانیول سے شہر فرزل سینٹ لارنٹ تک پھیلی ہوئی تھی۔ بدقسمتی سے ۲۴ کورز اور ۲۲ کورز کے
درمیان نہر کروزاٹ حائل ہوگئی اور اس کے کنارے ایسے بنے ہوئے تھے کہ اسپر سے پار جانے کا رستہ
ناممکن ہوگیا تھا بس جب تک کہ سینٹ کوئنٹن کا ایک طویل چکر نہ کھایا جاوے ان ہر دو افواج کا آپس میں شریک
ہونا ناممکن تھا۔ دس بجے کے قریب جنرل لجیلین کو یہ احکام روانہ کئے گئے کہ موضع کاسٹرس کو چھوڑ کے بلندیوں پر
قبضہ کر لو۔ اور اسی وقت جنرل ڈرویا کی فوج پر حملہ کر دیا گیا۔ اس حملہ کرنے میں توپخانہ بھی شریک تھا۔ پرشیا کی فوج نے
پہاڑی کی چوٹیوں سے فرانسیسی فوج پر اسقدر تیزی سے حملہ کرتی ہوئی دوڑ کے فرانسیسی فوج کے قریب آگئی کہ فرانسیسی
فوج نے ان کو دشمن کی فوج نہ جانا اور جب یہ پرشیا کی فوج دو سو گز کے فاصلہ پر رہ گئی تب ان کو معلوم ہوا۔ پھر تو فرانسیسی
فوج نے وہ آگ کی بوچھاڑ برسائی کہ جرمنی فوج کا آگے بڑھنا آنا ایک دم سے رک گیا اور اب جرمنی فوج اس قدر
تیزی سے بھاگی کہ حملہ کرتی ہوئی بھی اسقدر تیزی سے نہیں اتری تھی۔ مگر اس پرشیا کی فوج کا بیحد نقصان ہوا اور شرکت

تمام جرمنی کشتگان کی نعشیں اِدھر اُدھر بکھری پڑی ہوئی نظر آتی تھیں۔ اسپر جرمنی کی سب سے شمالی پلٹنیں آگے بڑھیں اور جنرل بسول نے اُن کے روکنے کے لئے چار توپوں کی ایک باڑی آگے بڑھائی۔ لیکن یہ توپیں اس کام کے لئے کافی نہ تھیں اور جرمنی توپخانہ کی باڑیوں نے فوراً ہی اس باڑی کو بے کار کر دیا لیکن فرانسیسی فوج نے فوراً ایک باڑی بارہ توپوں کی اُس کی جگہ قایم کر دی اور جس نے اب جرمنی باڑی کو خاموش کرنا شروع کر دیا۔ لیکن اب پرشیا والوں کی بھی ایک اور باڑی توپخانہ کی آگئی جس کی وجہ سے اب باڑیوں کی جگہ تبدیل کرنا پڑی اور جنرل بسول جبکہ اندر بیٹارہ ہدایتیں دے رہا تھا۔ تو گولے کے ایک ٹکڑے سے اس کے پیٹ میں ایک سخت زخم آیا۔ ڈروپا کے ڈویژن فوج کئی بلند چوٹیوں پر مقیم تھی جہاں سے وہ جرمنی فوج کا آگے بڑھنا روکتی رہی یہیں ڈی ریلیو کی آٹھ توپوں کی ایک باڑی مقیم تھی اور اس کی گولہ باری جرمنی باڑی کی گولہ باری سے بہت اچھی رہی۔ دو بجے کے قریب پرشیا کی تمام فوج ۲۲۔ کورز کے سامنے سے پیچھے ہٹ گئی۔ لیکن ۲۳۔ کورز فرانسیسی فوج نے پیچھے ہٹنا شروع کیا۔ جنرل فیڈہرسے نے اس فوج کی مدد کو کئی پلٹنیں ۲۲۔ کورز کی بھیجیں۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ آیا یہ مدد وقت پہنچی یا نہیں لیکن ۲۳۔ کورز پیچھے ہٹتی ہوئی صاف نظر آتی تھی اور اس کے بعد وہ جلد پسپا ہو گئی۔ اُس وقت دو یا تین بجے تھے۔ لیکن ۲۲۔ کورز فوج پرشیا کو ہٹا کر اُس وقت بہت آگے بڑھ گئی تھی۔ چونکہ اس کی لائن فوج جو بطور محراب دائرہ کے پڑی ہوئی تھی اب فوج کے آگے بڑھنے کے ساتھ وہ بھی بڑھتی گئی لیکن اب اس لائن کو خطرہ ہو گیا تھا کیونکہ بوجہ لائن کے بڑھنے کے یہ لائن فوج پتلی ہوتی جاتی تھی۔ اور خطرہ یوں اور زیادہ تھا کہ فرانسیسی فوج محفوظ اب بہت کم رہ گئی تھی اور پرشیا کی تمام فوج اب ایک جا جمع ہو کر تین یا چار کالموں میں قریب قریب پڑی تھی اور جو اب ایک لمحہ میں فرانسیسی پتلی لائن فوج کو بھگا سکتی تھی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ۳ ½ بجے کے قریب فوج موبائل نے پیچھے ہٹنا شروع کیا لیکن موضع کاچی کے مقابل شفاخانہ کی گاڑیوں کے پیچھے جا کر یہ فوج پھر جمع ہوئی اور محفوظ فوج زوائز کے ہمراہ ٹھیر کر اب اُسکو یہ حکم دیا گیا کہ جب تک فوج پسپا نہ ہو جاوے یہ وہاں ٹھیری رہے۔ ڈروپا کے ڈویژن کے مقابلہ میں ایک مضبوط جرمنی فوجی کالم نے فرانسیسی فوج میسرہ پر حملہ کرنا چاہا لیکن فرانسیسیوں کی ایک باڑی نے جس میں ۸ توپیں تھیں اور جو ایمونٹ باؤ کے ماتحت تھی اُس نے پرشیا کی فوج کا آگے بڑھنا روکا اور فوج پرشیا کو سخت نقصان پہنچایا۔ چار بجے کے قریب فرانسیسی فوج نے اپنی جگہ کوئی نہیں چھوڑی تھی اور بڑی بہادری سے بچائی ہوئی تھی لیکن فرانسیسی فوج کو پسپا ہونے کا حکم دیدیا گیا اور غالباً یہ حکم اس وجہ سے دیا گیا کہ پازل ڈمی آوٹی کے ڈویژن فوج پر یہ اعتبار نہیں کیا گیا کہ وہ جرمنی سپاہ کے حملہ کی مدافعت کر سکے گی۔

۲۲- کورز کی چند پلٹنیں لڑتی رہیں اور اُن کی آڑ میں تمام فوج پسپا ہوتی رہی اور یہ پسپائی اوّل تو بڑی ہی باقاعدہ اور باترتیب تھی پلٹنیں جا چکیں تو اُن کے بعد توپخانہ گیا لیکن اس کی تھوڑی ہی دیر کے بعد فوج پرشیا کا توپخانہ اُن بلندیوں کی چوٹیوں پر چڑھ گیا جہاں سے فرانسیسی فوج عین زد میں تھی اور اب انہوں نے وہاں سے آگ برسانا شروع کر دیا۔ فرانسیسی فوج اول تو تیز قدمی سے چلی تاکہ ان دشمنوں کی توپوں کی زد سے باہر نکل جاوے لیکن گولہ باری کا اثر اسقدر تیز تھا کہ فوج فرانس کو بھاگنا پڑا اور آگے بڑھکر پھر باقاعدہ چلنے لگے لیکن فرانسیسی فوج کا بہت سخت نقصان ہوا۔ تمام فوج فرانسیسی پرشیا کی گولہ باری کے اندر سے شہر سینٹ کوئنٹن میں ہو کر گذری۔ فوج پرشیا نے اب اس شہر پر گولہ باری شروع کر دی جسکی وجہ سے مکانوں کی چھتیں پاش پاش ہو کر مکانوں میں آگ لگتی تھی۔ بوجہ رات ہو جانے کے فرانسیسی فوج کا تعاقب موقوف ہوا اور جنرل فیڈھرب بغیر زاید نقصان کے شہر کیمبرائی کیجانب پسپا ہوا۔

جنگ ڈیپون

۲۱- جنوری کی صبح کے دس بجے پرشیا کی ایک فوج اُن پہاڑیوں میں سے بعض پہاڑیوں پر مقیم ہوئی کہ جو شہر ڈیجان کے گرداگرد ہیں اور فرانسیسی باٹریوں پر آگ برسانا شروع کیا لیکن فوج پرشیا کی آگ ایسی مضبوط نہ تھی کہ جیسے فرانسیسی آگ تھی اور معلوم ہوتا تھا کہ پرشیا کی فوج کے پاس توپخانہ بھی کم ہے۔ پرشیا کے اس فوج کے گولے بھی نشانہ پر نہیں پہنچتے تھے جیسا کہ ہمیشہ ہوا کرتا تھا اور بہت سے گولے جاتے ہوئے ہوا ہی میں ٹوٹ جاتے تھے اور اُن سے کچھ نقصان نہیں ہوتا تھا۔ فرانسیسی توپخانہ کی باٹریاں جو موضع ٹالنٹ اور بیلیر پر مقیم تھیں بڑی جلدی جلدی گولہ باری کر رہی تھیں اور دشمن کو نقصان بھی پہنچاتی تھیں۔

فرانس کی ایک باٹری نے بہت جلدی جلدی گولہ باری کی اور اس کو کچھ نقصان نہیں ہوا یہ تمام لڑائی توپخانوں ہی سے ہوئی۔ سوائے ایک چھوٹے سے معرکے کے کہ جو پیدل فوج سے قصبۂ فونٹین اور ڈیجان اور ہائی ویلی پر ہوا کیونکہ ان قصبات پر پرشیا کی فوج حملہ کرنے ہی کو تھی۔ سہ پہر کو چار بجے دونوں جانب سے گولہ باری موقوف ہو گئی اور اگر جانبین میں سے کسیکو کچھ بھی فائدہ ہوا ہو گا تو وہ فوج مقیمہ دیجان کو ہوا۔ پرشیا کی فوج کی تعداد دس ہزار یا پندرہ ہزار تھی اور فرانسیسی فوج جو ڈیجان میں گریبالڈی کے ماتحت تھی اس کا تخمینہ بیس ہزار سے چالیس ہزار تک کیا گیا ہے اور فرانسیسی فوج میں ۷۰ توپیں بڑی تھیں اور چالیس ۴۰ چھوٹی تھیں اور اسی قدر کوہی

توپیں تھیں۔

۲۱۔ جنوری کی آدھی رات کے قریب پرشیا کی فوج نے قصبات ہائی ویلی، ڈیلیس اور فون ٹین لیسن ڈیچون پر فرانسیسی فوج پر حملہ کردیا اور چونکہ ان کے مقابلہ کے لئے یہاں فرانسیسی فوج کم تھی اس لئے فوج پرشیا نے ان قصبات پر قبضہ کرلیا۔ شہر ایٹ میجر میں بڑی کھلبلی پڑی ہوئی تھی فرانسیسی فوج بڑی عسرت کے ساتھ شہر میں کبھی ادھر آتی کبھی ادھر جاتی اور تمام آدمیوں کو یہ یقین ہوگیا کہ شہر پر رات کو حملہ ہوگا۔ فوج کو یہ حکم دیا گیا کہ شہر کے جو بڑے بڑے دروازے ہیں ان کے قریب مقیم رہے تاکہ اگر فوج پرشیا حملہ کرے تو اسکی مدافعت کیجا دے۔ شہر کے حاکم اعلیٰ کے مکان کے سامنے گریبالڈی تمام رات اپنی گاڑی میں بیٹھا رہا۔ جنرل بورڈون جو ایک بڑا ہشیار جنرل تھا تمام رات شہر میں معہ فوج پھرتا رہا۔ جنرل پلیسیئر اپنی جگہ رات بھر جاگتا رہا یہاں تک تیاری کرلی تھی کہ گاڑیوں میں روانگی کے لئے اسباب تک رکھدیا تھا۔ مگر دشمن نے رات کو اس شہر پر کوئی حملہ نہیں کیا اور علے الصباح فرانسیسی فوج شہر سے باہر نکلنا شروع ہوئی۔ ۲۲۔ کی صبح کو بہ نسبت روز گذشتہ کے بڑی تیز گولہ باری شروع کردی گئی اور فرانسیسی فوج کی جنبیں کی رجمٹیں ان مقاموں کی جانب بڑھی جاتی تھیں جو انسے دشمن نے چھین لئے تھے۔ فوج پرشیا کی زیادہ تر گولہ باری کی وجہ سے معلوم ہوتا تھا کہ رات کو پرشیا کی فوج میں اور کمک آگئی تھی۔ فرانسیسی فوج کے حملہ کا رخ فون ٹین لیسن ڈیچون کی جانب تھا اور قصبہ ٹالنٹ میں سے برابر گولے اور گولیاں آرہی تھیں۔ دوپہر کے قریب لڑائی بہت تیز ہوگئی اور فرانسیسی فوج کامیابی سے آگے بڑھی جارہی تھی۔ اسوقت فرانسیسی فوج موبائل کو حکم دیا گیا کہ اس پرشیا کی فوج پر جو فون ٹین میں مقیم ہے سنگین سے حملہ کردے اسوقت فرانسیسی فوج زوائز (قواعدوان) کے تین سپاہی ڈیچون میں موجود تھے جو اپنی رجمٹ کو جاتے تھے انہوں نے بطور والنٹیر کے اپنے تئیں اس فوج موبائل کے آگے آگے رکھا اور اس فوج کے آگے آگے چلے۔ ان کی اس ہمت اور جرأت سے تمام فوج موبائل میں بہادری اور جرأت وہمت زیادہ ہوگئی۔ اس فوج نے اب ان کے پیچھے پیچھے جاکر اور جو نظیر انہوں نے قایم کی تھی اسپر عمل کرکے بڑی بہادری سے آگے بڑھکر دشمن پر دلیرانہ حملہ کیا۔ ان کے سامنے سے پرشیا کی فوج پسپا ہوگئی اور تھوڑی دیر لڑائی کرکے موضع ڈیکس میں جو پہاڑی پر واقع تھا جاکر پناہ لی۔ اسجگہ فوج موبائل نے زیر ہدایت ان تین قواعدوان سپاہیوں کے۔ دشمن پر سنگینوں سے بڑا سخت حملہ کردیا اور اس حملہ میں فوج موبائل پھر کامیاب ہوئی۔ یہاں پر فوج پرشیا نے اس حملہ کی مدافعت بہت جم کے کی اور یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہاں وہ اپنے مقتولین اور مجروحین کی نعشیں اور

جسموں کے انباروں میں پیروں سے گھٹنوں تک نظر آتے تھے۔ یہاں پر اس فرانسیسی فوج کو پھر کامیابی ہوئی اور یہ پھر جگہ ان تینوں والنٹیر سپاہیوں کے پیچھے چلی جارہی تھی اور یہ سپاہی اپنا سر ہتھیلی پر دھرے ہوئے آگے آگے جارہے تھے اب اس فوج نے قصبہ ہاٹولی کی جانب رخ کیا اور اس آخری جگہ سے بھی پرشیا کی فوج کو سنگینوں سے حملہ کرکے بھگا دیا اور ان تین والنٹیر سپاہیوں کی بہادری کی وجہ سے فرانسیسی فوج نے اپنی سب جگہیں پرشیا سے لے لیں اور پرشیا کی فوج کو بڑی فاحش شکست دی اور پرشیا کی فوج اس قدر ماری گئی کہ یہ نقصان ہمیشہ یاد رہے گا۔ یہ لڑائی شام تک ہوتی رہی اور سب جگہ پرشیا کی فوج کو شکست ہوئی اور تھوڑے سے قیدی بھی فرانسیسی فوج نے گرفتار کئے۔ گریبالڈی کی فوج نے پرشیا کی فوج کی وہ گاڑیاں جنہیں مجروحین کو میدان جنگ سے اُٹھا کے لے جاتے ہیں گرفتار کرلیں جن کی تعداد تین سو تھی اور چھ یا سات گاڑیوں میں ڈاکٹری اور جراحی کی کل ادویات و اوزار موجود تھے۔ فرانسیسی فوج بھی بہت ماری گئی اور اسکے غیر معمولی طور سے اُنکے افسر بہت ضایع ہوئے۔

۲۳۔ جنوری کو علی الصباح فرانسیسی فوج میں بہت گھبراہٹ پڑی ہوئی تھی چونکہ وہاں یہ مشہور ہورہا تھا کہ رات کو فوج پرشیا کی کمک پر اور فوج آگئی ہے۔ رات کو فوج پرشیا ایک بڑا چکر کاٹ کر پھر اُسی جگہ مقیم ہوئی۔ جس جگہ سے کہ اس نے ۲۲۔ کو فرانسیسی فوج پر حملہ کیا۔ تین بجے تک لڑائی صرف توپخانہ سے ہوتی رہی۔ پرشیا کی فوج کی گولہ باری ٹھیک نشانہ پر ہوتی تھی اور بہت جلد جلد بھی نہ ہوتی تھی۔ فرانسیسی توپخانہ سے جو قصبۂ سینٹ مارٹن میں مقیم تھا ہر ایک گولے کا جواب بڑی جلدی جلدی دیا جارہا تھا اور باوجودیکہ دشمن کے کئی گولے فرانسیسی گولندازوں کے درمیان میں جاکر گرے تاہم فرانسیسیوں کی ہمت کم نہیں ہوئی۔ فرانسیسی توپخانہ کی بیٹری نے جو قصبۂ فون ٹین لیس ڈیجون پر مقیم تھی پرشیا کے توپخانہ کی بیٹری پر جو قصبۂ پوئیلی میں تھی خوب گولہ باری کی اور قصبۂ بینڈر پر بھی ایک توپ پڑی ہوئی تھی وہاں سے بھی کبھی کبھی ایک آدھ گولہ آپڑتا تھا۔ ساڑھے تین بجے پرشیا کی اپنی توپیں سڑک کی دونوں جانب تھوڑی تھوڑی دور کے فاصلے سے لگا دیں اور چھ توپیں ذرا پیچھے لیجا کر ایک بلند مقام پر لگا دی گئیں۔ اور اسوقت پرشیا کی فوج نے بڑے غصہ سے ایک غیر معمولی جلدی کے ساتھ تمام فرانسیسی مقامات پر گولہ باری شروع کردی۔ اس وقت تمام مختلف دمدموں اور مورچوں پر ایسا کہر چھا رہا تھا کہ وہ نظر نہ آتے تھے ہاں جب توپ چلنے کا شعلہ اُٹھتا تب دیکھ جاتے تھے۔ گولوں کی ہوا میں ایسی آواز سنائی دیتی تھی کہ جیسے طوفان میں کوئی جہاز آجاتا ہے اور ہوا اُس کے بادبانوں اور رسیوں میں سے سناٹے

سے نکلا کرتی ہے۔ پرشیا کی تمام پیدل فوج نے متواتر باڑھیں بندوقوں کی لگائیں اور اس سے فرانسیسی فوج کا بہت نقصان ہوا۔ چار بجے کے قریب تمام فرانسیسی فوج کو حکم دیا گیا کہ وہ دشمن پر سنگینوں سے حملہ کرے۔ آج کی لڑائی میں یہ بڑا جوشدار موثر نظارہ تھا جب کہ کل فرانسیسی فوج نے جو سوا میل تک پھیلی ہوئی تھی نعرہ ہائے خوشی مار کر حملہ کرنے کے لئے آگے کوچ کیا۔ گریبالڈی کی فوج اور فرانسیسی فوج موبائل شانہ بشانہ ملی ہوئی بڑھی چلی جاتی تھی اور پرشیا کی فوج کا توپخانہ اُن کے مقابلہ پر تھا۔ پرشیا کی پیدل فوج جو فرانسیسی فوج کے مقابل ایک لائن میں کھڑی تھی فرانسیسی فوج کے برابر بڑھنے سے بڑی گھبراہٹ سے پسپا ہو گئی اور توپخانہ کی باڑی بھی پسپا ہوکے پیچھے ہٹ گئی۔ اس عرصہ میں فرانسیسی توپخانہ کی باڑیوں نے فوراً آگے بڑھکے اس مورچہ پر قبضہ کر لیا جہاں سے فوج پرشیا کے توپخانہ کی باڑی ابھی پیچھے ہٹ گئی تھی۔ اس وقت سے فوج پرشیا نے جو کچھ کیا وہ یہ تھا کہ تھوڑی سی فوج لڑتی رہی اور اس کی آڑ میں کل فوج پرشیا بڑی عمدہ اور باقاعدہ طور سے پسپا ہو گئی۔ گولہ باری بتدریج کم ہوتے ہوتے شام کے پانچ بجے بالکل موقوف ہوئی جبکہ پرشیا کی فوج کے تمام مورچوں اور دمدموں پر فرانسیسی فوج قابض ہو گئی۔ شہر ڈیجون پر فرانسیسوں نے بے شک یہ بڑی فتح پائی۔ گریبالڈی کی فوج نے پرشیا کی ایک رجمنٹ سے اس کا جھنڈا چھین لیا جس پر ریشم سے کام بنا ہوا تھا اور کچھ سپاہی فوج پرشیا کے گرفتار کئے۔ اس تین دن کی لڑائی میں مقتولین اور مجروحین میں فرنچ فوج کے ایک ہزار پانسو سپاہی ضائع ہوئے اور فوج پرشیا کا نقصان اس سے بھی بہت زیادہ ہوا۔ ملک پولنڈ کے جنرل بوسک کے ایک مہلک زخم آیا۔ اس سے فرانسیسی فوج کو بہت افسوس ہوا۔

۲۲۔ جنوری کو شہر کیمبرائی پر گولہ باری شروع کی گئی۔ پرشیا کی فوج نے اپنا توپخانہ اس شہر کے جنوب مغرب کی طرف بجانب شہر مارکوآئگ اور مسروئر قایم کیا لیکن فرانس کا بحری توپخانہ اس شہر کی حفاظت پر تھا اور اس لئے پرشیا کے توپخانہ کو بڑا صدمہ پہنچایا۔ جنرل دن گوئنٹن نے یہ دیکھکر کہ شہر جلدی سے فتح نہیں ہو سکیگا اور اس کو یہ بھی خوف ہوا کہ کہیں فرانسیسی فوج پیچھے سے آکر حملہ نہ کردے اس لئے ۲۳۔ تاریخ کو اس نے محاصرہ اٹھا لیا۔

۲۲۔ جنوری کو باشندگان شہر جیبورس نے ایک بہت بڑی فوج پرشیا کے حملہ کی مدافعت بڑی بہادری سے کی۔ جن شخصوں کے پاس ہتھیار نہ تھے انہوں نے درانتی اور کھرپے سے لڑائی کی۔ انہوں نے گھوڑے اور گاڑیاں گرفتار کر لئے اور جرمنی فوج کے بارہ سپاہی مار ڈالے۔

۲۳ جنوری کو پرشیا کی فوج نے شہر لافلیچی کو خالی کردیا لیکن ۲۴ جنوری کو جبکہ ایک فرانسیسی فوج لافلیچی کیجانب بھیجی گئی تو وہاں اس نے کچھ جرمنی فوج کو کمین میں چھپا ہوا پایا فرانسیسی رسالہ سواران مع پیدل فوج کے وہاں پہنچ گیا اور اُس نے پچھتر جرمنی کے سپاہیوں کو منتشر کردیا اور بہت سے سپاہی مار ڈالے۔ اور پرشیا کی فوج کو شہر سے بھگاکر فرانسیسی فوج شہر پر قابض ہوگئی بعدازاں ایک مضبوط دستہ پرشیا کی فوج کا آگیا اور پھر فرانسیسی فوج شہر بزوجس کیجانب پسپا ہوگئی۔ شہر لافلیچی کے بازار میں پرشیا کی بہت فوج ماری گئی۔ فرانس کی فوج موبائل مشتمل قواعدداں فوج کے لڑی۔

پیرس کے قلعجات پر ۲۳ جنوری کو گولہ باری شروع کی گئی اور شہر ڈینس کے قلعجات پر ۲۲ کی شام سے گولہ باری شروع کردی گئی تھی جو ۲۳ کی سہ پہر کے چار بجے تک آہستہ آہستہ ہوتی رہی۔ فرانس نے ۲۲ تاریخ کی رات اور ۲۳ کی صبح تک شہر سینٹ ڈینس کے قلعوں کو جو کچھ نقصان پہنچا تھا اُس کی مرمت کرلی۔ اور اس عرصہ میں ان قلعوں میں وہ بڑی بھاری بھاری توپیں لے آئے جیسی اوّل اس قلعہ میں نہ تھی اور اپنے میدانی توپخانہ اور پیدل فوج کو ذرا آگے بڑھایا اور اسی طرح جنگی کشتیوں کو تاکہ قصبات ایپنی اور آرمین کے لوگوں پر حملہ کا خوف ڈالدیں اور سہ پہر کو چار بجے جبکہ کہر موقوف ہوا فرانسیسی فوج نے بڑھ کر حملہ کردیا۔ چھ بجے تک جانبین میں نہایت سخت لڑائی توپوں کی رہی۔ جرمنی توپخانہ کے دو افسر اور ایک کپتان ۲۲ جنوری کو مارے گئے۔ ۲۲ جنوری کو وارسلیز سے جرمنی توپخانہ کو یہ حکم موصول ہوا کہ اگر فرانسیسی آگ برسانا موقوف کردیں تو جرمنی توپخانہ بھی رات کے بارہ بجے کے بعد سے گولہ باری موقوف کرے اور جب تک کہ دیگر احکام اندرینبارہ نہ پہونچ جاویں گولہ باری پھر شروع نہ کرے۔ ہاں اُس وقت ایسا کرنے کا اختیار ہے جب کہ اوّل فرانسیسی فوج خود ہی گولہ باری شروع کردے۔

۲۴ جنوری کو شہر لانگوئی نے جسپر نو دن سے گولہ باری ہورہی تھی اپنے تئیں فوج پرشیا کے سپرد کردیا چار ہزار قیدی اور دو سو توپیں جرمنی فوج کے ہاتھ لگیں۔

۲۴ جنوری کو فرینکس ٹیرر کے ایک دستہ نے پرشیا کی فوج کو قصبہ لاموٹ سے بھگادیا اور کئی سپاہی مارڈالے۔

۲۴ جنوری کو پرشیا کی ایک فوج جسکی تعداد دو سو تھی شہر جین کو گئی اور وہاں فرینکس ٹیرر کے ایک دستہ فوج سے اسکی لڑائی ہوئی۔ مگر اس لڑائی کا کوئی نتیجہ نہ نکلا لیکن پرشیا کی فوج نے یہ کہلا بھیجا کہ اگر فرینکس ٹیرر ہمپر چھپکے آگ برسائینگے تو ہم شہر کو جلادینگے۔

جنگ بلفورٹ کے بعد اس بقیہ فرانسیسی فوج کا جو پسپا ہوگئی تھی جو زیر کمان جنرل بوبکی تھی جنرل مانٹیفل نے ایک بڑی تعداد فوج پرشیا کے ساتھ تعاقب کیا اور اس فوج کے پرشیا کی فوج کے ساتھ ۳۰ اور ۳۱ جنوری اور یکم فروری کو کئی معرکے ہوئے جن میں سے بعض معرکے سخت بھی ہوئے اور خاصکر وہ معرکہ بہت سخت تھا جو قصبہ لاکلوز کے پاس ہوا اور یہ قصبہ فرانس کے شہر پونٹ ارلیئر اور سوئٹزرلینڈ کی سرحد کے بیچ میں واقع ہے۔ اور یہاں پرشیا کی فوج نے حملہ کر کے فرانس کی تمام فوج کو سرحد کے پہاڑوں میں بھگا دیا اور آخر کار فرانسیسی فوج کو شکست ہوئی۔ پرشیا کی فوج نے دو جھنڈے اڑتیس توپیں اور ۱۹ مٹرلیوزیں۔ دو جنرل اور پندرہ ہزار سپاہی گرفتار کئے۔ اور علاوہ اس کے کئی سو غلے اور رسد کی گاڑیاں اور بے شمار سامان جنگ فوج پرشیا کے ہاتھ لگا۔ جرمنی فوج مقتولوں میں اور مجروحین میں قریب چھ سو کے ضایع ہوئی۔ جنرل مانٹیفل نے فرانس کی فوج کو حدود سوئٹزرلینڈ کے پہاڑوں پر اس قدر دبایا اور گھیر لیا اور فرانس کی فوج کو دو باتوں پر مجبور کیا کہ یا تو وہ اپنے تئیں سپرد کر دے اور یا علاقہ سوئٹزرلینڈ میں چلی جاوے۔ فرانسیسی جنرلوں نے اس مخمصہ سے نکلنے کے لئے وار کونسل یعنی کانفرنس جمع کی اور خواہش ان کی یہ تھی کہ فرانسیسی علاقہ میں اس فوج کو آنے دیا جاوے۔ مگر شاہ پرشیا نے یہ بات نہ مانی۔ اس پر یہ فرانسیسی فوج جس کی تعداد ۸۰۰۰۰ ہزار تھی۔ سوئٹزرلینڈ کے علاقہ میں داخل ہوگئی اور اپنے تئیں دشمن کو سپرد کر دینے سے بچا لیا۔

جنرل گریبالڈی کو جنوری کے اختتام پر اس بات کا خوف ہوا کہ کہیں پرشیا کی فوج اس کو یہاں گھیر نہ لے اس لئے وہ نہایت جلدی سے پسپا ہوگیا۔ ایک چھوٹی سی لڑائی کے بعد یکم فروری کو فوج پرشیا نے ڈیجون پر قبضہ کر لیا۔

فصل ہفدہم

پیرس کی سپردگی۔ صلح کے لئے مہلت جنگ

فرانسیسیوں نے جس قدر ان تھک اور باستقلال کوششیں اس بارہ میں کیں کہ فوج جرمنی کو ملک فرانس سے باہر نکال کر ان کے ملک میں ان کو واپس بھگا دیا جاوے یہ سب کوششیں بے کار گئیں۔ اور فرانس کی فوجی شہرت اور اس کا جنگی دبدبہ و اقتدار کچھ عرصہ کے لئے کم ہوگیا۔ تواریخ اس بات کی شاہد ہیں کہ فرانسیسی قوم زمانہ سابق میں بھی بڑے بڑے تغیر اور انقلابات برداشت کر چکی ہے لیکن اس زمانہ سے کہ جب

ایڈورڈ بلیک پرنس نے فرانس کی بے شمار فوج کو شکست فاش دی تھی تب سے فرانسیسی قوم نے ایسا سخت تغیر اور انقلاب برداشت نہیں کیا تھا جیسا کہ انیسویں صدی کے آخری نصف حصہ میں یعنے سنہ ۱۸۷۱ء کے شروع میں اُس نے برداشت کیا میدان کارزار میں فرانس کے ہر ایک لشکر کو شکست ہو گئی ہے اور ایسے حالات میں دار الخلافہ کے فتح ہو جانے میں ایک ایسی بات وابستہ ہے کہ جسکو معمولی شکست نہیں سمجھا جا سکتا۔ اور اس خیال کو وسیع کرنے سے صاف اور صریح طور سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا یہ بات یا حکمت عملی عقل کے موافق ہے یا نہیں کہ فرانس کی عزت قایم رکھنے کے لئے یا اُس کے فائدے کیلئے آیا یہ جنگ قایم اور جاری رکھی جاوے۔ ایسے حالات میں ایم گیمبیٹا کی مزاج کا آدمی چاہے کچھ ہی خیال کرے یا عمل کرے۔ لیکن ایم جولیئس فاور۔ جنرل ٹروچا اور دیگر اعتدال پسند ممبران عارضی گورنمنٹ فرانس کے رویہ سے یہ بات ناممکن معلوم ہوتی تھی کہ وہ ایک ایسی تجویز کو منظور کرینگے جو ملک فرانس کو اب زیادہ عرصہ تک ایک غیر مفید جنگ میں اور زیادہ مبتلا رکھے جسمیں فتحمندی کی بالکل اُمید نہ ہو۔ اسلئے پیرس کا فتح ہو جانا یا مطیع ہو جانے کا زمانہ جنگ ہذا میں ایک ایسا زمانہ ہوا ہے جسمیں اس بات پر خوب بحث ہوئی تھی کہ آیا جنگ کو جاری رکھا جاوے یا صلح کر لیجاوے۔ اس سوال کا فیصلہ اب کُل ملک فرانس ہی کر سکتا تھا کیونکہ فرانس کی گورنمنٹ آف ڈفینس نے تو یہ قرار داد کر لیا تھا کہ جب تک حملہ آور زمین فرانس پر موجود ہے ہم صلح نہیں کرتے اور اس لئے اب بجائے نیشنل ڈیفنس کی گورنمنٹ کی نیشنل اسمبلی (قومی مجلس حکومت) کا منتخب کیا جانا ضروری ہوا اور نہ صلح ہونا ناممکن تھی چونکہ پہلی حالت میں نہ تو حملہ آوروں کا فرانس سے نکلنا متصور ہو سکتا تھا اور اس لئے صلح کا ہونا قیاس نہیں کیا جا سکتا تھا اسلئے نیشنل اسمبلی کے انتخاب کی ضرورت ہوئی اور ملک فرانس سے اسی سوال کا جواب پوچھا گیا کہ کیا اب جنگ کو ختم کر دیا جاوے۔ لیکن اب ظاہر سوال یہ بھی آ پڑا تھا کہ اب فرانس میں کونسی قسم کی گورنمنٹ قایم کیجاوے۔ لیکن یہ بات تو صاف ظاہر ہو گئی تھی کہ فرانس میں اب چاہے کسی قسم کی گورنمنٹ منتخب ہو وہ اب ہر کارروائی قوم کی مرضی کے موافق کرے گی۔ اور چونکہ قوم فرنچ کو اب یہ ایسا موقع مل گیا تھا کہ سب ملک فرانس کے خیالات ظاہر ہو گئے اسلئے جس قسم کی گورنمنٹ قایم ہوتی وہ ان خیالات ملک کی نقیض کا روائی

نوٹ نمبر ۱۔ ایڈورڈ بلیک پرنس پسر شاہ انگلینڈ یعنے ایڈورڈ سوم کا بیٹا اور ولیعہد تھا۔ باپ کے حین حیات میں یہ فوت ہو گیا۔ بڑا بہادر اور جستری تھا۔ کریسی کی لڑائی میں سنہ ۱۳۴۶ء میں فرانس کی بے شمار فوج کو بڑی بہادری سے شکست دی۔ المترجم۔

ہرگز نہ کرتے - کیونکہ اب کسی قسم کی گورنمنٹ بغیر کُل ملک فرانس کے منظوری سے لئے - ایک بڑا قطعہ ملک دے کر صلح نہیں کر سکتے تھے اسی طرح سے اب چاہے کسی قسم کی گورنمنٹ ہوتی بغیر اُس کی مرضی کے جنگ بھی جاری نہیں رکھ سکتی تھی - اس طرح سے باشندگان فرانس کو اب یہ موقع اس بات کے فیصلہ کرنے کا ملا تھا - کہ اب وہ کس قسم کی گورنمنٹ کو ملک میں جاری کرنا پسند کرتے ہیں لیکن اس سے بھی زیادہ اس مفید سوال کا اُن کو فیصلہ کرنا باقی تھا کہ آیا صلح کر لی جاوے یا جنگ کو جاری رہنے دیا جاوے -

قلعجات پیرس کی سپردگی کی بابت خاص خاص شرطیں حسب ذیل تھیں :-

صلح برائے مہلتِ جنگ پیرس میں فوراً عمل پذیر ہوگی - اور دیگر اضلاع میں تین دن کے بعد سے - اور ۱۹ فروری کی دوپہر کو یہ عارضی صلح ختم ہو جاوے گی -

حدبندی عارضی کا یہ فیصلہ ہوا کہ اضلاع سارتھی - انڈری - اوائر - لوئی - چیر - لور یٹ لی اور ان کے علاوہ جتنے اضلاع شمال مغرب میں ہیں سوائے اضلاع پس ڈی کالاشں اور نورڈ کے یہ سب جرمنی قبضہ میں رہینگے -

اس عارضی صلح کا فیصلہ در بارہ اضلاع کوٹ ڈی اور ڈوبس جورا - اور بلفورٹ محفوظ رکھا گیا تاوقتیکہ جب تک کہ فرانس کے اس حصے میں فوجی کارروائی جاری رہے گی اور جس کارروائی میں بلفورٹ کا محاصرہ بھی شامل ہے - فوج بحری بھی اس مہلتِ جنگ سے مستفید ہوگی - قیدیان رہا کئے جاوینگے اور مال غنیمت واپس دیا جاویگا -

تمام قلعجات پر جرمنی قبضہ کرا دیا جاوے گا اور تمام سامان جنگ جرمنی فوج کو دے دیا جاوے گا ان امور کے عملدرآمد کے لئے فوراً کارروائی شروع کیجاوے گی -

ریلوے جات آلینز نیورس اور رلینز اور الکاون - یہ سب ریلوے فرانسیسیوں کے استعمال کے لئے کشادہ رہیں گے تاکہ پیرس میں غلہ اور سامان وغیرہ کا ذخیرہ کر لیا جاوے اور دریائے سین اور مارنی اور جنوب اور مغرب کی سڑکیں بھی اسی غرض کے لئے فرانسیسیوں کے لئے کشادہ رہینگی -

نیشنل اسمبلی (قومی مجلس حکومت) کے انتخاب کے لئے لوگوں کو منتخب کرنے کی کارروائی شروع

کی جاوے گی کیونکہ نیشنل اسمبلی صلح کرنے یا جنگ جاری رکھنے کا فیصلہ کرے گی۔ شہر بورڈو مقرر کیا جاتا ہے وہاں نیشنل اسمبلی کا جلسہ منعقد ہوگا۔

پیرس کے تمام قلعجات جرمنی فوج کو فوراً سپرد کر دیئے جاویں گے۔ اور پیرس کے خاص قلعہ میں سے فوج اور ہتھیار سب نکالکر اسکو خالی کر دیا جاوے گا۔

تمام فوج بری اور بحری اور موبائل گارڈس موجودہ پیرس اسیران جنگ ہیں سوائے بارہ ہزار ۱۲۰۰۰ فوج کے جو عام انتظام کے لیئے قایم رکھی جاوے گی۔ یہ اسیران جنگ اس عارضی صلح کے دوران میں پیرس کی فصیل کے اندر ہی اندر رہینگے اور ان کے ہتھیار لے لئے جاویں گے۔ فوج نیشنل گارڈس اور فوج پولیس اپنے ہتھیار برائے انتظام اور حفاظت عامّہ اپنے پاس رکھے گی اور فرینکس ٹیئرر کی تمام فوجیں توڑ دی جاویں گی۔ جرمنی فوج کے جہاں تک اختیار میں ہوگا۔ فرانسیسی محکمہ کمسریٹ کو اس بارہ میں سہولت اور آسانی سے مدد دے گی کہ پیرس میں غلّہ وغیرہ پھر جمع کر دیا جاوے گا اور اگر کوئی شخص پیرس سے جانا چاہے گا تو فرانسیسی حکّام کی اجازت کے ساتھ یہ بھی ضروری ہوگا کہ جرمنی افسران کی بھی اجازت حاصل کی جاوے۔ جرمنی فوج کے خرچ کے لئے شہر پیرس سے پندرہ دن کے اندر اندر بیس کروڑ فرانک چندہ کرکے جرمنی افسران کو دیئے جاویں (فرانک۔ ملک فرانس کا ایک سکّہ چاندی کا ہوتا ہے۔ ہندوستان کے سکّے سے اگر اس کی قیمت کا موازنہ کیا جاوے جو ہمیشہ بوجہ نرخ تبادلہ گھٹتا بڑھتا رہتا ہے تو آجکل ایک فرانک ہندوستان کے بارہ آنے کے برابر ہوتا ہے۔ از مترجم)

اس عارضی صلح کے دوران میں فرانس کی سرکاری جائداد کا انتقال نہ ہو سکے گا۔ جرمنی اسیران جنگ بعوض بے شمار فرانسیسی اسیران جنگ کے رہا ہونگے یعنے جانبین اسیران جنگ کو رہا کر دینگے اور اسی طرح سے ہر دو جانب کے جہازوں کے کپتان اور دیگر عام آدمی جو اسیر جنگ ہیں یہ سب چھوڑ دیئے جاوینگے۔

پیرس کی سپردگی کے شرائط پر ۲۸۔ جنوری کی سہ پہر کو فریقین کے دستخط ہو گئے اور جرمنی کی فوج نے ۲۹۔ جنوری کی صبح کو قلعجات پر قبضہ کرنا شروع کر دیا۔ قلعہ مونٹ ویلیرین پر جرمنی کی فوج نے ۲۹۔ جنوری کی شام ہی کو قبضہ کر لیا۔ ان قلعجات میں جرمنی فوج اپنی بھاری بھاری توپیں

توڑائے گئے چونکہ پیرس کا خاص قلعہ بڑا مستحکم تھا اور اس میں بڑی بڑی توپیں اور فوج عظیم تھی اور پیرس کی جدت پسند اور متلون المزاج آبادی پر ان فاتحان کو کسی قسم کا بھروسہ نہیں ہو سکتا تھا تاوقتیکہ تمام شہر پیرس کے ہتھیار لے لئے جاویں۔ جرمنی کی ایک بڑی مضبوط فوج پیدل اور توپخانہ پیرس کے اندر گیا تاکہ بروقت ضرورت اُن جرمنی جماعتوں کی مدد کرے جو باشندگان اور افواج پیرس سے ہتھیار لینے پر مقرر ہوئی تھیں۔ اُس فرانسیسی میدانی توپخانہ پر جو خاص قلعہ پیرس اور دیگر قلعجات کے درمیان میدان میں مقیم تھا ۲۹۔ جنوری کی صبح کو جرمنی فوج نے قبضہ کر لیا۔ اُسی صبح کو قلعجات آیوری اور بسٹری پر سیلیشین فوج قابض ہو گئی قلعجات رومن ویلی۔ نوزی۔ روزنی اور نوجینٹ پر ۱۲ ایسیکسی کور نے قبضہ کر لیا۔ اور قلعہ چارنٹن میں فوج اوّل بویریا کور مقیم ہو گئی اور ۲۔ بویریا کور قلعجات مونٹروگ اور وانوس میں مقیم ہو گئی۔

پیرس میں جسقدر فوج اسیر جنگ ہوئی اُس کی تعداد ایک لاکھ اسی ہزار[۱۸۰۰۰۰] تھی اور قلعہ کی پندرہ سو[۱۵۰۰] توپیں جرمنی فوج نے گرفتار کیں اور چار سو میدانی توپیں اور مٹرلیوز اُن کے ہاتھ آئیں۔ دریائے سین میں جسقدر جنگی کشتیاں اور انجن وغیرہ تھے اُن سب کو فاتحان فرانس یعنے جرمنی فوج نے اپنے استعمال کے لئے مقرر کر لئے۔

۲۹۔ جنوری کی سہ پہر کو تین بجے کے قریب ۴۷۔ جرمنی رجمنٹ نے قلعہ مونٹ ویلیرین پر قبضہ کر لیا۔ اور فرانسیسی فوج نے دوپہر سے پہلے پہلے اس قلعہ کو خالی کر دیا تھا۔

ماہ فروری میں ملک فرانس کے ہر قصبہ اور شہر میں نیشنل اسمبلی کے انتخاب کے لئے جلسے ہونے شروع ہو گئے کیونکہ جنگ کے جاری رکھنے یا صلح کر لینے کا فیصلہ نیشنل اسمبلی پر منحصر کر دیا گیا تھا۔ اس بارہ میں سرکاری طور سے بھی جلسے ہونے لگے اور اُنمیں مختلف لوگوں نے اپنے اپنے خیالات کے موافق نرم و گرم زبان کا استعمال کیا۔

۱۳۔ فروری کو فرانس کی گورنمنٹ آف ڈیفنس نے اپنے خیالات سے استعفا دیا تاکہ ملکی اختیارات اب نیشنل اسمبلی کی تفویض میں چلے جاویں۔ جسکے انتخاب کے لئے اب ہر قصبہ اور شہر کیجانب سے قایم مقام جمع ہو گئے تھے۔ ایم جولیس فاورا اور دیگر وزیران تاتقرری نیشنل اسمبلی اپنے صیغہ جات کے کام کی نگرانی کے لئے بدستور مامور رہے۔

۱۴- فروری کو پیرس نے اپنا خرچۂ جنگ ادا کر دیا۔ دس کروڑ فرانک تو فرانسیسی بنک کے نوٹوں میں ادا کئے گئے اور ۵ کروڑ بذریعہ تبادلہ یا ہنڈوی کے برلن میں ادا کئے گئے اور ۵ کروڑ بذریعہ ہنڈی تبادلہ لندن میں ادا کر دئے گئے۔

۱۵- فروری کو ایم جولیس فاور نے کوٹ بسمارک سے دربارہ توسیع میعاد اس صلح عارضی کی ملاقات کی۔ چونکہ عوام فرانس جنوب میں جنگی تیاریاں مثل جنگ کرنے کے کر رہے تھے اور ۱۸۷۱ء کے لئے رنگروٹوں کو بھرتی کر رہے تھے۔ اس لئے تا دریافت ہونے حالات جنوب کے فریق لوگوں کے۔ یہ عارضی صلح پانچ دن کے لئے اور بڑھا دی گئی یعنے ۲۴ فروری تک کر دی گئی

۱۷- فروری کو نیشنل اسمبلی منتخب شدہ کا اجلاس ہوا اور نیشنل اسمبلی نے اپنی جانب سے ایم تھیرز کو حکومت عاملانہ ملک فرانس کا افسر مقرر کیا۔

۱۹- کو نیشنل اسمبلی کے اجلاس میں ایم تھیرز موجود تھا اور اس نے یہ اسپیچ دی کہ "آپ نے جو کام میرے ذمے مقرر کیا ہے گو وہ ایک بڑا سخت کام ہے مگر آپ کے حکم کے موافق نہایت اطاعت اور محبت سے میں اس کو بسر و چشم قبول کرتا ہوں اور گو فرانس پر ایسی مصیبت پڑی ہے کہ ایسے زمانہ سابق میں اس پر کبھی بھی نہ پڑی تھی تاہم ملک فرانس بہت وسیع ہے اور دولتمند ہے اور اس ملک میں دولت کے سینکڑوں وسائل موجود ہیں۔ امید ہے کہ اب یہ اور ترقی کرکے آئندہ ہمیشہ کے لئے انسانی ہمت اور جرأت کا ایک یادگار ہو جاوے گا۔ میں نے جو وزارت منتخب کی ہے وہ عام لوگوں کی رائے کے موافق کی ہے اور ان پر ایسے لوگ مقرر کئے گئے ہیں جن کا اخلاق اور لیاقتیں بہت اعلےٰ درجہ کی ہیں اور وہ وزارت حسب ذیل ہے:-

ایم ڈفرین کو وزیر عدالت مقرر کیا ہے اور ایم جولیس فاور کو وزیر خارجیہ۔ ایم پکارڈ وزیر داخلہ ایم جولیس سیمون وزیر تعلیم۔ ایم لیمبرچیٹ وزیر تجارت۔ جنرل لفلو وزیر جنگ۔ امیر البحر پوتھوآن وزیر بحر۔ ایم ڈی لارسی وزیر تعمیرات۔ یہ وزرا مقرر کئے گئے ہیں میں نے کوئی خاص صیغہ اپنی خاص نگرانی میں نہیں رکھا ہے اس لئے تا کہ میں ملک کے ہر صیغہ میں پوری پوری مدد دے سکوں"

۲۶- فروری کو قلعہ بلفورٹ نے بھی اپنے تئیں جرمنی فوج کو سپرد کر دیا۔ اور اس قلعہ میں

جو بارہ ہزار فوج تھی اُس کو پورے فوجی اعزاز کے ساتھ یہاں سے چلے جانے کی اجازت دیدی۔ علاوہ ازیں پرشیا والوں نے اضلاع کوٹی ڈی اور اور جورا پر قبضہ کرلیا اور وہاں کی بھی تمام فوج کو اپنے ہتھیار اور قلعہ سے سرکاری کاغذات لیجانے کی اجازت دے دی۔ جرمنی فوج نے ضلع ڈولین پر بھی قبضہ کرلیا سوائے اُس علاقہ کے جو شہر لونس لی سولینئر کے جنوب میں ہے۔ چونکہ جرمنی ہیڈکوارٹر سے یہ ہدایتیں آگئی تھیں کہ صلح کے عہد و پیمان ہونے سے پہلے پہلے قلعہ بلفورٹ کو فتح کرلیا جاوے اس لئے اس حکم کی تعمیل بہت سختی سے حملہ کر کے کی گئی۔ قلعہ بلفورٹ ایک ایسی جگہ بنا ہوا ہے کہ وہاں سے پیرس کو جو راستہ جاتا ہے وہ تو گویا غیر محفوظ ہے۔ مگر اس قلعہ پر قبضہ ہو جانے سے شہر لائنس اور اسٹراسبرگ پر عمدہ طور سے قبضہ ہوسکتا ہے اور سرحد جرمنی پر جو تمام قلعجات بنے ہوئے ہیں وہ سب گویا اُس کی زد میں ہیں۔ غرضکہ یہ قلعہ ایسا ہے کہ اگر تھوڑی سی فوج اُس میں مقیم ہوجاوے تب بھی اُس کا فتح ہونا ناممکن ہے چنانچہ اس کی سپردگی سے دو دن پہلے فرانسیسوں نے قلعہ سے جرمنی فوج پر اس شدت گولہ باری کی کہ مجبوراً جرمنی فوج کے کمانڈر کو مہلتِ جنگ کے لئے درخواست کرنی پڑی تاکہ اپنے کشتگان کو دفن کرسکے یہ اوّل درجہ کا قلعہ ہے اور صرف فاقہ کشی کی وجہ سے اس نے اپنے تئیں سپرد کردیا۔

۱۲ فروری کو ایم تھیئرز وارسیلز کو گیا تاکہ کونٹ بسمارک سے صلح کی گفتگو کرے۔ چونکہ کونٹ بسمارک کو اندرینبارہ شاہ پرشیا سے مشورہ کرنا ضروری تھا اس لئے عارضی صلح کی میعاد میں دو دن کا اور اضافہ کردیا گیا یعنے عارضی صلح کی میعاد ۲۶ فروری تک کردی گئی۔

فصل سیزدہم

صلح کا ابتدائی عہدنامہ۔ پیرس میں حالت جوش۔ اختتام

ہر شخص اب اس بات کا یقین کرتا تھا کہ فرانس کو اپنے فاتحان کو تاوان جنگ کی ایک بڑی کثیر التعداد رقم دینی پڑے گی۔ اور اس بات سے بھی شاید چند ہی شخص منکر ہونگے کہ زمانہ شہنشاہی میں فرانس نے اوّل خود ہی جنگ کو اُٹھایا تھا اور جب کہ سلطنت کی جگہ ایک جمہوری

قایم ہوئی تو اُسنے اسبات پر اصرار کیا کہ فرانس کا کچھ بھی دشمن کو نہ دیا جاوے - اس لئے فاتحان نے جو بہت ہی زاید مطالبے کچھ ملک لینے اور تاوان کے لئے کئے تو یہ مطالبے فرانسیسی حکام کی مذبذبانہ رویہ کو دیکھتے ہوئے مناسب معلوم ہوتے ہیں - علاوہ ازیں کونٹ بسمارک اسبات سے خوب آگاہ تھا کہ فرانس اس شکست فاحش سے ہمیشہ جرمنی کیجانب سے اپنے دل میں خار رکھتا رہے گا اور اُس کے پرجوش باشندگان کے بعض جنگجو فرقوں کی ترغیب سے جب کبھی اُس کو موقع ملے گا وہ اپنی اس شکست کا دھبہ مٹائے بغیر باز نہ آوے گا اس لئے کونٹ بسمارک نے یہ ارادہ کیا کہ اس قدر سخت مطالبات کئے جاویں کہ جس کے صدمہ سے وہ برسوں نہ اُبھر سکے - اور چونکہ کل قوم فسخ صلح کی خواہشمند ہے اس لئے فرانس اس وقت سخت سے سخت مطالبہ بھی منظور کر لے گا -

صلح کا ابتدائی عہدنامہ

نیشنل اسمبلی کا ۲۸ فروری کو ۱½ بجے ایک جلسہ منعقد ہوا - تمام ممبران پر حالت سکوت طاری تھی - سانس کی آواز بھی نہیں آتی تھی کہ اتنے میں ایم تھیئرز کھڑا ہوا اور مفصلہ ذیل تقریر ادا کی:-

"ہم نے بڑی تکلیف سے وہ امر کہ منظور کر لیا ہے اور قبل اس کے اُس کے دفع کرنے کے ہم تمام تر وہ کوششیں کر چکے تھے جو امکان میں تھیں مگر وہ دفع نہ ہو سکا - اب ہم بڑے افسوس کیساتھ آپ کی منظوری کے لئے ایک مسودہ پیش کرتے ہیں اور التماس ہے کہ اس کو نہایت جلد منظور کر لیا جاوے اور وہ بل (مسودہ) حسب ذیل ہے:-"

نیشنل اسمبلی - ضرورت کی وجہ سے مجبور ہو کر صلح کا وہ ابتدائی عہدنامہ منظور کرتی ہے کہ جس پر شہر وارسلیز میں ۲۶ فروری کو دستخط ہو گئے ہیں -

اتنا پڑھ کر ایم تھیئرز کو اس قدر جوش رقت ہوا کہ اُس سے زیادہ مسودہ نہ پڑھا گیا اور اُسی جوش میں اجلاس کے کمرے سے باہر چلا گیا تا کہ جب جوش کم ہو تب آوے - اس پر ایم بارتھیلیمی سینٹ ہلیر نے تب ابتدائی عہدنامۂ صلح کی شرطیں پڑھنی شروع کیں -

اوّل - فرانس اپنے مفصلہ ذیل حقوق بحق سلطنت جرمنی چھوڑتا ہے:-

صوبۂ لورین کا پانچواں حصہ معہ شہر مٹز اور تھیون ویل کے اور نیز اضلاع آلساس اور بلفورٹ -

دوم - فرانس سلطنت جرمنی کو بطور خرچۂ جنگ کے پانچ ملیارڈ فرانک یعنے بیس کروڑ (۲۰۰۰۰۰۰۰۰) پونڈ (یعنی تین ارب بیس کروڑ روپے - از مترجم) ادا کرے گا جن میں سے ایک ملیارڈ تو سنہ ۱۸۷۱ع میں ادا کیا جاوے گا اور باقی چار ملیارڈ بذریعہ اقساط کے تین سال کے اندر ادا کر دئے جاویں گے -

سوم - جب کہ یہ عہدنامۂ صلح منظور ہو جاوے گا فوج جرمنی علاقۂ فرانس کو فوراً خالی کرنا شروع کر دے گی اور اسی وقت پیرس اور مغربی اضلاع سے بھی جرمنی فوج روانہ ہو گی - دیگر اضلاع کا خالی کرنا اس وقت بتدریج شروع ہو گا جب کہ اوّل ملیارڈ کی قسط ادا کر دی جاوے گی اور سب اضلاع فرانس اسی تناسب سے خالی کئے جاوینگے کہ جس طرح سے بقیہ چار اقساط ادا ہونگی - اس عہدنامہ کے منظور ہو جانے کی تاریخ سے جس قدر روپیہ اقساط کا باقی رہے گا اس پر بحساب پانچ فی صدی سالانہ کے سود لیا جاوے گا -

چہارم - جرمنی فوج جن اضلاع میں مقیم رہے گی وہاں سے وہ محصول وغیرہ کچھ وصول نہ کریگی لیکن فرانس کو اس فوج کا ماہوار خرچ ادا کرنا پڑے گا -

پنجم - جو اضلاع کہ سلطنت جرمن کو دئے گئے ہیں ان کے باشندوں کو اس امر کے پسند کرنے کیلئے مہلت دیجاوے گی کہ قوم فرانس یا قوم جرمن جس کی راہ و رسم و رواج و قومیت انہیں پسند ہو وہ اختیار کر لیں - اور چاہیں جہاں سکونت کر لیں -

ششم - اسیران جنگ فوراً چھوڑے جاوینگے -

ہفتم - اس عہدنامہ کے منظور ہو جانے کے بعد شہر برسلز میں آخری عہدنامۂ صلح کیلئے کارروائی شروع کیجاویگی -

ہشتم - جن اضلاع میں جرمنی فوج مقیم رہے گی ان کا انتظام فرانسیسی حکام کرینگے لیکن ان پر جرمنی فوج کے افسران کی نگرانی رہے گی -

نہم - جرمنی فوج کا جن اضلاع پر قبضہ نہیں رہے ان پر اس عہدنامہ کی رو سے جرمنیوں کو کوئی

حق نہیں دیا جاتا ہے۔

دہم۔ فرانس کی نیشنل اسمبلی اس عہدنامہ صلح کو منظور کرے گی۔

پیرس کے باشندوں میں بڑا جوش تھا۔ اسلئے ایم تھیرز اور ایم پکارڈ نے ۲۸۔ فروری کو حسب ذیل اعلان شایع کیا:۔

"اے باشندگان پیرس"

گورنمنٹ تم کو تمہاری حب الوطنی اور عقلمندی یاد دلاکر تم سے درخواست کرتی ہے کہ تم کسی قسم کا جوش وغیرہ ظاہر نہ کرو۔ پیرس کی قسمت تمہارے ہاتھ ہے اگر تم نے ذرا بھی جوش ظاہر کیا تو دشمن تمام شہر کو تباہ کر دے گا۔ اور ملک فرانس کی حفاظت اور بربادی کا انحصار تمہارے رویہ پر ہے۔ ایک بڑی بہادرانہ مدافعت کے بعد فاقہ کشی نے ہمیں اس بات پر مجبور کر دیا کہ ہم نے فاتح دشمن کو قلعجات پیرس سپرد کر دیئے۔ جو فوج کہ ہماری مدد کو آسکتی تھی وہ دریائے لوائر کے پرلی طرف منتشر کر دی گئی ہے اور انہیں امور کی وجہ سے گورنمنٹ اور نیشنل اسمبلی کو صلح کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ اس عرصہ چھ دن میں ہم نے خود جاکر صلح کے ایسے شرائط لکھوائے ہیں کہ جہاں تک ہمارے اختیار میں آسان شرائط صلح لکھانا تھا اور اب ہم نے ابتدائی صلحنامہ پر دستخط کر دیئے ہیں اور وہ اب برائے منظوری نیشنل اسمبلی میں پیش کیا جاوے گا۔ اگر ہم صلح مہلت جنگ کی میعاد نہ بڑھواتے تو اب جبکہ یہ عہدنامہ صلح ابتدائی ہو رہا تھا اسوقت لڑائی جاری ہوتی اور بے فائدہ فوج کا خون بہتا ہوتا۔ یہ میعاد مہلت اس شرط پر زیادہ کی گئی ہے کہ چوتھائی شہر پیرس پر جرمنی کا عارضی قبضہ کرادیا جاتے اور اگر تم لوگ یہ بات منظور نہ کروگے تو یہ صلح کا عہدنامہ ٹوٹ جاوے گا اور دشمن جو کہ اب قلعجات پیرس پر قابض ہے تمام پیرس پر زبردستی قبضہ کرلے گا۔ عوام کی جائداد اور مکانات اور صنعت وحرفت کے کارخانے آج تو یہ سب محفوظ ہیں اور اگر ابتدائی عہدنامہ صلح توڑ ڈالا گیا تو تمام فرانس پر مصیبت نازل ہو جاوے گی۔ اور جنگ کے خوفناک نتائج جو ابھی تک دریائے لوائر سے آگے نہیں بڑھے ہیں پھر کوہ

پرینیز تک پہونچ جاویں گے (پرینیز ایک سلسلہ کوہ ہے جو ملک فرانس کے انتہائے جنوب و مغرب میں فرانس اور اسپین کے درمیان حدّ فاصل ہے۔ از مترجم) اور یہ بات نہایت صحیح ہے کہ پیرس کی حفاظت میں کُل ملک فرانس کی حفاظت شامل ہے۔ اُن لوگوں کی تقلید مت کرو کہ جنہوں نے ۸- ماہ گذرنے میں جنگ کو شروع کر دیا تھا اور اُس کے مہلک نتیجہ پر خیال نہ کیا تھا فرانسیسی فوج جس نے پیرس کو اتنی بہادری سے بچائے رکھا وہ دریائے سین کے بائیں کنارے پر مقیم ہو کے انتظام کو قایم رکھے گی اور فوج نیشنل گارڈس باقی شہر پیرس میں انتظام قایم رکھے گی۔ اور نیز معزز باشندگان شہر سے بھی یہی اُمید ہے کہ وہ بھی انتظام کے قیام میں مدد دینگے اور یہ خراب حالت صلح کے ہو جانے سے رفع ہو جاویگی اور عوام کی فارغ البالی حاصل ہو گی۔

یکم مارچ کو شہنشاہ جرمنی نے ۶- اور ۱۱- کور فوج پرشیا اور پہلی کور بویریا کی فوج کے قصبہ ہپوڈروم میں قواعد دیکھی اور ان افواج کا معہ ہیڈ ابجیش لشکر جو زیر کمان جنرل کیمپک کی تھا اسی دن صبح کو پیرس میں داخل ہوا۔ سات بجے کے قریب پرشیا کی فوج کی کئی پلٹنیں پیرس میں داخل ہوئیں اور ساڑھے آٹھ بجے کے قریب محل پیلیس ڈی انڈسٹری پر قابض ہو گئیں ان میں سے چند دستے فوج کے محل ڈی لاکنکورڈ میں قواعد کرنے کے لئے اور اُن کے وہاں پہونچنے پر چند باشندے وہاں موجود تھے۔ لیکن کسی قسم کا آوازہ یا فقرہ اس فوج پر نہیں پھینکا گیا۔ ایک فوج محلہ پونٹ ڈی جورنے سے محل بوربن تک دریائے سین کے داہنے کنارے مقیم ہو گئی اور فرانس کی فوج نیشنل گارڈس کسی شخص کو جو وردی پہنے ہوتا تھا اِدھر سے نہیں جانے دیتی تھی۔ انتظام کے لئے کچھ فرانسیسی فوج گھوڑوں پر چڑھی ہوئی شہر میں پھر رہی تھی۔ فوج نیشنل گارڈس چپ چاپ شہر کے انتظام میں مصروف تھی۔ دوپہر کے قریب پرشیا اور بویریا کی اصلی فوج پیرس میں داخل ہوئی اور جو جگہ کہ اُس کے قیام کے لئے مقرر کی گئی تھی وہاں مقیم ہو گئی۔ اور اس فوج کے افسران یعنے ۱۵ جنرل محل الیسنری میں مقیم

ہوئے۔ پیرس میں تمام دوکانیں بند ہوگئیں اور تمام گھروں کی کھڑکیاں بند کر لی گئیں۔

۲۔ مارچ کو ابتدائی عہدنامہ صلح پر شہر بورڈو میں دستخط ہوگئے۔ اور ایم جولیس فاور نے کونٹ بسمارک کو یہ اطلاع دی کہ شہر بورڈو میں نیشنل اسمبلی نے پانسو چھالیس ووٹوں سے بمقابلہ ایک سو سات ووٹ کے۔ ابتدائی عہدنامہ صلح منظور کر لیا ہے کونٹ بسمارک نے جواب دیا کہ اب میں نقلہائے عہدنامہ کے بدلنے پر تیار ہوں کیونکہ شہنشاہ جرمنی نے بھی اُس پر دستخط کر دیئے ہیں۔ چنانچہ طرفین سے یہی عملدرآمد ہو گیا۔

۳۔ مارچ کو جرمنی اور بویریا کی فوج نے پیرس کو خالی کرنا شروع کر دیا صبح کے آٹھ بجے فوج روانہ ہونا شروع ہوئی اور گیارہ بجے تک اس فوج سے پیرس بالکل خالی ہو گیا۔ یہ فوج نہایت سکوت اور خاموشی سے پیرس سے روانہ ہوئی اور وہاں کوئی شخص تماشا دیکھنے کو جمع نہ تھا۔

۷۔ مارچ کو شہنشاہ جرمنی نے اُس جگہ پر کہ جو شروع محاصرہ پیرس کے زمانہ سے اس وقت کی ہوگئی ہے کہ اس کا تذکرہ اب تواریخوں میں ہوا کرے گا۔ تمام فوج جرمنی کی آخری قواعد دیکھی۔ اُس وقت بارہ بج چکے تھے شہنشاہ معہ ولیعہد اور معہ بہت سے گرینڈ ڈیوک اور شاہزادگان۔ اور ڈیوکان اور جنرلان اور کرنیلان اور معہ اُن کے اردلیوں کے اپنے ہیڈکوارٹر سے روانہ ہو کر اُس جگہ اُس جھنڈے کے نیچے وارد ہوئے کہ جو اُس قواعد کی جگہ ہوا میں اُڑ رہا تھا اور قریب بیس بینڈ باجوں کے پرشیا کا نیشنل انتھم (قومی گیت) بجا رہے تھے۔ شہنشاہ کو دیکھکر اُس میدان میں جس قدر جرمنی فوج کی رجمنٹیں تھیں اُنھوں نے نہایت زور سے نعرہ ہائے خوشی لگائے جبکہ شہنشاہ معہ اپنے کل جلوس کے اس فوج میں سے گذرے اور بطور قبول کرنے نعرہ ہائے خوشی کے شہنشاہ جرمنی اکثر اپنی ٹوپی اُتار کر سر کے اوپر اُٹھا لیتے تھے۔

۸۔ مارچ کو جرمنی فوج نے شہر وارسلیز اور پیرس کے گرداگرد کے مقامات کو جنہیں پروہ

قابض تھی خالی کرنا شروع کردیا۔ شہنشاہ اور ولیعہد۔ شہزادگان۔ گرینڈ ڈیوکان۔ جنرلان اور کرنیلان اور فاتح فوج کے ہر رتبہ کے آدمی اپنے وطن کے جانب روانہ ہوئے۔ کیونکہ اس قدر فوج عظیم کے روانہ ہونے میں کئی دن درکار ہوتے ہیں۔۔ اسلئے روانہ ہوتے ہوتے ۱۳ مارچ کو جرمنی کی کل فوج کے ہر فرد بشر کا منہ اپنے وطن کیجانب تھا یعنے وطن کو جا رہے تھے۔

اس طرح یہ بربادی بخش اور جنگ درمیان فرانس اور پرشیا کے ختم ہوئی اور اس جنگ میں بوناپارٹ کے خاندان کو پھر زوال ہوا اور ملک فرانس میں جمہوری سلطنت قایم ہوئی سلطنت جمہوری کا قیام اس ملک میں کب تک رہیگا اسکو صرف زمانہ ہی ظاہر کر سکتا ہے۔

۱۰ مئی سنہ ۱۸۷۱ء کو فرانس اور جرمنی کے درمیان شہر فرینکفورٹ میں آخری عہدنامہ صلح پر دستخط ہوئے۔ فقط۔

ضمیمہ جات

تفصیل اسیران جنگ وغیرہ

جنگ ہذا میں خاص خاص معرکوں میں جسقدر فرانسیسی فوج کو جرمنی فوج نے گرفتار کیا یا دیگر سامان جنگ جو فوج پرشیا کے ہاتھ آیا اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

جنگ ویسمبرگ میں۔ پلٹنوں کے ۲ نشان۔ ایک توپ اور آٹھ سو فرانسیسی فوج گرفتار ہوئی۔

جنگ وورتھ میں۔ ۲ جھنڈے۔ ۳۳ توپیں۔ ۲ مٹرلیوز توپیں اور چار ہزار فوج گرفتار ہوئی۔

جنگ مارس لاٹورس میں۔ ۲ جھنڈے۔ ۷ توپیں۔ اور دو ہزار فوج قید ہوئی۔

جنگ بیومونٹ اور سیڈان میں۔ ۲ نشان و جھنڈے۔ ۲۰۰ توپیں اور بیس ہزار فوج قید ہوئی۔

اور سیڈان کی سپردگی پر۔ چار سو توپیں اور ستر مٹرلیوزین اور اسی ہزار فوج قید ہوئی۔

میٹز کی سپردگی پر۔ ۵۶ جھنڈے۔ چھ سو توپیں اور ستر مٹرلیوزین اور ایک لاکھ ستر ہزار فوج قید ہوئی۔

جنگ اول آرلینز میں۔ تین توپیں اور جنگ سوم آرلینز میں ستتر توپیں چھینی گئیں۔

شہر امینز میں دو جھنڈے اور ۱۳۰ توپیں چھینی گئیں۔

جنگ سینٹ کوئنٹن میں ۱۲ توپیں اور دس ہزار فوج گرفتار ہوئی۔

شہر لیمانس کی سات دن کی لڑائی میں تین نشان۔ ۱۹ توپیں اور چھبیس ہزار فوج گرفتار ہوئی۔

جنگ بلفورٹ میں ۲ نشان ۳۷ توپیں اور پندرہ ہزار فوج گرفتار ہوئی

سرکاری حساب کے موافق جس میں پیرس کی سپردگی شامل نہیں ہے تمام اسیران جنگ اور غنیمت کی تعداد یہ ہے کہ ایک سو بیس تو جھنڈے اور ۶ نشانات اور دو ہزار چار سو میدانی توپیں اور چار ہزار قلعہ کی توپیں چھینی گئیں اور گیارہ ہزار ۸۶۰ افسران فوج اور تین لاکھ ترسیٹھ ہزار تین سو چھبیس سپاہیان گرفتار ہوئے اور ان کو ملک جرمنی میں بھیج دیا گیا۔ علاوہ اس کے ایک لاکھ ستر ہزار فوج نے اپنے تئیں پیرس میں سپرد کیا۔ مگر یہ جرمنی میں نہیں بھیجی گئی۔

یہ بات بھی قابل یاد داشت ہے کہ چوراسی ہزار فرانسیسی فوج نے بھاگ کر غیر ملک یعنی سوئٹزرلینڈ میں پناہ لی ورنہ دشمن کے ہاتھ گرفتار ہو جاتے اور اسی طرح چھ ہزار فرنچ فوج بلجیم میں بھاگ گئی تاکہ دشمن گرفتار نہ کر سکے اس جنگ کی عظمت و وقعت اس سے ہو سکتی ہے کہ گذشتہ ۱۸۶۶ء میں پرشیا و آسٹریا جنگ میں صرف ۱۱ نشان اور جھنڈے ۲۰۸ توپیں اور انچاس ہزار فوج [illegible] گرفتار ہوئی تھی اور

فرانس جو ۱۸۵۹ء میں اٹلی کیطرف ہو کر آسٹریا سے اٹلی میں لڑا تھا تو اسکو کل مال غنیمت یہ ملا تھا کہ صرف ۳ جھنڈے اور ۲۹ توپیں اور ۱۶ ہزار فوج آسٹریا گرفتار ہوئی تھی۔

مجروحین جنگ ٹورس و زخمیان جنگ آرلینز

۱۰ دسمبر ۱۸۷۰ء کو ایک نامہ نگار نے لندن کے اخبار ٹائمز کو در بارۂ زخمیان ٹورس مفصلہ ذیل خط ارسال کیا:۔ ۔ ۔
مجھے اسبات کے عرض کرنیکی کوئی ضرورت نہیں کہ جو چند اشخاص یہاں انسانی تکالیف کو کم کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں اُن کو ابھی بہت کام کرنا باقی ہے۔ جو چند انگریز کہ دوائیاں وغیرہ لیکر زخمیوں کے علاج کے لیئے شہر ٹورس میں آئے ہوئے ہیں کل ان کو ایک نہایت ضروری درخواست بھیجی گئی تھی کہ زخمیوں کے لیئے ململ کی پٹی اور گدی اور پرانی ململ زخمیوں کے لیئے بھیجدیں۔ گو اور چیزوں کی بھی یہاں ضرورت ہے مگر خاصکر ان اشیاء کی ضرورت بہت ہی زیادہ ہے۔ کل ایک سر دھر سرجن نے اپنی یہ رائے ظاہر کی ہے کہ عمل جراحی کے لیئے کسی بیہوش کرنے والی دوائی کی یا کلورافارم کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اگر اُس کی خود کوئی ٹانگ لڑائی میں اُڑ جاتی اور اُس کے کاٹنے کی ضرورت آپڑتی۔ یا جرمنی توپخانہ کے گولہ کا ٹکڑا اُس کے بدن کے اُس حصّہ میں لگتا کہ جہاں گوشت بہت زیادہ ہوتا ہے یا وہاں اُس کے گولی لگتی اور وہ اندر اُتر جاتی اور اُس کے نکالنے کی ضرورت آپڑتی جیسا کہ مارشل میکمہن کا حال ہوا ہے۔ تو یہ بات غالب ہے کہ یہ ڈاکٹر اپنی رائے ضرور بدل دیتا۔ جراحی کے لیئے جن جن اوزاروں کی ضرورت ہوتی ہے وہ بھی یہاں کم ہیں۔ فرانسیسی اپنے زخمیوں کو یہاں سے بہت جلد ہی اُٹھا کے لیجا رہے ہیں۔ شاید اسلیئے کہ اگر یہاں دوسری دفعہ لڑائی ہو تو یہ جگہ مقتولین اور مجروحین کے لیئے خالی ہو جاوے۔ بعض زخمیوں کے پاس جوتے اور موزے تک نہ تھے۔ لیکن فرانسیسی اور نیز غیر ممالک کے باشندے جو آرلینز میں رہتے ہیں اپنی فیاضی سے زخمیوں کی اس قسم کی ضروریات حتے الامکان پوری کر دیتے ہیں۔ صوبہ آرلی اور اس کے ... میں چار سو ستر زخمی پڑے ہوئے ہیں اور صوبہ ... میں ساٹھ زخمی پڑے ہوئے ہیں۔ بویریا کی فوج کے زخمی بہ نسبت فرانسیسی زخمیوں کی شکل و صورت میں بہت اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ شہر آرلینز میں ایک لڑکا ۱۵ برس کا زخمی پڑا ہوا ہے جس کے جسم میں ایک گولی لگی ہے مگر یہ گولی اب نکالی نہیں جا سکتی۔ گولی نے اُس کے پھیپھڑے تک کو چیر دیا ہے اور اب اُس کے جینے کی اُمید نہیں ہے۔ اس حال سے لڑکا بھی خوب واقف ہے اور وہ نہایت سنجیدگی اور خاموشی سے اپنی موت کا انتظار کر رہا ہے۔ اُس کا زرد چہرہ روشن ہو گیا جبکہ کسی غیر ملک کے باشندے نے اُس کی مادری زبان میں براہ ہمدردی اُس سے گفتگو کی۔ لڑکے نے خیال کیا کہ یہ کوئی ڈاکٹر ہے اور پوچھا کہ میرا جی کسی چیز کو دل چاہتا ہے

تو کیا میں کھا سکتا ہوں - ایک انگریز اور امریکہ کے ڈاکٹر سے دریافت کیا گیا انہوں نے اس کو ہر چیز کے کھانے کی اجازت دیدی - اسکا اول تازہ میووں کو تھا اور کسی فیاض آدمی نے اسکی یہ خواہش پوری کردی - اسکے ہاتھ میں ایک انجیل تو بان جرمنی میں ہے اور وہ اسکو پڑھکر اب اپنی موت کے انتظار میں ہے - وہ بیمار کے رنج کو تھے ہیں جنگ بہت عرصہ تک رہا اور اب یہ اسکا خاتمہ جلد نہایت شوق سے چاہتے ہیں -

فرانسیسی غبارہ کی گرفتاری

۱۵- دسمبر ۱۸۷۰ء کو ملک جرمنی کے ضلع نساؤ کے موضع ہربورن میں ایک غبارہ آمدہ پیرس گرفتار کیا گیا جسکی بابت اخبار کولون گزٹ میں حسب ذیل ایک خط چھپا تھا -

ایک بجے کے قریب ہمنے ایک بڑا غبارہ دیکھا جو اسّی فیٹ بلند تھا اور اس کا قطر چالیس فیٹ کا تھا جو ہمارے سر سے صرف سو فیٹ کی بلندی پر اُڑتا ہوا جنوب کی طرف جا رہا تھا تاکہ ایک فرانسیسی غبارہ کو جرمنی کے ملک میں پکڑیں - اس موضع کے ایک کارخانہ کا مالک معہ کاریگروں کی نہایت خوشی سے اُدھر دوڑتا ہوا گیا جسطرف کہ غبارہ جا رہا تھا - یہ غبارہ درختوں کے درمیان اُتر آیا جس میں سے دو مسافر معہ اسباب کے اُترے - باوجودیکہ ہمنے اُسجگہ پہنچنے میں بڑی سرعت کی لیکن ہم ابھی دو سو قدم کے فاصلہ پر تھے کہ فرانسیسیوں نے رسّی کاٹ دی اور غبارہ اُوپر ہوا میں اُڑ گیا - ہم نے یہ خیال کیا کہ یہ کوئی فرانسیسی افسر ہوگا کہ جسکو ہم گرفتار کرلینگے مگر یہ ہمارا خیال غلط نکلا - یہ دونوں پیرس کے عام باشندے تھے ایک تو غبارہ باز تھا اور ایک اسکا مددگار تھا - یہ دونوں نہایت بھوکے تھے اور سردی کی وجہ سے مثل برف کے سرد ہو رہے تھے اُنکے اسباب میں ایک پانچ فیٹ کا لمبا تھیلا تھا جس میں بہت سے خطوط بھرے ہوئے تھے ایک کمبل تھا اور ایک ٹوکرا نامہ بر کبوتروں کا تھا اور تھوڑی سی روٹی اور شراب کی بوتلیں تھیں - ہماری جرمنی زبان بسبب شکستہ ہونے کے وہ پہچان نہ سکے کہ یہ ملک جرمنی ہے بلکہ اُنکو خیال تھا کہ یہ فرانس ہی کا ملک ہے وہ پیرس سے کل سہ پہر کو ٹھیک ۱ بجے روانہ ہوئے تھے ہم نے اُن سے کہا کہ یہ ملک جرمنی ہے اور اُنکو ایک چاء اور قہوہ کی پیالی دی جسکو انہوں نے بڑی شکرگذاری سے قبول کی اور اسمیں شراب ملا کر پی گئے - ہمنے اُن کو گرفتار کرکے جرمنی حکام کو سپرد کردیا - اُنکا بیان تھا کہ ایسے خطوط کے بھرے ہوئے تھیلے ہم ہر پانچ منٹ کے بعد دو دو تین تین پھینک دیتے تھے تاکہ فرانسیسی اُنکو پالیں - تھیلے میں سے ایک خط نکالا اور اُس کا ترجمہ حسب ذیل ہے :-

پیرس - ۱۳ دسمبر ۱۸۷۰ء - خدا کرے جمہوری کی عمر دراز ہو -

اے ہمارے اچھے اور بدقسمت دوستو ہمارا خیال کرو اور ہم پر حلم کرو - گذشتہ تین خونخوار مہینوں سے ہم زندہ نہیں ہیں کیونکہ ہم کو وحشی پرشیا والوں نے محصور کر رکھا ہے یعنی شہنشاہ نپولین دشمن قوم نے ہم پر یہ مصیبت ڈالی ہے - جو جو کچھ مصیبتیں گذریں وہ دس صفحوں میں بھی پوری نہیں آسکتیں - ہمارے باغات اور مکانات سب ویران ہو رہے ہیں - آہ ہم پر کیسی مصیبت نازل ہوئی ہے - یہ خط غبارہ کی

ڈاک میں ڈالا گیا ہے۔ خدا کرے کہ یہ تم کو پہنچ جاوے اور دشمنوں کے ہاتھ میں نہ پڑے ہم تمہارا خیال کر رہے ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ قحط اب بہت نزدیک آ جاتا ہے
پیرس کی حالت بہت خراب ہو رہی ہے۔ لیکن تاہم لوگوں میں دلیری اور ہمت قائم ہے۔ فوج لوائر اب پیرس کے قریب آ رہی
ہے۔ اللہ تعالیٰ ملک فرانس کو محفوظ رکھے اور جمہوری کی عمر دراز ہو۔

شاہ پرشیا کا درجہ شہنشاہت قبول کرنا

۱۸ جنوری ۱۸۷۱ء کو شاہ پرشیا نے ایک اعلان کل جرمن قوم کے نام اور پرشیا کی پارلیمنٹ کے دونوں ہاؤس کے نام بدین مضمون جاری کیا کہ
ہم ولیم۔ جو خدا کی مہربانی کی وجہ سے شاہ پرشیا ہیں۔ اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ جرمنی کے کل شہزادگان اور آزاد
شہروں نے ہم سے یہ درخواست کی تھی کہ ہم شہنشاہ جرمنی کا خطاب اور درجہ حاصل کر لیں۔ جو اب ساٹھ برس سے معدوم ہے
لہذا اب ہم حسب خواہش و درخواست شہزادگان جرمنی اور آزاد شہروں کے رتبہ شہنشاہت کو قبول کرتے ہیں۔ (مدتوں تک
شہنشاہ جرمنی کا خطاب شہنشاہان آسٹریا کو ملتا رہا ہے۔ اوّل نپولین بوناپارٹ نے شہنشاہ آسٹریا کو ۱۸۰۶ء میں شکست دیکر
اُس سے شہنشاہ جرمن کا خطاب موقوف کرا دیا تھا۔ اور خود یہ خطاب اختیار کر لیا تھا۔ مگر ۱۸۱۵ء میں نپولین بوناپارٹ قید ہو کر
جلا وطن ہوا جب سے یہ خطاب معدوم تھا۔ از مترجم)
لہذا اب ہم اور ہمارے بعد ہمارے جانشین جو تخت پرشیا پر متمکن ہونگے سلطنت جرمنی کے ہر امور کے اجرا میں اور دیگر سلطنتوں کیساتھ
تمام تعلقات میں یہی خطاب اعزاز ہمیشہ استعمال کیا کرینگے اور سلطنت جرمنی کے فوائد، بہبودی، ترقی تجارت امن عامہ اور آزادی
بحال رکھنے میں ہم اور ہمارے جانشین ہمیشہ مصروف رہینگے۔ جبکہ یہ اعلان جرمنی کے دونوں ہاؤس پارلیمنٹ میں پڑھا گیا۔ تو ہر دو ہاؤس
کے پریزیڈنٹوں نے شہنشاہ کی اسپیچ کے جواب میں خیر خواہانہ اڈریس پیش کئے اور اس خطاب کے لینے میں کل جرمنی قوم کیجانب سے
بڑی خوشی کا اظہار کیا اور شہنشاہ جرمنی کے لئے تین نعرے خوشی کے لگائے۔

برلن میں جب اس اعلان کا مضمون اخباروں میں شایع ہوا تو تمام لوگ قریب قریب اخبار بیچنے والے کے گرد جمع ہو جاتے
تھے اور ایک شخص کے ہاتھ میں اخبار دیکھتے تھے کہ ذرا بلند آواز سے پڑھو اور اعلان سُنکر نہایت خوش ہوتے تھے۔ رات
کو کل شہر برلن میں اس خوشی میں روشنی کی گئی اور اکثر مکانوں اور راستوں میں محرابیں قایم کی گئیں جن پر سنہری حرفوں سے
شہنشاہ جرمنی کی درازی عمر کی دعائیں تحریر تھیں۔ رات کو ایک بڑی جماعت عوام کی شہنشاہ کے محل کے روبرو گئی۔ اور ملکہ
پرشیا کو شہنشاہ بیگم کے خطاب سے پکار کر نعرہ ہائے خوشی لگائے۔ شہنشاہ بیگم کے محل پر بھی خوب روشنی کی گئی تھی

جنگ سے بربادی ہونا

اخبار ٹائمز میں مفصلہ ذیل خط ایک نامہ نگار کا شایع ہوا تھا۔ جناب اڈیٹر صاحب۔ جبکہ گذشتہ ستمبر میں سیڈن

آپ کو اسٹراسبرگ اور مٹز سے چند خطوط ارقام کئے تھے اور آپ نے ازراہ مہربانی اپنے اخبار میں اُن کو شایع کیا تھا اُس وقت میرا خیال تھا کہ شاید میرا اب مٹز میں زیادہ رہنا نہ ہو سکے وہ مصیبتیں یہاں دیکھی ہیں جو کہ اُس ملک میں جہاں ایسا بربادی بخش جنگ عظیم ہوا کرتا ہے فرقہ کاشتکاران پر ضرور ہی پڑا کرتی ہیں۔ اور میں نے یہ بات نہایت خوشی سے سنی ہے کہ اُن بیچارے غریبوں کی مدد کے لئے جن پر بوجھ جنگ مصیبت پڑی ہے ایک چندہ کا فنڈ مقرر ہوا ہے ۔

اُن فیاض طبع دوستوں نے کہ جنہوں نے یہ فنڈ قایم کیا ہے ماہ اکتوبر میں اپنے کارندے اس ملک میں بھیجے تھے۔ جنہوں نے یہ سنکر کہ ضلع مٹز اور اُس کے قرب وجوار میں جنگ ہذا میں سب سے زیادہ سخت مصیبت پڑی ہے۔ مٹز کو اپنا صدر مقام مقرر کیا ہے اور قرب وجوار کے دیہات میں غریبوں کی مدد کرتے ہیں۔ مہینوں تک ایک فوج جس کی تعداد دو لاکھ تھی اُن دیہات پر قابض رہی بعض پر حملہ کر کے قبضہ کیا گیا تھا اور لڑائی کی گولہ باری کی وجہ سے تمام گھر اُن دیہات کے جل کے خاک ہو گئے ہیں اور اُن کی گلیں برباد اور ویران ہو گئی ہیں اور ایک اور دیگر (ڈیلیگیٹ) کارندہ ڈاکٹر نکلسن ابھی تین دن تک اُن دیہات میں دورہ کر کے آئے ہیں جو شہر مٹز اور شہر برائی کے درمیان واقع ہیں اور ہر جگہ ہم نے وہی بربادی کی کہانی سنی ۔

بہت سے دیہات جو مٹز کے شمال مغرب میں ہیں وہ بالکل زراعتی ہیں اور وہاں کے باشندوں کا گذارا بالکل زراعت پر ہوتا ہے۔ اور اکثر دیہات میں کاشتکار اور بعض جگہ متموّل زمیندار بھی رہتے ہیں ۔

گذشتہ اگست میں اُن کے غلّے کے کوٹھے خوب بھرے ہوئے تھے۔ اُن کے اصطبل گھوڑے اور بیلوں سے بھرے ہوئے تھے اور جنگ سے قبل ان دیہات سے زیادہ کوئی دیہہ ضلع مٹز میں متموّل اور غلّے سے بھرا ہوا نہ تھا ۔

اکتوبر کے اخیر میں اُن کے تمام گھوڑے لے لئے گئے اور اُن کی تمام مویشی کو مار کر ذبح کر کے کھا لیا گیا اُن کے غلّے کے کوٹھے خالی کر دئے گئے اور تخم ریزی کے لئے بھی غلّہ نہیں چھوڑا گیا۔ اور ہر دو لشکران جنگجو کی آمد و رفت میں جو بیج بویا جاتا وہ سب پامال ہو جاتا اسلئے افسوس کہ اسکے غلّہ بھی وہ نہ بو سکے ۔

جب جرمنی فوج میں غلّہ ہو چکا تو جرمنی کے سپاہیوں نے اُن کے غلّہ پر ہاتھ صاف کیا اور اب بہتوں کے پاس تو بالکل کھانے تک کو نہیں ہے۔ جرمنی فوج نے اُن کا ایندھن تک جلا ڈالا ہے اور اب وہ بیچارے بیکس مصیبت زدہ سخت سردی برداشت کر رہے ہیں ۔

جبکہ ہماری سوسائیٹی نے اپنا کام شروع کیا [illegible] یہ حال تھا کہ ایسے قریب پچاس دیہات [illegible]

مدد مانگی جاتی ہے۔ اور اُن گاؤں کے مقدموں نے ہمارے پاس اُن اشخاص کی فہرست بھیجی ہے جو بہت ہی سخت محتاج ہیں۔ اور اب ہم اُن کو باقاعدہ آلو۔ آٹے اور خشک سور کے گوشت کی رسد برابر پہنچاتے ہیں۔ ہمارا مطلب لوگوں کو فقیر بنانے کا نہیں ہے بلکہ اُن کو مدد دینے کا ہے جو اس سخت جاڑے میں نہایت بے سر و سامان ہیں۔ گاؤں کے مقدم اپنا کام نہایت دیانت داری سے انجام دیتے ہیں۔ گو جن آدمیوں کی درخواستیں منظور نہیں کی گئیں انہوں نے اُن کی شکایت بھی کی۔ لیکن ہم نے سوائے ایک یا دو حالتوں کے یہ سب شکایتیں بے بنیاد پائیں۔

اس بدقسمت ضلع میں جنگ کی یادگار صرف مصیبت اور قحط ہی نہیں ہے۔ لیکن جہاں لڑائی ہوئی وہاں وبا ضرور پھیلی ہے۔ آنون لہو کی بیماری۔ مہلک بخار اور چیچک یہ بیماریاں نہایت کثرت سے پھیلی ہوئی ہیں۔ ہائے یہ ضلع جو چند مہینے پیشتر تمام ملک فرانس میں ایک اعلےٰ درجہ کا صحت ور ضلع تھا۔ اب سب سے زیادہ بیماریوں کا مسکن ہو رہا ہے۔ ہمارے ڈیلیگیٹ بھی اس بیماری سے نہیں بچے ہیں۔ چیچک نکل آئی ہے اُن میں ایک مر بھی گیا ہے۔ اور ایک لیڈی ڈیلیگیٹ جس کا کام غریبوں کو خوراک اور کپڑے تقسیم کرنا تھا وہ بھی بخار سے بیمار پڑی ہوئی ہے۔ جرمنی حکام حتے المقدور ہماری مدد کرتے ہیں اور کونٹ ڈونس مارک حاکم صوبہ لورین ہمارے ساتھ بڑے اخلاق اور مہربانی سے پیش آیا اور ایسے ہی وہ دیگر جرمنی حکام کہ جن جن سے ہم کو سابقہ پڑا ہے وہ بھی مہربانی سے پیش آئے۔ جرمنی فوج کو بھی وحشی نہیں کہا جا سکتا چونکہ ایسے عظیم جنگوں اور سخت محاصروں میں خصوصاً جیسا کہ متز کا محاصرہ رہا۔ ضروریات کی لوٹ اور چھین چھان ہوا ہی کرتی ہے۔ لیکن علاوہ اس کے جرمنی فوج کا چال چلن اور رویہ بہت اچھا رہا۔ موضع سینٹ پریویٹ میں جہاں جرمنی فوج اس قدر ماری گئی تھی کہ یہ موضع جرمنی فوج گارڈس کی قبر کے نام سے موسوم ہو گیا تھا جبکہ جرمنی فوج نے اس موضع کو فتح کیا۔ تو وہاں کے ایک بھی باشندے کو نہ مارا۔

جو لوگ فوجی شان و شوکت و فتح پر مرتے ہیں اُن کو یہاں آکر یہ ضلع دیکھنا چاہیئے کہ ہر طرف بربادی پھیلی ہوئی ہے۔ گاؤں اُن کو نصف جلے ہوئے ویران ملینگے اور قحط اور وبا اور مہلک بخار اور چیچک تمام ضلع میں پھیلی ہوئی پاوینگے اور ہزاروں درخت میوہ دار کہ جن میں منوں میوہ لگا کرتا تھا اب وہ جلے ہوئے ٹھنٹھ ملینگے اور تمام سطح زمین پر ادھر اُدھر منڈیرین بنے ہوئے پاوینگے کہ جنکے نیچے ہزارہا بہادر دفن ہو رہے ہیں۔ اور اس بے نام و بے نشانی سے دفن ہو رہے ہیں کہ صرف کہیں کہیں ایک لکڑی کی صلیب اُنکی

قبر پر ہے جس سے ایک آدھ بہادر کا نام و نشان ظاہر ہو جاتا ہے اب ایسے لوگوں کو خیال کرنا چاہئے کہ جنگ میں یہ شان و شوکت کس قدر گراں خریدی جاتی ہے۔

موضع سینٹ میری آکس چیپسنز جس کے گرد اگرد ۱۸ اگست کو ایک لڑائی ہوئی تھی وہاں چند فٹ زمین میں سات ہزار سپاہی دفن ہیں اور جب کسان زمین توڑنے کو ہل چلاتا ہے سینکڑوں نعشیں نکل آتی ہیں۔ اب ان کو دوبارہ دفن کرنے کے لئے تدابیر کیجا رہی ہیں۔

شہر تھیون ویلی جہاں سے میں یہ خط لکھ رہا ہوں وہ تو جرمنی فوج کی گولہ باری سے بالکل برباد ہی ہو گیا ہے جرمنی فوج سے اس شہر میں بیس ہزار گولے آکر گرے اور شہر میں ایک مکان بھی سالم نہیں رہا۔ کل کے کل ٹوٹے پڑے ہیں لیکن تعجب ہے کہ شہر میں سوائے ایک باشندے کے اور کوئی ہلاک نہیں ہوا۔

یہاں کا قلعہ بڑا مضبوط اور غیر قابل فتح ہے۔ گو جرمنی فوج نے اس قلعہ تک کے تمام درخت گولوں سے اُڑا دئے تھے تاکہ گولے قلعہ پر جا پڑنے سے نہ رکیں مگر قلعہ پر ایک گولہ نہ لگا سب گولے اوپر اوپر چلے جاتے تھے اور شہر میں گرتے تھے۔ اور یہ قلعہ اب تک ویسا ہی مضبوط ہے جیسا کہ ہمیشہ تھا۔ شہر کے جب سب مکان برباد ہو گئے تب شہر والوں نے کمانڈر فوج کو مجبور کیا کہ وہ قلعہ کو جرمنی فوج کے سپرد کر دیں۔ اس طرح سے یہاں گولہ باری ختم ہوئی تھی لیکن یہ مضبوط قلعہ نہ دشمن کو روک سکا اور نہ شہر کی حفاظت کر سکا۔ یہ بالکل بے کار ثابت ہوا اب میں یہاں سے شہر لونگوے کو جاتا ہوں تاکہ جہاں تک ہمارے امکان میں ہے مصیبت زدوں کی مصیبت کم کریں۔

راقم سائیں۔ جی۔ کیمپر یکے از کمشنران تقسیم فنڈ مصیبت زدگان۔ تھیون ویلی۔

۲۲ جنوری ۱۸۷۱ء

تعداد غباروں کی جو دوران محاصرہ میں پیرس سے روانہ ہوئے

اخبار ریویو ڈکس مونڈس نے حسب ذیل اطلاع ان کی بابت دی تھی:-

کہ اول غبارہ ۲۳ ستمبر کو ڈاک خانہ نے چھوڑا تھا۔ اسکے بعد نومبر کی اخیر تک پیرس سے ۲۰ غبارے اور چھوڑے گئے۔ اوسطاً ہر غبارہ میں دو مسافر سوار ہوتے تھے اور ۵ من سے ۷ من تک کے وزنی خطوط ہوا کرتے تھے اور ایک جوڑا نامہ بر کبوتروں کا ہوا کرتا تھا۔ ان میں سے سوائے ایک غبارہ کے جو ملک ناروے میں جا کے گرا۔ کوئی غبارہ ایک سو پچیس میل سے زیادہ دور نہیں اڑ سکا۔ انہیں سے بہت سے نامہ بر کبوتروں کا پتہ نہیں ہے کہ وہ کیا ہو گئے اور بعض غباروں کی بابت بھی کوئی اطلاع نہیں مل سکی۔ خدا جانے سمندر میں ڈوب گئے

یا لیا ہوتے ۔ اگر کوئی ان میں خط ڈالتا تو اس کا محصول ا ۔ لگا کرتا تھا ۔ یہ غبارے دو جگہ بنتے تھے ۔ ایک تو شمالی پیرس کے ریلوے اسٹیشن پر اور دوسرے آرلینس کے ریلوے اسٹیشن پر اور سامان اس قدر کافی تھا کہ ہر روز دو غبارے بنا کر بھیجے جا سکتے تھے ۔

باشندگانِ پیرس کی مضبوطی

۱۰ دسمبر کو شہر پیرس سے جو محصور ہو رہا تھا ایک شخص نے حسب ذیل خط لکھا تھا ۔

جو مصیبتیں ہم پر پڑ رہی ہیں اُن کو باشندگان پیرس نہایت خوشی سے برداشت کر رہے ہیں اُن کا یہ ارادہ ہے کہ جب تک کھانے کو ایک نوالہ بھی میسر آوے گا وہ اپنے تئیں سپرد نہیں کرینگے ۔ اس وقت تک تو ہم کو کسی شے کی بہت احتیاج نہیں ہے ۔ مویشی کے ختم ہو جانے سے اب لوگ گھوڑوں کے گوشت کھانے پر مائل ہو گئے ہیں اور گورنمنٹ نے بھی حکم دیدیا ہے کہ تمام قصابوں کی دکانوں پر گھوڑے کا گوشت فروخت ہوا کرے ۔ اس حکم سے لوگ بہت خوش ہیں ۔ بعض اوقات ہم بجائے گوشت کے ۔ چاول اور مچھلی کھاتے ہیں ۔ ہم کو خدا سے امید ہے کہ وہ ہماری نئی فوجوں کو دشمن پر کامیابی دے گا اور اگر ہم کو دشمن کی مجبوراً اطاعت کرنا پڑے گی تو جب جہاں تک ہم سے ہو سکتا ہے ہم اپنا فرض ادا کر رہے ہیں ۔ ہم کو مستقل رہنا چاہئے چونکہ یہ بات تو ناممکن ہے کہ خداوند کریم ہماری جانب نہ دیکھے اور دشمن سے بدلہ نہ دیوے ۔ پیرس میں رات کو بالکل خاموشی ہو جاتی ہے اور آٹھ بجے رات سے سوائے توپ کی آواز کے اور کوئی آواز سنائی نہیں دیتی ۔ افسوس اس شہر میں بیس لاکھ سے زائد آدمی ہیں ۔ اور اب رات کو یہ ایسا سنسان ہو جاتا ہے کہ گویا دو ہزار باشندے بھی یہاں نہیں رہتے ۔

شہر لی مانس کا فتح ہونا

ایک جرمنی نامہ نگار رقم طراز ہے :۔

کہ جب ہماری فوج شہر میں داخل ہوئی اس وقت جنرل چینزی کی بھاگی ہوئی فوج سے بازاروں میں ہماری فوج کی لڑائی ہوئی ۔ ہماری فوج پر علاوہ فرنچ فوج کے گھروں میں سے بھی آگ برسائی جاتی تھی اور کمین گاہوں میں لوگ چھپے بیٹھے تھے تاکہ ہماری فوج شہر میں داخل نہ ہو سکے اور یہ لوگ ہم پر آڑ میں سے حملہ کریں جب ہماری فوج شہر میں داخل ہو گئی تو فرانسیسی فوج بڑی ہی گھبراہٹ اور جلدی میں بھاگی ۔ یہاں تک کہ سامان جنگ کی گاڑیاں ابھی روانہ نہ ہوئی تھیں کہ ہماری فوج کی بندوقوں کی آواز سنکر یہ فرنچ فوج خوف زدہ ہو کر بھاگ گئی اور

یہ سب سامان ہمارے ہاتھ لگا۔ جو گاڑیاں ہم سے پہلے جا چکیں تھیں اُن کے ہانکنے والے گھوڑوں کے چابک لگاتے تھے تا کہ جلدی پہنچیں اور بعض اوقات گھوڑے دولتیاں گاڑیوں پر پھینکتے تھے کبھی ایک گاڑی دوسری گاڑی پر چڑھ جاتی تھی گلیوں میں غل و پکار بڑی ہوتی تھی غرضکہ عجیب گھبراہٹ اور کھلبلی تھی کہ اس عرصہ میں ہماری فوج جا پہونچی اور گاڑی بانوں کو حکم دیا کہ ٹھہر جاؤ۔ گھبراہٹ میں یہ حکم کسی نے نہ مانا۔ آخر کار چند بندوقیں چلائی گئیں جس سے یہ سب گاڑیاں ٹھیریں اور ہماری فوج نے کل سامان پر قبضہ کر لیا۔ ہزاروں گھوڑے چھٹے ہوئے ہنہناتے ہوئے بھاگے پھر رہے تھے اور بوٹ۔ وردیاں۔ توپیں کارتوس سٹریلیوز اور بسکٹوں کے صندوق بڑی گھبراہٹ میں جو چھوڑے گئے تھے ادھر اُدھر پڑے ہوئے تھے۔ سامان جنگ کی گاڑیاں کھلی ہوئی تھیں اور جو شخص قریب سے گذرتا تھا ایک آدھ گولہ اٹھا لیتا تھا۔ ریلوے اسٹیشن پر سامان اس سے بھی زیادہ پڑا ہوا تھا اور چونکہ ہم کو بھی بہت ضرورت تھی یہ سب چیزیں ہماری فوج کے خوب کام اور استعمال میں آئیں۔ ریلوے اسٹیشن پر یہ سب اشیاء بندھی ہوئی گاڑیوں میں رکھی ہوئی تھیں اور معلوم ہوتا تھا کہ اب روانہ ہی ہونے کو تھیں جبکہ ہماری فوج نے اُن پر قبضہ کر لیا۔ کل مال گاڑیوں میں سامان بھرا ہوا تھا اور ہر ایک گاڑی پوری پوری بھری ہوئی تھی اور سامان مفصلہ ذیل اُن پر لدا ہوا تھا کسی میں بھوسہ اور سوکھی گھاس تھی۔ بعض میں چنے۔ آٹا۔ کافی۔ قہوہ۔ شکر۔ چاول۔ شراب۔ بوٹ اور وردیاں تھیں۔ اسٹیشن پر ہماری فوج نے چھ انجنوں اور دو سو ریل گاڑیوں پر قبضہ کر لیا۔ علاوہ اس سامان کے جنرل چینزی کے بہت سے سرکاری کاغذات بھی ہمارے ہاتھ آئے جس سے فرانسیسی فوج کی نقل و حرکت کا ہمیں خوب احوال معلوم ہوا اور حملہ کرنے میں بڑی مدد ملی۔ کاغذات کے پڑھنے سے معلوم ہوا کہ فرانسیسی فوج کو بھی اچھی کامیابی کی توقع نہ تھی جنرل چینزی نے اکثر جگہیں یہ شکایت لکھ رکھی تھی کہ دیگر جنرلان میری تجویز کے موافق گرمی سے کام نہیں کرتے۔ کاغذات سے معلوم ہوا کہ ایک انگریزی افسر کرنیل فیلڈنگ بھی اس کا مشیر تھا جنرل چینزی اور یہ انگریزی کرنیل اس کا مشیر معلوم ہوتا تھا کہ یہ بہت سرگرمی سے کارروائی کیا کرتے تھے۔ ہم نے جو خرچہ فوج کا بعض بعض شہروں پر ڈال دیا تھا۔ وہاں بعد ازاں ہماری فوج بڑی محفوظ رہی اور یہ طریقہ فوج کی حفاظت کے لئے بہت مفید ثابت ہوا۔ شہر آرلینز میں ہماری فوج پر کسی شہری نے ایک گولی چلا دی تھی۔ ہماری فوج نے وہاں سے اس کی بابت چھ لاکھ فرانک خرچہ فوج لیا تھا۔ بعد اس کے ہماری فوج وہاں بڑی محفوظ رہی۔ اور چونکہ جب ہم نے شہر لی مانس پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد شہریوں نے ہم پر گولیاں چلائیں۔ اس لئے شہر لی مانس سے چالیس لاکھ سکہ فرانک خرچہ فوج لیا گیا۔

جنگ سیڈان کے بعد کا احوال

ایک نامہ نگار نے سیڈان کا حال مفصلہ ذیل تحریر کیا ہے :-
کہ جب جرمنی فوج نے فتح پائی۔ تو یہاں بارش شروع ہوگئی اور بارش اور کیچڑ کے اندر مردوں کو دفن کرنے کا اور
زخمیوں کو اٹھانے کا کام اور بھی مصیبت پر مصیبت ہوگیا تھا۔ لڑائی کے چار روز بعد تک سڑک سیڈان اور گیون تک
سینکڑوں فرانسیسیوں کی نعشیں پڑی ہوئی تھیں اور پانچویں روز تک یہ دفن ہوتی رہیں۔ لڑائی کے چھٹے دن کے بعد
مردہ گھوڑوں کو زمین میں گاڑا گیا۔ زخمیوں کی اس قدر کثرت تھی کہ ان کا علاج شروع کرنے میں اور ان کی خبرگیری رکھنے
میں دو چار دن صرف ہوگئے اور مقتولین کی نعشوں کو پڑا رہنے دیا کہ اب بعد میں گاڑ دینگے۔ میدان کارزار میں جو
پانچ چھ میل تک پھیلا ہوا تھا کوئی مکان کسی گاؤں میں ایسا نہ تھا جہاں زخمیوں کے ڈھیر نہ ہوں اور ڈاکٹر رات دن
زخمیوں کی دیکھ بھال میں سخت محنت کرتے تھے جو لوگ کم زخمی ہوئے تھے اون کو سرحد بلجیم پر بھیجدیا تاکہ ریل میں
بیٹھکر جرمنی اور فرانس اپنے اپنے وطن کو چلے جاویں۔ جو لوگ مہلک زخمی تھے ان کے علاج بڑی سرگرمی اور جانفشانی
سے کئے گئے اور بتدریج ان کو الگ الگ ہٹاتے گئے تاکہ بیماری متعدی نہ پھیل جاوے۔ اکثر یہ دیکھا گیا کہ بوجہ یکساں
مصیبت پڑنے کے اور اس خیال سے کہ اب سب کے یار و مددگار ہیں دو چار گھنٹے پہلے جو آپس میں دشمن قاتل تھے۔
یعنے سپاہیان فوج جرمنی اور فرانس وہ اس زخمی حالت میں ایک دوسرے سے بہت اخلاق و محبت سے پیش
آتے تھے۔ لڑائی کے بعد ایک دن صبح کو میں نے یہ دیکھا کہ بیسیوں ہلکے زخمی جو فرانسیسی اور جرمنی فوج کے تھے لنگڑاتے
ہوئے شہر کی طرف جا رہے تھے اور آپس میں بڑی تہذیب اور خلق سے گفتگو کرتے تھے۔ کبھی کبھی وہ سپاہی جو دوسرے
ملک کی زبان سے واقف نہ تھے آپس میں اشاروں میں بھی ایک دوسرے سے گفتگو کرتے تھے۔ اور یہ بات سچ ہے
کہ دوستی اور دشمنی دنیاوی حصول مقصد تک ہی قائم رہتی ہے

ایک بچہ

ایک نامہ نگار لکھتا ہے :- کہ جنگ ہذا میں جرمنی مردوں اور عو ں تھا ہی وہاں بچے بچوں میں بھی
بڑا جوش تھا۔ جبکہ میں آج سیر کرنے نکلا تو میں نے ایک ایسا چھوٹا سے کم عمر کا دنیا میں شاید کوئی ہی
نہ ہوگا۔ یہ اپنی تمام وردی لگائے ہوئے تھا۔ فوجی ٹوپی چھوٹی سی تلوار کا خطہ وغیرہ سب پہنے ہوئے تھا
اس کی عمر نو برس سے زیادہ کی نہ ہوگی جبکہ میں اس کے نزدیک پہنچا نہ ٹھیرایا اور مجھسے پوچھا کہ تمہیں

کمانڈر فوج کا مکان کہاں ہے میں نے اُس سے پوچھا کہ تم کو اُس سے کیا کام ہے۔ اُس نے مجھے فوجی طور سے سلام کیا اور کہا کہ میں سپاہی ہوں اور ۱۰۹ ردین بو میر پیٹن رجمنٹ سے متعلق ہوں میں نے سنا تھا کہ اب ہماری فوج دشمن سے لڑنے کو جانے والی ہے اور میں اُس میں شریک ہونے آیا ہوں۔ لڑکے کے اس جوش پر میری آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور اُس کو میں اپنے گھوڑے پر بٹھا کر کمانڈنٹ فوج کے مکان پر چھوڑ آیا جہاں کم عمر بچوں کے جوش کا یہ حال ہو وہاں کے سپاہی کی بہادری اور استقلال کا اس جوش سے پتہ لگ سکتا ہے۔

سچی قدردانی - یا - خوش اخلاقی کا نتیجہ

اس جنگ میں جیسی خونریز لڑائی گرپولٹ کے مقام پر ہوئی ایسی خونریز لڑائیاں دنیا کی تواریخ کی ورق گردانی سے بھی بہت ہی شاذ و نادر ملیں گی۔ ایسی لڑائی جس میں ایک دن میں جانوں کا اسقدر نقصان ہوا ہو۔ جنگ بورو ڈینو کے بعد سے نہیں ہوئی تھی۔ جنگ بورو ڈینو ماہ جون ۱۸۱۲ء میں نپولین بوناپارٹ اور روس میں ہوئی تھی جس میں طرفین کی چالیس چالیس ہزار فوج ماری گئی تھی۔ یوں تو دنیا میں ایسی لڑائیاں ہوئیں ہیں جنہیں مقتولین کی نوبت لاکھوں تک پہنچ گئی ہے لیکن اس قدر خونریزی اور نقصان جان متعدد دنوں میں ہوا کرتا ہے اور اس جنگ میں ایک ہی دن کی لڑائی میں نصف لاکھ کے قریب طرفین کی فوج ضایع ہوئی اور خصوصاً پرشیا کی ایک پیدل رجمنٹ پر بڑی ہی تباہی پڑی اور یہ رجمنٹ قریباً معدوم ہی ہو گئی۔ ختم جنگ پر اس کے سپاہی بہت ہی کم زندہ بچے تھے چنانچہ اسی رجمنٹ کے کرنیل کا قصہ ایک جرمن اس طرح بیان کرتا ہے کہ اُس رجمنٹ کے کرنیل۔ ون کوشمبر سے میری بڑی ہی دوستی تھی بعد ختم جنگ میں اُن سے ملنے اور اُن کی تلاش میں نکلا معلوم ہوا کہ وہ سخت زخمی ہو کر میدان جنگ میں پڑے ہوئے ہیں۔ کرنیل مذکور کے زخمی ہونے کی اطلاع پا کر مجھے سخت صدمہ ہوا۔ اور میں اُن کی تلاش میں زخمیوں کی جانب چلا۔ اور کچھ بسکٹ اور ایک بوتل شراب کی لیتا گیا۔ بڑی مشکل سے دو پہر کی تلاش اور جستجو کے بعد میں نے اُن کو پایا۔ وہ بیہوش پڑے ہوئے تھے چہرہ پر مردنی چھا گئی تھی اور مٹی کی مانند پیلا رنگ ہو گیا تھا۔ میں نے اُن کے کان کے پاس منہ لگا کر کہا کہ کرنل ون کوشمبر!۔ ون کوشمبر!۔ ذرا آنکھیں کھولو! میری آواز سے وہ کچھ ہشیار ہوتے اور مجھ سے پیاس کی شکایت کی۔ میں نے وہی شراب کی بوتل اُن کے منہ سے لگا دی۔ اُس کو پیکر اُنہیں کچھ تسکین ہوئی اور بولنے کی طاقت آئی آنکھیں کھول دیں۔ اور مجھے دیکھ کر اُن کو ایسی خوشی ہوئی کہ اُن کا زرد چہرہ تھوڑی سی دیر کیلئے خوشی سے لال ہو گیا اور کہا میں تمہارے آنے سے بہت خوش ہوا ہوں تمہاری اسکا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں تم جیسا دوست ملنا مشکل ہے مگر او دوست اب تو وقت ختم ہے

سـ آن پہونچی ہے گرداب فنا کشتیٔ عمر۔ ہر نفس باد مخالف کا ہے جھونکا ہم کو

اور موت قریب ہے میں نے کہا کہ مائی ڈیر کرنل۔ ایسے نا امید نہ ہو خدا نے چاہا تو تمہارے زخم مندمل ہو کر تم چند دنوں میں تندرست ہو جاؤ گے۔ میرے دوست کرنل نے کہا کہ نہیں اب میری زندگی ناممکن ہے۔ اور کہا دیکھو یہ کہہ کر جس چوغہ کو وہ اوڑھے ہوئے تھے وہ ذرا ہٹا دیا۔ میں نے اُن کا زخم دیکھا اور زخم دیکھتے ہی میں خوف سے کانپ اُٹھا۔ توپ کے ایک گولے سے اُن کا پیچھے کا نصف دھڑ پاش پاش ہو کے اُڑ گیا تھا۔ میں نے ان کو چوغہ اسی طرح سے جلدی اُڑھا دیا۔ اور کہا کہ اگر آپ کی کوئی اور خواہش ہو تو کہو۔ میرے دوست کرنل نے کہا کہ ہاں خوب یاد دلایا مجھے ایک ضروری وصیت کرنا ہے تم اپنی نوٹ بک جیب میں سے نکال لو اور جو میں کہوں وہ لکھتے جاؤ چنانچہ میں نے کتاب اپنی جیب میں سے نکال لی اور کرنل کوشمبر نے حسب ذیل لکھانا شروع کیا:۔

"میرے اس قدر روپے فلاں بینک میں جمع ہیں اور میری اس قدر جائداد فلاں فلاں شہر میں ہے اور چونکہ میں اب تک بے بیاہا (مجرد) ہوں نہ میری کوئی اولاد ہے نہ قریبی رشتہ دار ہے۔ اس لئے میں اپنی کل جائداد معہ زر نقد میری ہی پلٹن کے ۔ انسائن (لفٹننٹ) ہمبر کی اولاد کو عطا کرتا ہوں کیونکہ میں ہمبر کے چال چلن سے بہت ہی خوش رہا ہوں"

راقم۔ کرنل ون کوشمبر وصی۔ گریولٹ۔ ۱۸۔ اگست سنہ ۱۸۷۰ء

اور مجھے کہا کہ اے میرے دوست تم میرے موصی ہو۔ جبکہ کرنل یہ وصیت لکھا رہا تھا اور جس وقت وہ ہمبر کی اولاد کے لفظ پر پہونچا تو یکایک قریب کے زخمیوں میں سے ایک آدمی نے اپنا ہاتھ اُٹھایا اور کہا کہ مائی ڈیر کرنل! ۔ میں آپ کی اس قدردانی اور ہمدردی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مجھے صرف اپنے بچوں ہی کا فکر تھا اور اب آپ نے یہ فکر رفع کر دیا اور خوشی کی ایک عارضی سرخی ہمبر کے زرد چہرہ پر آ گئی۔ ہمبر بھی مہلک زخمی ہوا تھا۔ کرنل ون کوشمبر نے کہا کہ مائی ڈیر ہمبر! کیا تم بھی یہیں ہو۔ ہم تم دونوں نے اپنا فرض منصبی خوب ادا کیا ہے ہم تم زندگی میں بھی ساتھ رہے اور اب بھی فرض جیسے نیک کام کی انجام دہی میں ساتھ ہی مرتے ہیں میں تمہارے اخلاق سے ہمیشہ بہت ہی خوش رہا ہوں۔ اور یہی وجہ ہے کہ میں نے تمہاری اولاد کو اپنا وارث مقرر کیا ہے۔

"اس کے گھنٹہ بھر کے بعد ہمبر نے آخری سانس لیا۔ اور مر گیا۔ اور اُس کے دو گھنٹے کے بعد میرے دوست کرنل ون کوشمبر نے میری ہی گود میں سر رکھے ہوئے اپنی جان دے دی پھر میں عجیب خیالات اور رنج و غم میں وہاں سے روانہ ہو کر اپنے مکان پر آیا۔"

ان بہادران ہمدردان قوم کے نام جرمنی کے بہادروں کی فہرست کے کتبوں میں کندہ ہیں ۔

تعداد فوج مشترکہ فرانس اور پرشیا کی جنگ ہذا میں ماری گئی اور تعداد زر جو طرفین کا دوران جنگ میں صرف ہوا بعہ موازنہ مشہور

جنگہائے یورپ

اس جنگ میں طرفین کی فوج بے شمار قتل وضائع ہوئی سنہ ۱۸۱۵ء کے بعد سے یورپ میں ایسی خونخوار اور خونریز لڑائی کوئی نہیں ہوئی تھی جرمن اور فرانس کی فوج جنگ ہذا میں قریب تین لاکھ کے قتل وضائع ہوئی اور گو سنہ ۱۸۵۴ء میں جنگ کریمیا میں چار لاکھ پچاسی ہزار فوج متخاصمین کی ماری گئی تھی مگر وہ لڑائی سنہ ۱۸۵۶ء تک یا ڈھائی برس تک رہی تھی اور وہ لڑائی چار سلطنتوں میں ہوتی تھی یعنے ایک طرف روم انگلینڈ فرانس اور اٹلی تھی اور ایک جانب روس تھا۔ اور یہ لڑائی صرف دو سلطنتوں پرشیا اور فرانس میں ہوئی اور کل نو ماہ تک جاری رہی اور اس میں فرانس اور پرشیا کی دو لاکھ نوے ہزار فوج قتل ہوئی صرف زر بھی ہر دو ممالک کا اس جنگ میں اس قدر ہوا ہے کہ اتنا کسی بڑے سے بڑی جنگ میں بھی اس قدر قلیل عرصہ میں نہیں ہوا ہے۔ اس جنگ میں پرشیا اور فرانس دونوں کا صرف ۳۱۶ ملین پونڈ ہوا یا یہ کہو کہ ۳۱ کروڑ ۶۰ لاکھ پونڈ صرف زر ہوا۔ اور ہندوستان کے سکہ روپیہ میں اگر یہ صرف معلوم کیا جاوے تو پانچ ارب ۶۸ کروڑ ۸۰ لاکھ روپیہ ہوتا ہے ہندوستان میں شلنگ و پونڈ کے روپیہ میں تبادلہ کا نرخ ہمیشہ گھٹتا بڑھتا رہتا ہے۔ اسلیے اگر ناظرین بالکل صحیح تعداد سکہ روپیہ میں معلوم کرنا چاہیں تو نرخ تبادلہ موجودہ وقت سے ۳۱۶ ملین پونڈ کا خرچ روپیہ میں معلوم کر سکتے ہیں ۔ اور ہمنے ایک پونڈ کے اٹھارہ روپیہ برابر مان کے یہ حساب روپیوں میں تحریر کیا ہے ۔ اور ہماری یہ مفروضہ رقم یعنے اٹھارہ روپیہ مساوی ایک پونڈ کے جو رکھے ہیں۔ یہ قریب قریب نرخ تبادلہ موجودہ وقت کے برابر ہی ہے۔ حالانکہ جنگ کریمیا کئی سال رہا اور کئی سلطنتیں جنگ میں شریک تھیں۔ لیکن اسمیں بھی کل صرف ۳۰۵ ملین پونڈ ہوا تھا یعنے اس جنگ میں بھی جنگ ہذا سے ۱۱ ملین پونڈ کم صرف ہوئے تھے تاکہ اس جنگ کی وقعت معلوم ہو سکے۔ اسلیے ہم یورپ کے دیگر مشہور جنگوں کا ایک مختصر نقشہ تحریر کرتے ہیں۔ ناظرین جنگ ہذا کے اور جنگہائے یورپ بلحاظ صرف زر اور نقصان جان خود موازنہ کر لیں۔

کر سکتے ہیں۔ وہ نقشہ حسب ذیل ہے ؛

سنہ جنگ	نام متخاصمین	طرفین کا کسقدر خرچہ ہوا	طرفین کی کسقدر فوج ماری گئی
سنہ ۱۸۲۸ء	روم اور روس	(بیس) ۲۰ ملین پونڈ	۱۲۰۰۰۰ (ایک لاکھ بیس ہزار)
سنہ ۵۶-۱۸۵۴ء	روم۔ انگلینڈ۔ فرانس اٹلی اور روس	(تین سو پانچ) ۳۰۵ ملین پونڈ	۴۸۵۰۰۰ (چار لاکھ پچاسی ہزار)
سنہ ۱۸۵۹ء	فرانس اور آسٹریا	(پینتالیس) ۴۵ ملین پونڈ	۶۳۰۰۰ (ترسیٹھ ہزار)
سنہ ۱۸۶۶ء	پرشیا اور آسٹریا	(بیس) ۲۰ ملین پونڈ	۵۱۰۰۰ (اکیاون ہزار)
سنہ ۷۱-۱۸۷۰ء	فرانس اور پرشیا	(تین سو سولہ) ۳۱۶ ملین پونڈ	۲۹۰۰۰۰ (دو لاکھ نوے ہزار)
سنہ ۷۸-۱۸۷۷ء	روم اور روس	(ایک سو نوے) ۱۹۰ ملین پونڈ	۱۸۰۰۰۰ (ایک لاکھ اسی ہزار)

(خاتمہ)

یہ ترجمہ نگار بہ کمال ادب دست بستہ ناظرین اور پبلک کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ آج کل اردو زبان ہماری ملکی زبان ہے۔ موجودہ نسل اصحاب ذی استعداد اور ملکی ریفارمروں کے طفیل گو ترقی کا قدم بڑھا رہی ہے تاہم اس کا دامن مختلف علوم بالخصوص تاریخی ذخایر کے گلدستوں سے تاہنوز بہت خالی ہے اور ابھی یہ زبان ذی علوم اصحاب قوم کی کوشش کی بہت محتاج ہے۔ ہر شخص پر قومی زبان کا حق سمجھنا ضروری لازمی ہے۔ عالیجناب شمس العلما۔ مولنا مولوی شبلی نعمانی۔ سابق پروفیسر مدرسۃ العلوم علیگڈھ و فیلو یونیورسٹی الہ آباد کا قول واقعی آب زر سے لکھنے کے قابل ہے کہ قومی زبان ہی قومی جوش اور قومی فیلنگ کو زندہ رکھتا ہے۔ اور اگر یہ نہیں تو قوم قوم نہیں ہے بنا بر علیہ اس کج مج زبان نے بھی جو کہ اردو کی ہوا میں پرورش اور تربیت پائی ہے۔ اپنی کم حوصلگی اور حقیر حیثیت کے موافق واقعات جنگ فرانس و پرشیا کا ترجمہ کتب انگریزی سے اردو میں نہایت صحت اور اختصار کے ساتھ انتخاب کرکے آپ کی خدمت عالی میں پیش کیا ہے۔ یہ مختصر ترجمہ جو یہ ناچیز و تحفہ حقیر ہے حاشا و کلا ہرگز اس قابل نہیں کہ آپ کے پسند خاطر ہونے کی قابلیت رکھتا ہو۔ اس لئے کہ میری استعداد علمی اور تاریخی معلومات ہرگز اس قابل نہیں ہے کہ ارباب تصنیف اور صاحبان تالیف کے حضور میں اپنے تئیں ادنے مبتدی سے بھی نسبت دے سکوں اور یہ نسبت دیتے ہوئے مجھکو شرم آتی ہے

لیکن جب حضرات ناظرین کے کرم اور حسن خلق کا بھروسہ کرتا ہوں تو اپنی بے سرو سامانی پر کسیقدر طبیعت کو اطمینان حاصل ہوجاتا ہے ؎

برگ سبز است تحفۂ درویش ٭ چہ کند بے نوا ہمیں دارد

خداوند تعالے نے اس تاریخ کے ترجمے میں ایسی مدد کی کہ صرف ایک ماہ ہی کے عرصہ میں یہ ترجمہ بکمل ہوگیا۔ حضرات ناظرین اس ترجمے کے سوا اب میں مسٹر ای۔ ایچ پامر سابق عربی پروفیسر کیمبرج یونیورسٹی کی کتاب ہارون الرشید کا ترجمہ اُردو زبان میں لکھ رہا ہوں جس سے خلیفہ ہارون الرشید خلیفہ پنجم دولت عبّاسیہ کے کل واقعات سلطنت معہ سوانح عمری وطریق معدلت اور طرز معاشرت وفتوحات ملکی اور پولیٹیکل انتظامات وسوشل حالات کا صحیح اندازہ واضح ہوتا ہے۔ مسلمانوں کی سلطنت کا جب عروج کمال پر تھا اور سندھ وہند سے بحیرا وقیانوس تک اس باعظمت حکومت کا پھریرا اُڑتا تھا وہ تمام حال۔ اور اُس کے سوا عرب کے ایام جاہلیت کا حال ، اور زمانہ اسلام کی ابتدائی نشو ونما اور ترقی اور خلافت کی تاریخ کہ کس طور سے خلفاء راشدین کے بعد بنی اُمیہ اور اُن کے بعد بن عبّاس [illegible] ان میں خلافت آئی۔ اور پھر ترکوں نے کس طرح سلطنت عبّاسیہ پر قبضہ پایا۔ نہایت شرح وبسط کیسا تھ یہ احوال تحریر کیا گیا ہے۔

اس امر کا بھی عرض کردینا ضروری سمجھتا ہوں کہ کسی کتاب کے ترجمہ میں واقعات کے اندر کمی یا بیشی یا فروگذاشت ہونا ممکنات سے ہے۔ پامر صاحب کی اس کتاب کے ترجمہ کا حق میں نے پورا پورا ادا کیا ہے۔ مگر بعض یورپین مصنفین اپنی تصنیفات وتاریخ میں حکمرانان اسلام پر یا خود بعض واقعات تاریخی اسلام اور نیز اسلام پر ناواقفیت سے ایسی چوٹ کرجاتے ہیں جو غلطی کی حد تک پہنچی ہے۔ اُس کتاب میں بھی بعض مواقع پر میں نے ایسے غلط حملوں کی تردید کتبہائے معتبر اور مستند کے ذریعہ سے بکمال تلاش وتحقیق اپنے فٹ نوٹوں کے ذریعہ سے مشرح طور پر کردی ہے جس سے اصلی حالت کا صحیح اندازہ ظاہر ہوجاتا ہے۔

اگر زمانہ نے مساعدت اور عمر نے وفا کی تو انشاء اللہ تعالے یہ مفید ترجمہ بھی عنقریب پبلک کی خدمت میں پیش کیا جاویگا السعی منی والاتمام من اللہ تعالے فقط یکم نومبر ۱۸۹۹ء مقام پانی پت

بالخــــتــــــیں

بقلم خاکسار عبدالقادر جنبڈیالوی ضلع گوجرانوالہ

تصحیح نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱	نکل	نکل	۴۸	۲۰	نوروج کےکام	نوجی کےکام	۱۰۹	۱۰	نوروج	نوروج میں
۴	۱۹	دیونگر	عیسٰیا	۴۵	۲۱	لیہد	ولیعہد	۱۱۳	۲۱	ایسے	اس
۴	۱۹	-	اور	۵۶	۷	اقتشام	احتشام	۱۲۰	۱۵	نوروج اور	نوروج سے
۵	۱۹	بنی	بنی (تقسیم)	۵۶	۱۲	کھڑیاں	گاڑیاں	۱۲۲	۲۱	ہر	ہی بیہ
۶	۸	مرسولہ	مرسلہ	۵۷	۱۲	کردیتا	کرادیتا	۱۳۴	۱۱	کی جارتھی	کی جارہی تھی
۹	۱	اسے	سے	۶۶	۷	فاصلہ	فاصلہ پر	۱۴۸	۲	سننے کو	سنے گو
۹	۳	داقعہ	واقعہ	۶۶	۱۲	کسی قدر	کس قدر	۱۵۰	۲۰	دسمبر	دسمبر
۱۲	۱۷	نرگورر)	(گورنر)	۶۶	۱۴	کے	کہ	۱۵۲	۱۸	پرشیا کے	پرشیا کی طرح نے
۱۲	۲۰	بزین تماچو	بزین تماچو	۶۶	۲۱	اس سے یہ نہیں	اس سے زیادہ نہیں	۱۵۲	۱۰	آل	اوّل
۱۶	۵	پانچو	پانچویں	۷۶	۱	بر صلح کے	شرائط پر صلح کو	۱۵۹	۱۴	اور نہ	ورنہ
۱۹	۲۰	تمام کے	تمام کے تمام	۹۰	۴	تمام کے	تمام کے تمام	۱۶۲	۱	کا کچھ بھی	کا کچھ بلکہ بھی
۳۳	۸	تیزی جنبہ	تیز ہی جنبہ	۹۲	۲	جو دین پرکھ	جو جنر مقبول	۱۶۷	-	۱۲۷	۱۹۶
۳۹	۱۴	اقتشام	احتشام	۹۵	۶	استقدر سے مقصد	اس سے مقصد	۱۶۷	۵	بہادری بخش جنگ اور	بہادری بخش جنگ سے
۳۹	۱۲	حالان سے کے	حیان	۹۵	۶	لوگونکی امیدیں	لوگونکی امیدیں بھی	ضمیمہ			
۴۳	۸	ہوجاتا تھا	ہوجاتا تھا	۹۹	۱	اگر	اگر کے	۳	۳	عرصہ تک رہا	عرصہ تک رہی
۴۴	۱	مشتعلوں	شعلوں	۱۰۰	۲۱	بادود	باوجود				

اشتہار

سوانح عمری ہارون الرشید اعظم

موسوم بہ

ہارون اعظم

یعنی

مسٹر ای ایچ پامر ... ایم اے پروفیسر عربی یونیورسٹی کیمبرج کے مشہور مورخ فاضل کی کتاب کا ترجمہ

ہارون الرشید خلفائے عباسیہ میں سے پانچواں خلیفہ ہے اسکے عہد میں سلطنت اسلامی کو جسقدر عروج حاصل تھا۔ ویسا پھر کبھی نہیں ہوا۔ ... ہندوستان سے بحر اطلانٹک (بحر اوقیانوس) تک یا افریقہ کے انتہائے مغرب تک سلطنت ... اسکی ... پولیٹکل طرز ... کا پورا حال اس کتاب میں تحریر ہے ... ایک سال حج کو جاتا تو دوسرے سال جہاد کرتا تھا۔ حج کیلئے ہمیشہ بغداد سے مکہ شریف تک گرم ریگستانی راستہ میں پیدل ہوکر آیا کرتا تھا

اس کتاب میں جملہ واقعات نہایت صحت کے ساتھ قلمبند کیے گئے ہیں۔ اور نیز خلفاء راشدین اور خلافت کی تاریخکو بتفصیل سوانح ترجمہ کے مترجم نے اپنے فٹ نوٹوں کے ذریعہ سے اور انھیں نوٹوں کے ذریعہ سے دیگر ضروری ضروری حالات بھی زیادہ کیے ہیں جس سے یہ تاریخ بڑی ہی دلچسپ ہوگئی ہے۔ اور اسکی ضخامت بھی بوجہ مترجم کے نوٹوں کے بہت بڑھ گئی ہے زیادہ حالات اس کتاب کی بابت خاتمہ محاربہ فرانس و پرشیا میں مندرج ہیں۔ ناظرین ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ اصحاب بالیقین تاریخی الماریوں میں اس کتاب کا ہونا ضروریات سے ہے اور فائدہ سے خالی نہیں ہے اور خاصکر ہر مسلمان کے گھر میں ہونا اسکا لابدی ہے اس کتاب کے طبع ہونے میں نہایت درجہ انتظام صفائی اور عمدہ ولایتی کاغذ وغیرہ کیا گیا ہے کتاب انشاء اللہ تعالی بڑی آب و تاب کے ساتھ بہت جلد شائع ہونیوالی ہے اگر کوئی صاحب دوران طبع میں درخواست خریداری بھیجینگے تو انکا نام درج رجسٹر خریداران کرلیا جاویگا اور کتاب بعد طبع انکی خدمت میں ارسال کردیجاویگی قیمت اس کتاب کی رفاہ عام کے لحاظ سے نہایت کم رکھی گئی ہے یعنی صرف ڈیڑھ روپیہ علاوہ محصولڈاک وغیرہ تاکہ غریب مسلمان بھی یہ کتاب خرید سکیں اور گران نہ گذرے اسوجہ سے قیمت کم رکھی گئی ہے ناظرین جلد درخواست خریداری ارسال فرماویں۔ فقط المشتہر محمد مصباح الدین احمد مترجم محلہ افغانان ...

DUE DATE